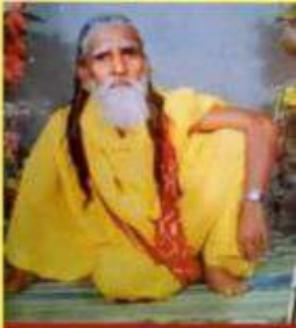


رَبِّ الْكَوَافِرِ مُهَمَّدًا أَفَأَنْتَ بَعْدَهُ لَا تَرَيْنَ

# حَيَاتٍ وَارِثٍ

حصہ اول

مصنف جناب مرزا محمد ابراہیم سیگ صاحب تیمدادوار فلکھنوی



# پاوارٹ حق وارٹ

حضرت سید

عبدالسلام

مرف میاں بالکا بروئے

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ

سید سبیر علی شاہ

رٹی چشتی اجمیری

رحمۃ اللہ علیہ

فیضان نظر

# عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ

ایف بنی گروپ

عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ کی ایک بہترین کاؤنٹ  
وارثی کتب اب پی ڈی ایف میں آپ سب وارثیوں کے لیے  
منجانب : رمیز احمد وارثی  
جو لوگ سلسلہ کی کتب جو پی ڈی ایف والی پڑھنا چاہتے ہیں  
تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

923101157013

رَبِّ الْأَمَدَّ زَنِي فِرَادًا فَانْتَ بَعِيرُ الْوَارِثَيْنِ

# حَيَاةٌ وَارث

از تالیف لطیف مصطفی اوصاف ماهر موز رمحت

خادم بارگاه وارثی

جناب مرزا محمد ابراهیم بیگ صاحب شیدا وارثی لکھنؤی

قیمت فی جلد  
دو صدر و پے

# حیاتِ وارث سوائیح حیات

فانی فی اللہ باقی باللہ      امیة مِنْ آیاتِ اللہ

سرکارِ عالم پناہ

حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ ذکر اعظم اللہ  
دیوب شریف، صلح بارہ بنکی ہندوستان

بایہ تمام

الحاج فیقر عزت شاہ وارثی  
ناظمِ اعلام

ٹوٹ آستانہ عالیہ وارثیہ

حضرت حاجی حافظ فیقر اکمل شاہ وارثی قدس اللہ العزیز

آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریعت

ڈاک نامہ: چنگا بیگیال تسلیم گوجہ خان صلح دا لینڈھی (پاکستان)

جملہ حقوق بحق مواتت گذشتہ ہیں

ناشو	اِشائے سرکاری بلڈنگ لاہور
ناظم اشاعت	ٹرست آستانہ عالیہ وارثیہ
سال اشاعت	۲۰۰۰
تحداد	۱۱۰
هدیہ	۲۰ روپے

### اظہارِ شکر

بسم اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں میاں محمد طیف سجادہ نشین حضرت دامائیج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے گمنون ہیں، جنہوں نے اپنی انتہائی صرفیت سے وقت نکال کر اس کتاب کی اشاعت میں خصوصی دلچسپی لی اور کتاب کی اشاعت میں مفید مشورہ سے نوازا۔

جزاک اللہ

### کتاب کے ملنے کا پتہ

#### ٹرست آستانہ عالیہ وارثیہ

حضرت حاجی حافظ فقیر اکمل شاہ وارثی پھیر شریعت ڈاکناد چینگا بندیال تھیصل گوجرخان صلح را و اپنڈی۔

## فہرست مضمین کتاب سعی الحاشر فی ریاضین الوارث

صفحہ	مضامین	نمبر شمار	صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۵۷	صال علیجی ریاض میں شاہ ساحبؒ	۱۲	۵	دیباپ	۱
۵۸	رکم دستار بندی	۱۳	۳۵	شرف خاندانی	۲
۶۱	سلسلہ روشنیہ ہدایت	۱۲	۲۸	آپ کی والدہ کا نسب	۳
۶۴	سفر جوانکے مختصر حالات	۱۵	۳۱	آپ کا شجرہ نسبی	۴
۷۲	قیام اناو	۱۶	۳۲	آپ کی نادات کی بشارت	۵
۷۴	قیام شکوه آباد	۱۷	۳۴	آپ کی عظمت کا اقرار	۶
۷۰	قیام فیروز آباد	۱۸	۳۰	جائے ولادت	۷
۷۱	قیام آگرہ	۱۹	۳۱	سال ولادت	۸
۷۳	قیام ہریان	۲۰	۳۵	قیام رضاوت	۹
۷۵	قیام جے پور	۲۱	۵۰	تعلیم علم ظاہری	۱۰
۷۷	قیام اجیر شریف	۲۲	۵۶	بیت طریقت	۱۱

صفحہ	عنوان	نمبر شار	صفحہ	عنوان	نمبر شار
۱۴۲	آپ کا استغناہ بس	۳۳	۷۸	قیام نگور	۲۳
۱۴۵	آپ کا بس	۳۴	۸۲	تیام بی	۲۲
۱۴۹	رنگ بس	۳۵	۸۳	دافتار جہاز	۲۵
۱۵۲	آپ کا بتر خواب	۳۶	۸۶	جدو پہچنا	۲۶
۱۵۴	آپ نے مکان اُسیں بنایا	۳۷	۸۸	داخل درم ترم	۲۴
۱۵۹	آپ کی تجدید کامل	۳۸	۹۳	سفریں نشودہ	۲۸
۱۶۰	مناگفت کا شرعی حکم	۳۹	۹۹	نجھ اشرت	۲۹
۱۸۳	تسیم درضا	۵۰	۱۰۰	گلبلے مٹلے	۳۰
۱۸۸	دعاؤں سے انتیاب	۵۱	۱۰۱	مک مظہر	۳۱
۱۹۰	تعین لکھنے سے احتراز	۵۲	۱۰۱	مراجع دلن بالوف	۳۲
۱۹۳	ننان سے احتراز	۵۳	۱۰۱	درس اسٹرجاڑ	۳۳
۱۹۹	صفت محبت	۵۴	۱۰۵	میرا سفر جاڑ جنکی سے	۳۴
۲۰۳	سوال کرنا منزع ہے	۵۵	۱۰۶	سفری پ	۳۵
۲۰۷	عشق صفات حسنہ کا مرکز ہے	۵۶	۱۰۸	خصوصیات رج	۳۶
۲۰۷	آپ کا زکل	۵۷	۱۱۱	حضریت اندون ہندوستان کا وعدہ	۳۶
۲۰۸	صلوٰۃ الشکر	۵۸	۱۲۲	پابندی وضع	۳۸
۲۱۰	آپ کا استغناہ	۵۹	۱۲۷	وضع استراحت	۳۹
۲۱۱	سکھ جات سے فرت	۶۰	۱۲۷	پانی نوش فرانے کا انداز	۴۰
۲۱۳	مسائل کی حاجت روائی	۶۱	۱۲۹	خاصہ نوش فرانے کا طریقہ	۴۱
۲۱۴	شامل شریعت	۶۲	۱۳۶	قیلولہ وجہن تاریخ	۴۲

صفیل	مسماں	نمبر شمارہ	صفر	مسماں	نمبر شمارہ
۳۲۰	ہندوؤں کو تحریک اپنی	۸۳	۲۱۶	آپ کی شم سرگیں	۶۳
۳۲۸	بہودیوں کی ارادت	۸۴	۲۲۲	آپ کا طرز کلام	۶۴
۳۳۲	پارسیوں کی عقیدت	۸۵	۲۲۹	صفت پانے مبارک	۶۵
۳۳۴	ہیسایوں کا استغفار	۸۶	۲۲۳	آپ کے شم کی خوشبو	۶۶
۳۳۷	کونٹ گلارز کا راقم	۸۷	۲۳۹	طریقہ بعیت	۶۷
۳۴۴	آداب طریقت	۸۸	۲۲۲	بیدت نامبان	۶۸
۳۴۹	صفت فنا	۸۹	۲۲۶	ذکر شجرہ طریقت	۶۹
۳۵۳	صورت پر آئینہ حق نہیں	۹۰	۲۵۲	ہدایات اذ کار داشتال	۷۰
۳۶۳	محنوعات مشنی	۹۱	۲۹۸	ترک سوال	۷۱
۳۶۶	ہدایت عام	۹۲	۲۴۲	صفت حرص و طمع	۷۲
۳۸۱	امتناع جائشی	۹۳	۲۴۳	صفت حسد	۷۳
۳۸۳	امتناع بیمارگی کا ضبط تحریر	۹۴	۲۲۶	ذکر اسم ذات	۷۴
۳۸۸	سبب امتناع بیمارگی	۹۵	۲۸۰	ذکر اسم ذات جلال	۷۵
۳۹۳	عشق تعلیم خلوت سے بے نیاز ہے	۹۶	۲۸۱	ذکر درود و شریف	۷۶
۴۰۸	بعض اخوان ملت کے خیالات	۹۷	۲۸۲	صفات اتصور	۷۷
۴۰۹	مؤلف جلوہ دارستگی خیالات کی تقدیر	۹۸	۲۹۳	شغل سلطان الانذکار	۷۸
۴۲۵	لنظام اسرائیل تصریح	۹۹	۲۹۴	مجاہدہ عام	۷۹
۴۳۲	امدادت کی تعریف	۱۰۰	۲۹۹	مجاہدات	۸۰
۴۳۹	بعض اعتمادات کی تصحیح	۱۰۱	۳۱۱	احصل ایمان و اسلام	۸۱
۴۵۲	تفقید کلام منظوم	۱۰۲	۳۱۳	توحید	۸۲

صفحہ	عنوان	صفحہ	پریشان	صفحہ	عنوان	پریشان
۵۳۷	روز پھر اثنیہ ۲۲ محرم ۱۴۲۳ھ	۱۱۷	۹۵۹		ذکر شرکتے والی	۱۰۳
۵۳۸	روز سه شنبہ ۲۸ محرم ۱۴۲۳ھ	۱۱۵	۲۶۲		ہدایت مذہبی	۱۰۲
۵۵۰	روز پھر اربعہ ۲۹ محرم ۱۴۲۳ھ	۱۱۶	۲۶۶		نماز کی ہدایت	۱۰۵
۵۵۳	روز پھر اثنیہ ۳۰ محرم ۱۴۲۳ھ	۱۱۷	۲۸۲		صلوٰۃ العادین	۱۰۶
۵۵۷	ذکر دصال	۱۱۸	۲۸۹		صفات روزہ	۱۰۷
۵۶۱	ذکر تجھیز و تختین	۱۱۹	۳۹۷		عاشقوں کا روزہ	۱۰۸
۵۶۹	حضور کی تختین	۱۲۰	۳۹۹		صفات حج	۱۰۹
۵۷۱	ترجمہ خطاطین گلزار آف بیش کلا را	۱۲۱	۵۰۲		صفت زکوٰۃ	۱۱۰
۵۷۶	قطعہ تاریخ امام کتاب	۱۲۲	۵۰۸		عظام مذہبی و اخلاقی مشربی	۱۱۱
۵۷۶	الیغناطیعہ تاریخ امام کتاب	۱۲۳	۵۳۳		شدت صفت	۱۱۲
۵۷۶	قطعہ تاریخ طبع کتاب	۱۲۴	۵۳۱		مرض المغارف	۱۱۳

— — —

هُوَ الْوَارِثُ  
 لِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 رَبِّ الْجِنَّاتِ الْمُصْلِحُ لِعِبَادِهِ

گوئی دلacz عشق مگر تید و مشنونید      مسلک نکا یتیست کہ تقریر پسند نہ  
 حضرات ناظران اس میں شک ہے کہ مقررین بارگاہ اعلیٰ است کا بر جتہ کام بھی عالم گام کے  
 واسطے کس قدر منفید اور سودمند ہوتا ہے جس کے معنی خیر معاشرین پر تکھوا غور کرنے سے علاوہ دیگر ممتاز  
 کے ان ان اپنے خیالات کے عجیب صواب سے بھی خبر اسرائیل سکتا۔ بجزئیات اپنے دیکھا ہوں کہ یہ موضع  
 ہر کس خیال خوش خبطے دارہ تیرے حسب طالع اور امام رے خیال کی صحیح تصویر ہو کہ باہم بدوکہ مشابہات  
 سے ہے کہ کسی خاص وجہ سے جن کی نام آوری اور شہرت ہوتی ہے ان کے حالات نہیں لائیں مولنیں  
 بخیری پس دیش کے ہماشتہ بالیف فراہم ہیں۔

لیکن اس کو اپنی قدیمتی کہوں تو بے جانہ بڑا کہ باقتصنا بیست متنی سیکھت عدم امدادیت ابتداء  
 بن شعور نے میں نے بھی تذکرہ نہیں کی جہارت نہیں کی اور میرا ذاتی خیال ہے کہ ذی انتہا ارادہ رسار آرڈر  
 حضرات کچھ بھی حالات نہیں لکھنا بہت دشوار ہے اس نے کہ موڑنے نے تاریخ تکاری کے لئے جو تقدیر  
 حدود تجویز فرمائے ہیں ان کی کماحتہ تعییل کرنا آسان نہیں ہے۔

علی الحضور نفرتے حلیل بالقدر اولیا کے کیم ایشال جزو ان تمباشے خلقت کے ظلیں ہافت  
 میں ہوتے ہیں، بخوا کے اذلیائی تھمت قبائل ان کی پیکرہ اور مقدس زندگی کی داستانیں، اور  
 ان کے برکات و تصرفات کی حکایتیں تلمذین زنداد شوار ترکیم حالات سے ہیں۔  
 اس نے کر ان کے ظاہری عالمات بھی، طبی برکات اور بخوبیں تصنیفات خالی نہیں ہوتے

اولیم ایسے عالم ان سکے ادیک دنیا سے باہر ہے کہ ان سخنیں اللہ تھیں جو ان کے معاملات کا حقیقتی نہیں  
مجھیں اور نہ ہم اس کے کابل ہیں کہ ان کے حالات و اتفاقات بصراحت نہ کارش کریں، کیونکہ وہ فرشتہ  
خصال گے صورت فرض و بحی آدم ہوتے ہیں لیکن وہ حقیقت ان کو سارے تقدیت کی زندگی تصویریں کہا  
جائے تب جانے ہوں کا البتہ یہ ان مقدس و تعالیٰ نہ کار او منصیع مونین کا حصہ ہی جن کو مبدانا شنا  
نے بصیرت کی آنکھیں محنت فراہی ہیں اور مجبت کا مارہواں انسکے پہلویں ہیں بقول۔

بازار پر گھاٹ گاہے ہے برس رہنڈ کلابے مغان قات اندازین بادشاہے

غرض اس تدریجی خطہ سے ہنوز دماغ متاثر ہے اور تذکرہ نویس کو جس تدریج شمار جانتا تھا۔ آن تدریجی  
اہمیت آج تک ہر نہیں ہے حالانکہ اس پر ایمان خیال کی بدلت ایسا نقشان علمی اخلاقی ایجاد کی تلازم  
نہ کہن ہے کیونکہ صفر اللہ تعالیٰ کو جب مرشد جتن ادا مطلق حضور ولی کے طریقیت آشائے بحر حقیقت  
امام الادیان نبودم الا صفتی ابوالافت عالم پناد حضرت حاجی حافظ سید ارشاد علی شاہ علیم اللہ ذکرہ  
نے جارت عالم سے خلوت عدم کو پسند فرمایا اور پرستاریں با رکاہ داری کے لیے کثیر التعزیز اگر وہ نے  
اپنے آئائے نامدار کے اس فرمان قاضی کے بوجیب چو شمسہ میں ضبط تحریر میں آچکا تھا، اسی  
کو خلیفہ اور جا شین کہنا منتظر نہ کیا اور آخر مخالفت کی بنیاد قائم ہو گئی تو میرے صادق مری حاجی  
الجعین جناب شاہ فضل حسین صاحب ارشی زیبہ سجادہ حضرت شاہ دلالت محمد عبد المنعم قادری کنڑیز  
علیہ الرحمۃ نے شاید اس درانیشی کے لحاظ سے کشیرہ منشر ہو گیا ہے، مبادا کہیں بوجیگ سائل شری  
میں بھی بجائے تھا کہ صورت اختلاف و نہایہ اور ریح اثنی کو بعد فراخ فاتح حضرت غوث القلین  
رضی اللہ تعالیٰ عن جب میں رخصت طلبہ ہو اور ارشاد فرمایا کہ ملکھوار بگوش ہوش سنگر، قتیلہ  
نازک آگیا ہے اس نے بقدر امکان کرشش کرو کر سارے رہنمائے کامل کے متاز عالات اور  
منقص و اتفاقات اور مغیدہ بیانات و ارشادات جو اکثر حجاب سماعت حاضرین میں ہباں اور  
گھوشتہ خاطر خدام بالکلین میں ہباں ہیں، لہذا خود رست اس کی بے کردہ گوہر صرف سینہ زیب  
تاج سفینہ ہر جائیں تک اس مجموعہ کی درنگڑائی سے ہم حلقة بگوش سبق آمنہ ہیں اور وہی مکمل مجموعہ

ہمارے ملک کا مستقل دستور العمل اور مستند قنادی بھی ہو گا جس سے غلامان و ارشی اپنے مشربی تقدیر و شرط معلوم کریں گے اور آئندہ نسلیں بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گی لیکن ضعف ابصارت سے پسپور ہوں اس لئے مناسب علوم ہوتا ہے کہ تم اس جمبو عکوئی کرو۔“

میں نے کمال ادب عرض کیا کہ آپ کی حکم کی تسلیں میرے لئے باعثِ سعادت ہیں لیکن انہوں نتارجخ نویسی کی اہمیت ہے اور نہ اپنی ضعیف اور مدد و معلمات اس لائن کر ایسی گراں ترقیات بجالات کی جگارت کروں۔ بقول بعد از گزاں کجا: میں ناواراں کجا۔

مدد و اشان نے میری ہمت افزائی کے خیال سے فرمایا کہ ”تمہاری قلیل معلمات کی اس طرح تکمیل بھی ہو سکتی ہے کہ یہ تو سنا ہو گا کہ نظر پڑے آقائے مختتم: دل انفضل والکرم سے آنکہ سال عزیز چھپا ہے جبکہ کوئا در ہے کہ جب سرکار عالم پناہ میرے بڑے چھپے قرآن یہی حفظ فرماتے تھے تو میں اس وقت شاید پارہ سکم پڑھتا تھا آپ ایک سال میں حافظ ہو گئے اور میں ناظرِ خواں ہی رہا اس وقت سے آپ کے حالات و رفتارات کا بقدر حیثیت بخوبی کو شام ہے اور علی ہذا صاحب اعظم کے اکثر مخدوشات بھی میرے صفحوے ایڈیشن محفوظ ہیں جن سے تم فائدہ اٹھائے ہو اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس تدبیس سے اٹی لگئے میں آج تم کو اساتی ہو گی آسی تقدیر بعد میرے دشواریاں پیش آئیں گی۔“

میں نے دست بست عرض کیا کہ آپ کا یا رشداد بہت درست ہے کہ تسلی اور صحیح ساختہ حضور کے سفر و حضر کے عالات سے باخبر صرف آپ کی ذات ہر لیکن حالت یہ ہے کہ جبکہ آقائے نامدار کے دیدار ظاہری سے محروم ہوا ہوں کسی کام سے دل نہیں ہیں۔ دام محتل بیکار ہے لہذا مدد و اس کی تحریکی ہلکت مرحمت ہوتا کہ ملینان سے آپ کے فران کی تسلی کریں۔

چنانچہ شاہ صاحب قبلے آبیدہ ہو کر فراہ!۔ مجھ کہتے ہو کہ اس کام کا بینز الملبنان کا نسل خوش اسلوبی سے انجام پانیں کل ہے بغیر مرضی مولا زہمہ اولی۔ ہم بھی چراغِ سحری ہیں: مسلم نہیں سائیں کو کیا منظور ہے؟

اس تقدیر کو صرف پانچ اہم گزرے تھے کہ ۱۔ ارمغان المبارک ۲۳۴۷ء کو ایک حقیقی

لے شاہ صاحب نہست کو درسرے عالم میں بالایا چنانچہ آپ کے دھال کی تاریخ یہ ہے  
بودھی بین دھی پرست بُرذت سالمحمد ہمیری روش از جہد  
سال ہجری فوت اونتھم! آفضل حیں منجم عہد

انسوں جناب شاہ صاحب قبلہ کے بعد پھر کوئی ایسا شفیق ناچ شر ہا جو اس مشرب نہ ملت  
کے اسلئے مگلا تاکید فرماتا عالاً لکھ پر اتفاقہ ارادت خود مجھ کو متناکھی کہ حضور قبلہ عالم کے حالات اور  
ارشادات جواخوان ملت کے متفق سینوں میں مخفیت ہے اس ان شاہزاد مدنی کی مجموعی شان حوال  
سے میری آنکھیں بھی شرف اندوز ہوں لیکن بکھرہت عدم امانت مجھے یہت کجھی شہری کی اس  
مجموعے کے مرتب کرنے کی جمارت کردن بلکہ خیال پر تھا کہ پرت زان بارگاہ داری کی سکتی تھی  
جاغشت میں سینکڑوں لائیں موت نین اور قابل مصنفیں بھی ہیں اور متعدد حق شناس صد سبب دید  
یافت ہیں ہیں گے ان میں سے کوئی بلند حوصلہ اس غرمت کو اپنامی ہے۔

چنانچہ الکربراومان طریقت نے سیرت اولیٰ کو ملک دیکھنے کا جب بے جذبی کے ساتھ سین  
ظاہر کیا۔ ہبہ تویں نے ہمیشہ لکھیں کے طور پر ہبی عرض کیا کہ ”دیر یاد درست آیہ“ کا مضمون بتیجیں  
وقت وہ کہ کیمی کا رسمانہ مالیے شوق و ذوق پر بندہ نازی کی شان سے نظر فرمائے گا۔ اسی وقت  
بمصدقان دیکھیے از غیبین کوں آید کارے بکنڈے“ ایسا شخص پیدا ہو جائیں گا۔ جو اس ضرور کی خوبیت  
کو انجام دے گا اور انشا اللہ سیرت واریث کے مکمل مجنوع کو دیکھ کر ہماری منظراً نکھیں  
ٹھنڈی ہوں گی۔ لیکن اس مبارک وقت کا انتظار بھی ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارا مذہبی نکیتہ کہ  
ٹھنڈی ہوئی مہریت یا آذقائیہ ہے۔

لیکن خدا کے نفضل دکرم سے تھوڑے عرصہ کے بین برادران طریقت نے مختلف عنوان  
سے حضور قبلہ عالم کے حالات و احوالات کے وحیتے جو ضروری متصور ہوئے تبلیغ فرمائے۔ اور  
جس طرح ہر ایک مؤلف نے پیر یا جد اگاذا اختیار کیا آتی طرح مختلف زبانوں میں یہ رسائل  
تالیف فرمائے ہیں۔ اگر کوئی اردو میں ہے تو کوئی فارسی میں اور کوئی انگریزی میں چنانچہ پائی

رسلے ﷺ سے آج تک زیور طبع سے آراستہ ہو چکے ہیں اور درسالے آسی موضوع پر حضور  
تباد عالم کے عہد حاضری میں شائک ہو چکے تھے میں نے ان رسالوں کی درق گردانی کی ہے۔

مگر غلامان داریش کا درجی تقاضا پر تھا ہے کہ سیرتِ ارشی کی ضرورت ہے اور ترقیت ہے، کہ  
ناظران کو یہی حرمت ہو گی کہ ابادج دیگر سات سلے موجود ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ سیرتِ داریش کی  
آئی شوق کے ساتھ تلاش ہے۔ اس لئے مناسب معلم ہوتا ہے کہ اب ان ساتوں رسائل کا  
خلاصہ نگارش کروں تاکہ ناظران کو آسانی سے کامنزدہ بوجائے کہ لائن مولفین کو اس اکم ترین شدت  
میں کہاں تک کامیابی حاصل ہوئی ہے اور اب جدید سیرتِ داریش کی ضرورت ہے یا نہیں۔

چنانچہ پہلی کتاب سیرتِ ارشی میں "تحفۃ الاصفیاء" ہے جس کو حضور تبلیغ عالم کے عہد حاضری  
مشی خدا بخش صاحبِ ارشی تخلص یہ شائق دریا بادیٰ لے تحریر فرمایا تھا اور ۱۳۷۸ھ میں مولوی  
محمد سعیی صاحب داریش پئیز نے انہیں کلکل پریس واقع بانکی پر میں جسد پاک سرکار عالم پناہ کی  
جناب میں پیش کی اور وہ کتاب تحفۃ تقسم ہوئی۔

یہ کتاب فارسی میں ہے اور بخطاط نقش اول ہونے کے پہنچنے والی خیال مصنف کی دلو العزمی  
پڑگواہی دیتی ہے کیونکہ مصنف موصیف کو حالات و اتفاقات کی تلاش ان اور ان کی جائے رسم  
اور انکا زمانہ اور صحت کی تحقیق میں کس تدریج تبیس پیش آئی ہوئی اس لئے کامن قت جمل  
و اتفاقات جواب خطا میں مستور تھے۔ اس خیال سے آرمشی خدا بخش صاحب کو مولفین یعنی  
داریش کا پیشہ اور علمبردار کہا جائے تو یہ محل نہ ہوگا۔

سیرتِ داریش کے اس پہلے مجموعہ میں عبادہ دیگر غربیوں کے صحت مضماین کی لیکھائی  
صفت یہ ہے کہ ازبائے لمب الشتر تالیمے تکمیل جلد و اتفاقات کوئی نے شکوک شہادت کی نظر کر  
نہیں کیا بلکہ عموماً مولفین بالعده نہ صنفو قریبہ عالم کے ابتدائی حالات اسی تابع سکا اخذ فرمائے  
ہیں جسکی تہمی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے کہ مصنف موصوف سن رسیدہ اور تدمیر ارادتمند تھے مگن ہر کو کل کثرہ اعتماد  
آپ کے پیغمدید ہیں اور جو حالات شنیز منقول ہیں انکے بھی را انہیں مانے کے دی مہمداد سالیں الارادت

حصار ہوں گے جن کی آنکھیں حضور قبیل عالم کے امداد ان عبید ناظری کی روپ سے مشروط تھیں۔ اسی لئے یہ کتاب غسل کے الزام سے محظوظ تھی۔

لیکن حقیقت یہ تھی کہ اس کتاب کو معتبریت کا نقشہ اور تحریت کا نقشہ ایسا وجہ سے حاصل برداشت کی صفت مددح نہیں پہنچے آس کا مسودہ سرکار عالم پناہ کے حضور مولیٰ بیش کیا جس کو جناب حضرت نے مختلف اوقات میں مکر رہنمای ملاحظہ فرمایا۔ جب خدام نے دیکھا کہ یہ کتاب پسندیدہ ہے تو ہبہ اصرار حرام طباعت کی منظوری حاصل کی اس لئے نہ اس کی صحت میں غدر ہونے ہو سکتا ہے۔

البرتیری کہہ سکتے ہیں کہ حضرت الصنیف کو لائق مولعف نے بیس سال قبل وصال تالیف فرمایا تھا اور اسی زمانہ تک کے حالات اس میں منقول ہیں اس لئے کتاب مذکور کو مکمل سیرت اوری گہنا نہیں نہیں معلوم ہوتا اور جو بکریہ خوش عقیدہ رکھنے والی روشنی میں خام فرسانی کی ہو اس اسط ارادت کے پھلوں کی ولادی نہ تو شہنشہ سے عبارت زیادہ محظی ہے اور موڑخانہ طرز کی بے تکلفی اور سادگی کا اذکر کم خیال جرتا ہے۔ بہر کمیت یہ کتاب باعتبارِ عصت اپنی نظری آپ ہر ادبنیل تقدم اس کو قابل قدر کہہ سکتے ہیں لیکن انہوں نے کہ اس کتاب نہ ہونے سے اب اس کتاب کا لیکاپ کتابوں کی نہ رہتیں نام ہے۔

عین الیقین | دہسری کتاب سیرت اوری میں "عین الیقین" ہے جس کو حکیم سید بخارک حسن صاحب معروف پچھیم سید عبدالآد شاہ داری مخالف تحریر میں موضع شاہ ہریگی میں مضافات بہار ضلع گیانے ۱۳۲۴ھ میں تالیف فرمایا۔ یہ کتاب میں منقسم ہے باب اول میں حالات و اتفاقات بلطفِ دوم میں خرق عادات باب سوم ملغوظات ہیں۔

اس کتاب کے عنوان میں تو ضرور سوانح عمری کی شان ہے لیکن لائق مولعف کی اختصار پر۔ طبیعت نے چند روایات لکھ کر اس چار بجز کے رسالہ کو ختم کر دیا اس نے بجا ہے سیرت اوری کے نہیں کے اگر سرکار علم پیغام کے اٹھائی سال کے حالات و اتفاقات کا کچھ ماسا حصہ اس کو کہیں لے لزاں سب جلوہ ہوتا ہے۔ بلکہ قریبی ہے کہ مولعف مددح نے اپنے شوق و ارادہ سے یہ کتاب تالیف نہیں فرمائی۔ صرف انجما بکے اسرار سے چند اتفاقات جمع کر دیئے اس نے کچھ مصائب تابل لورڈ ہیں اور سچنے النظر

ہر نئے کے علاوہ بہت طبائع اور متن اور صاحب ملائیں اور پرگو شاعر تھے اور تالیف آصفی میں آپ کو یاد طولی حاصل تھا اگر آپ سیرتِ ارشی لکھنے کا غرض بالجزم فرازتے تو قہقہی وہ کتاب جائز اور بکل ہوتی۔ شاید اسی وجہ سے واقعات کی تصویح و تصدیق کی جانب کمیں التفات کم فرمایا کہ کوئی رادعہ ناقص اور کوئی غیر مردود ہے۔

**الوارث** | یہ سری کتاب سیرتِ ارشی میں جو شائع ہوئی وہ موسوم ہے "الوارث" یہ حبس کو انگریزی میں حاجی غنو شاہ صاحب دارشی حسامی متولی موضع کرائی پر سارے ضلع گیا پڑنے نے خصوصیاتِ عالم کے وصال کے بعد تسلیم مطابق ملکہ ایام میں مورخانہ طرز اور قابلانہ طریق اور فلسفیانہ دلائل کے تھے تالیف فرمایا جس کا تحریر بھی ایک پریس لاہور میں چھپکر شائع ہوا۔

حالانکہ یہ رسالہ بخطاطِ مصباح میں بہت مدد اور باعتبارِ اختیامت نہایت محصر ہے اور مؤلف موصوف نے بخیال آسانی بطریق انتخاب چند واقعات قلمبند فرمائی ہے محصر رسالہ کو ختم کر دیا ہے لیکن عبارت کی تہذیب اور متنانت کے لحاظ سے یہ رسالہ تعلیمیا فتحہ حضرت کے دلسطخ زبان نعمت ہے مگر یہ بھی ضرور ہے کہ اس چند واقعات کے مجموعہ کو سinx عربی کہنے میں بھی کوئی تامل ہوگا اور شاید لائنِ مؤلف نے بھی اس رسالہ کو سیرتِ ارشی سمجھ کر شائع نہ فرمایا ہو گا۔ یہ تو کہ سیاقِ عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کو ایک ہستم بالشان ہستی کے نام نامی سے آفنا کرنا منظور تھا۔

غرض اس اختصار کے باعث رسالہ مذکور کے مطالعہ سے ان شائعین کی حریص اور شتان اسکوں کو بھی یہ سری نہیں ہوئی جو رشتہ ارادت و عقیدت کو مضبوط اور استوار کرنے کے داسطے اپنے مرشد کامل کی طھاںی سال کی سرگزشت کو اپنا دستبر اعمال بنانا چاہتے ہیں۔ ۱

**حیاتِ ارشت** | چوتھی کتاب موسوم ہے حیاتِ ارشت ہے جو سلطنتِ ایام میں ہوئی مرزا ہم منجم بیگ صاحب ارشی فتح حکی نے تالیف فرمائی اور بطبعِ حکم بریم ولائے کوچک میں یہ پس کر شائع ہوئی۔

مرزا ہم بیگ صاحب تدبیک بلکہ خاندانی حلقة بگوش بارگاہ وارثی تھے چنانچہ آپ کے بزرگ اپنے ولمن والوں کو خیر باد کہہ کر صدمہ اہل دعیاں دیوالی شریعت کے اور پیشوائے بحق کے ظل عالمت

میں بودباش انتیار کی اور دامنی خدا مگر زاری کا انتشار حاصل کیا جئی کہ مرزا صاحب موصوف کا انتقال ہو گیا۔ لیکن آپ کی الہیہ کو جوارہ مادی برحق کی مفارقت گوارا نہیں ہوئی۔ ہنوز دیلوی شریف میں قیام فرمائیں۔

مرزا صاحب مرحوم کی اس تالیف منیف کاتانام زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ یہ کتاب سے کار عالم پناہ کی مقدس سیرت میں ہے اور درحقیقت مؤلف موصوف نے اس دو صفحات کی کتاب کے تقریباً بصفت حصہ میں پیشوئے کامل کے وہ مشہور عالات و عادات تبلیغند فرمائے ہیں جن میں زیادہ واقعات آپ کے چشم دیدا و آپ کے غاذان کے متعلق ہیں۔ بخصر صاحب در قباد عالم کی عالات کا عال، علاق کی صراحة، عزہ صفر ۱۳۷۷ھ کا داقہ جانکاہ تجھیں میکھنیں کا ذکر کمال دعماحت اور بغیر کسی رورعایت کے لستیف فرمایا ہے اور جہاں حضور قیام عالم کے طرز معاشرت کا ذکر آگیا ہے کہ دہاں نہایت ضیح اور درجستہ لفاظ میں اس کا نقشہ لکھیج دیا ہے جس کو آپ کا فاس حصہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا۔

اور ابھی نصف حصہ میں یا تراویحات کی شاعرانہ پرایہ میں زیادہ صراحة اور بغیر ضروری تسلیم ہے یا پانے تعلقات اور غلامان دارش کے خدمات کا بے محل ذکر تر۔ اس نئے اگر نظر تفتح دیکھا جائے تو اس سال کی نسبت یہی کہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب چند واقعات کا مجموعہ ہے جس میں لکی عقیدت شمار حلقة بگوش نہ پانے شیخ کامل کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف جیلہ بھارش کے ہیں۔ اس مسلط بجائے حیات ارش کے اس رسالہ کا صفات ارش نام ہو تو بخطاط مرضی میں زیادہ مناسبت ہے۔

مشکلاۃ تحانیہ پانچوں کتاب سیرت ارش میں مشکلاۃ تحانیہ ہے جس کو موبی نضل میں صاحب ارش سیدی مرتضیٰ اور نے بمعنی ملین اور بہ استاد مرتضیاء طریق سے ۱۳۷۷ھ میں تالیف فرمایا اور مختانیں کی ترتیب میں ایسی غیر معمولی جانشانی فرمائی جس کی نسبت اگر کہا جائے تو ہرگز نہیں جا شہر گا۔ کہ غلامان دارش کے آس کیثر گردہ میں آسی ایک حلقة بگوش کا یہ اولیٰ تحد تھا جس نے اس گرانٹہ نو صورتی خدمت نوہنیت نویں کے ماتحت انجام دیا۔ "ذلیق فتمل اللہی لذتیم ملی ہن یکشانی"

کیز بکہ مؤلفین سیرت وارثی نے حضور قبلہ عالم کے ابتدائے حالات اکثر تختہ الاصنیا سے  
نقش فرائیے ہیں یا جس تقدید ادعاتِ پشم دید تھے ان کو تلمذ بند کیا یا اخوان تمست سے یوئے  
آن کا بچھوڑ اپنی قابلیت سے مرتب کر دیا اور اپنی تایف کو مشہور اور محدود دو ادعات پر نحتم  
کر دیا۔ کسی نے حصول حالات کے لئے تفتیش اور کوٹش نہیں کی۔ حالانکہ جس طرح آپ کے  
صفات مالیہ بے عدد ہے امداد ہیں۔ اسی طرح وہ مقدس حالات بوجمیں اور قابیل یاد کاریں  
وہ بھی لامتناہ اور بے شمار ہیں لیکن ان کی تلاش کے لئے کوٹش اور ان کی فرائی کے واسطے جستجو  
کرنا یہ بھی آسان نہیں بلکہ بہت دشوار کام ہے۔

مالک حقیقی کی عنایت سے یہ زیرین خدمت پہلے صاحب تکفہ الاصنیا کو لصیب ہریٰ مل بعد  
اس قابل انتخار سعادت کا سہرا موی فضل حسین صاحب وارثی کے سر پر باندھا گیا کہ وہ نوجوان مرد  
میدان بن کراس کوٹش کے لئے ہمہ تن مستعد ہو گیا کہ وہ حالات بوجمیں سینوں میں مختوف ہیں۔  
ان کو حاصل کرنے کی جستجو کی جائے پہنچا اس پرستار بارگاہ وارثی نے اپنی بعییر عمر آسی سرگزانتی میں  
صرف گردی کر دے گوہر معنی دستیاب ہوں جتنی کہ وہ جان باز سیرت وارثی کا مسودہ کریں چکا تھا کہ  
داعیِ جل کو لبیک کہا اور سیرت نویں صاحب سیرت کے چوار عاطفت میں پہنچ کر حیات احمد امام  
کا صحیح معنی میں مصلحت ہوا۔ "إِنَّا يَلْهُو وَإِنَّا إِلَيْهِ سَأَحْوَنَّ"

میرے خیال میں مشکوک احتمانی کی مجموع خوبی کو اگر لنظر فائز سے دیکھا جائے تو میاختہ کہنا  
پڑیجا۔ اقیٰ یہ سیرت وارثی کا تکمیل مجبور ہے لیکن انسوں کی کتاب اپنے عالی خیال مؤلف کے انتقال  
کے بعد ۱۹۴۷ء میں حلیہ طرح سے محلی ہو کر شائع ہوئی۔ اگر مؤلف مددح کی بڑی میں یا کافی نظر  
شانی کے بعد جھپٹی توکہ سے کم وغیر مروط الفاظ جن کو جمل دو ادعے سے سروکار نہیں ان کی ترمیم پڑ جائے  
یا وہ غیر مصدقہ دو ادعے جو توصیف کے پر وہ میں توہین آئیں مفہوم کا جامد پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ  
مکمل جاتے یا دستار بندی کی سرخی کے تحت میں جو ذکر ناتمام رہ گیا ہے اس کو اسی طرح پورا کرنا  
جاتا جس طرح حضور قبلہ عالم نے اکثر دنیا میں ہے اور اس کے سامنے بعید حیات ہیں دغیرہ دغیرہ

اگرچہ تم نکل بنتے تھے اس لا جواب اد بکل کتابیک دست نہیں اور تھیں کی غررت نہ بیش آتی۔  
انہیوں صدی کا صوفی [پھیل کتاب کا نام ایسی ویں صدی کا صوفی ہے جس کو نہایت شااست انگریزی

ٹیکان بہا در مولوی فتح حسینؒ ایش کا کوئی مزوم حربہ از جیف کو رکھنے لئے تالیف فرمایا۔

باد جو دیکھ لائیں مولف نے پندرہ خصار عضو قبلہ عالم کے بعض حالات و عادات کا ذکر اس رسالہ میں کیا ہے لیکن ہمارے زمانے کا مل ظہر اذار الہی کے ہر ایک ممول واقعیں خانیت و حیثیت کی غیر ممولی شان ہے اس دلسطوح ترین ہے کہ مختصر مجبوہہ بوریپ کے آں میں خود صدقہ کے حق میں زیادہ مفید ثابت ہو جو اس وقت ذہب ہوتا تھا اور رحمانیت کا گردیدہ ہے۔

اس مختصر رسالہ کا ذکر سیرت نبی کے مسلم میں نہ کر بلکہ سب تالیف آں کا ایک متمدد پڑیں کا اشارہ ہے جزویان حوالے سے اپنی ارادت کا انہار اور عقیدت کا اقرار کرتا ہے اور حضور قریبؑ کی غسلت، وصال کی بآواز بلند شہادت دیرہا ہے کہ مسٹر برلن تمہر بورڈ جسیں بنارس کے کشتراستھے۔ اس زمانے میں ان کو منجانب اللہ یہ خیال ہوا کہ ہندوستان کی وہ جملہ القدر اور کبیر الشان ہتی جس کی صورت دیرتین حقیقت میسوں کی تصور اور اُن کا اگر ان پریخ خانیت کا شخصیں آئینہ ہے اُس کے حالات زندگی میں پیسا زپر ترب کرنا ہماری سعادت کا باعث ہو گا لہٰ اپنے اس خیال کو کامیاب بنانے کے کوشش شروع کر دی جو کتابیں اُن مضمون میں شائع ہوں گی تھیں ان کو جمع کیا۔ تقریباً آٹھ دس فلوج مخالف اوقات کے اس لئے ہم پہنچائے کہ ہر عہد کے واقعات کی تحرید اس زمانے کے فتویٰ سے شروع کی جائے۔ دیوبی شریعت کئے جماعت آتا تھا اُن دس کا نقش طلب کیا۔ تاریخ تعمیر جو کندھے ہے، نقل کی سیرت میں جو کتابیں مر جو شخص اُن کو دکھائیں گی لیکن شایدیت عیم الفرضی اس خدمت کو جب خود انجام دئے سے تو کسی موقع پر یہی خوار حسین صاحب مدح سے فراش کی کہ تم جناب حاجی صاحب قبلہ کی سیرت میں ایک رسالہ لکھو چنانچہ مولف صرف نے فراش کی تعلیم میں یہ رسالت تالیف فرمایا۔ لہذا رسالہ ایک باذقار پڑیں کی ارادت کا نتیجہ ہے۔ اس لئے میں نے اس کا ذکر کیا اور خیال ہوا کہ مختصر الفاظ

میں یہ یعنی واقعات کا تذکرہ ہی ہے، مگر سیرت داری کا نئی مدد تزویر ہے۔

جلوہ دارث | ساتویں کتاب سیرت داری میں موسوم ہے "جلوہ دارث" ہے جس کو حکیم محمد صفر علی صاحب داری متوطن موضع گدی پڑھ بارہ بنی سکونت پندرہ بھرپور نے ۱۹۳۶ء میں تایف فرمایا۔ حکیم صاحب موصوف الوار داری کے تدبیح پر تاریخیں بلکہ خاندانی جانشائی اور خدمت گزاری کا شرف و افتخار آپ کو حاصل ہے اور طبیب عاذن ہر لئے کے علاوہ آپ پابند اوقات ذکر شانع اور صاحب کیف بزرگ ہیں۔

مؤلف مددوح نے اس ۲۸۰ صفحات کے رسالہ میں تمهید اور تصریح اور گزینہ میں بھی تسطیل فرمائے ہیں لیکن دو صفحہ زیادہ واضح اور بالتفصیل ہیں۔ سیرت داری، جواز خلافت سیرت داری کی تشریع میں بعض حالات "تحفۃ الاصفیاء" وغیرہ سے نقل کرنیک بعد لائیں مولف نے لکھ دیا ہے کہ باقی واقعات میرے چشم دیتے ہیں اور جواز خلافت میں پہلے نفس صریح اور اخبار و اثار سے بحث کی ہے بعد غسلی دلائل اور تاریخی تحولے دیکھ دیا جائیں صاحب کی سجادہ نشانی ثابت فرمائی ہے۔

گواں مسلم میں ابتدائی حدستے سے مجسم اتفاق ہے بین آنحضرتی تجویج کی نسبت میں مدون موصوف کے ہم خیال ہونے کا شرف مجھکو نہیں حاصل ہے اور نہ اس موقع پر تردید کا محل ہے مگر نہایت ادب کیسا تھا یہ ضرور عرض کر دیں تاکہ تجزیت مددوح کی اس طویل بحث سے یہ سیرت کی انتہی تقریب کی کتاب ہو گئی۔ کام شیخ حکیم صاحب قبلہ سیرت داری میں علیحدہ لکھ کیا کتاب تایف فرمائتے اور صاحبت بجا آگئی کام سالہ علیحدہ تصنیف کرتے تو زیادہ اچھا ہوتا۔ کسیرت کے شائین سیرت کے راستے سے نائدِ امدادت اور صحادگی کے گردید بحث داست لال کے مجموعہ کا مطالعہ کرتے اور حکیم صاحب موصوف کے تایف اور تصنیف کروہ دنوں صلے اپنے محل پر مفید اور بکار آمد ثابت ہوتے۔

اور مؤلف موصوف نے جیسا اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۶۴ میں اعلان فرمایا ہے کہ واضح ہے کہ اس عالمیت کو بخود دیکھا اصحاب تحریر کر چکے ہیں مگر تحریر کرنا مناسب نہیں سمجھ کر شرف و افتخار

ضروری اور صدقہ قدمیں کئے بدلے ہیں جن سے دوں لاٹھیں "واعظی ممتاز شخص نے ایساں کی کہ رہ اطاعت و معارف تسلیم فرماتے جن سے ووگ لامب سنتے یعنی جلد غلامان داری جس کی آستانہ اقدس کے حاضر ارش مکمل خدام خواص اور دویں شریعت کے اخندوں کوئی اس ہلکہ نہیں ہے کہ شخصی میں پہنچتے قد پہنچتے ہے۔ اور حسنور قبیل عالم پشتیمنی پشت پر استراحت فرماتے ہے۔ وغیرہ وغیرہ بیرون بلکہ ان چیزوں کا وجود عالم ظاہر ہیں تو کبھی تھا ہی نہیں کہ ظاہر ہیں لیکن ایک دین انکو دیکھ سکتیں۔ ہر گز اس سرسری تبصرہ سے تیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ بعض رسائل نذکورہ بالا کو ان کی مجموعی عدم صحبت کے علاوہ صرف ان کے اختصار مضایں کے خاتما سے مبصرن مکمل سیرت داری کہنے میں تابع فرائیں گے البتہ تختہ الاعصیا من جیسیت الحدود ضرور مستند ہے۔ لیکن با اعتبار متن اس دفعہ سے زمام ہے کہ دھال سے میں سال قبل تایین ہوئی بھتی اور مشکوہ حقا نیہ سنجال یعنی حالات اور کثرت و اقلت اسکی سزاوار ہے۔ کوئی سیرت داری کا مکمل شروع کہا جائے، مگر باعتبار صحبت معمری ترجم اور ترسیم اضافی کی نیحاج ہے اور ضرور نفس ہے۔

ان وجہات سے غلامان داری کا یقاضا کا کامل سیرت داری کی ہم کو ضرور ہے۔ درست اور بہت درست معلوم ہوتا ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ رازی خیال یہ ہے کہ ایسی صورت کیوں نہ اختیار کی جائے جو مضید بھی ہو اور انسان کبھی اور دہیر کا اگر لازمی ترجم اور ضروری اضافہ کے بعد مشکوہ حقا نیہ کی دوبارہ اشاعت ہو سکتی ہو تو یہی کتاب ہمارے دلسط کافی اور بہت کافی ہوگا۔

لیکن مشکل یہ ہے کہ موجودہ رسائل میں بعض ضریعت اور ضرور عروایات اور مضایں کے مطالعہ سے ممتاز ہو کر مخفیوں اخوان ملت خیال فرماتے ہیں۔ کتاب کامل سیرت داری کے ساتھ ہم کو اس کی بھی ضرورت پیش آگئی ہے کہ ان واقعات دروایات کی بھی تفعیل بکمال تصریح کرنی جائے جن کے لمحے میں مؤلفین سے لغزش ہوئی ہے۔ حالانکہ زیادہ لغزشیں ڈالیں ہیں جن سے واقعات کی اہمیت کو نکھرانا نہیں بھیجا۔ لیکن انتہائی بہتان اور شکر ک صورت

پیدا ہوئی یا کسی موافق نئے تحقیق کے ایسا قصہ لکھ دیا ہے کہ باوجود یہ مضر ملک نہیں مگر ان  
واقعہ صورت ہے لیکن بعض ملکین نے محدود مددیات کے باعث یا ہم ایسا بھی کیا ہے کہ ایک افراد  
کا پہلا حصہ توفیق کیا۔ مگر وہ آخری حصہ مخذلف کر دیا جس کو قبلہ عالم نے متواترا شاد فریبا ہے  
اوہ اس کے سالین ہتو زندہ ہیں یا کسی موافقت کی عدم و اتفاقیت نے ہمارے مشربی ہبلہ  
کو یہ صدمہ پہنچایا کہ وہ امور اور عادات جو سکارا عالم پناہ کے متذکرات تطعییہ میں دلیل ہیں ان  
میں سے کسی امریا عادت کا وقوع ہارے پڑیائے کمال کی ذات بخوبی صفات کے ساتھ منسوب کیا۔  
لہذا ان نظریں کی تصحیح اور ردیل ارجمند کی جائے گی تو کل یہی رسائلہ ہمکے ساتھ  
سدراہ اور مشرب میں رخن انداز ہوں گے۔ کیونکہ وہ ارادت شعار جو اوارداری کے تدبیم  
پر تاریخی۔ ان سے دنیا خالی ہو رہی ہے۔ چند ہستیاں ایسی باقی ہیں جن کو بلحاظ اقدامت  
جناب حضرت کے حالات سے تکمیری بہت و اتفاقیت ہے اور انہیں کے ذرا یہ سہم اتنا  
کی صحota اور عدم صحت کی تحقیق کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ عمر خدا شناسی میں باعث عالم فانی کی سیر کرچکے  
دعائی جمل کو لبیک کہنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ عنتریب وہ زمانہ آرہا ہے کہ یہ تدبیم اور مقتنم صورتیں  
جو آج بزم عالم میں بحلاتے ہیں سے بجز اخراج خری کی طرح دکھانی دیتی ہیں۔ بلکہ باذ فنا کا جھوکا جب  
ان کو معدوم کر دے گا۔ اس وقت اس تحقیق کا ذریعہ بھی منقوص اور تصریح کا باب مسدود ہو جائے  
گا اور آئندہ تسلیم نہیں بغیر مسدود احوال کی تائید کریں گے اور صفت دار شپاک کے صحیح منسک  
کے علم اور اس پر عمل کرنے کے فیروزن سے نزدوم رہیں گے۔

۷ اس نئے لازمات سے نہیں بلکہ واجبات ٹھیک ہئے کہ نہ بکمال عجالت اس مشتبی نہ مدت کے  
واسطے تیار ہو جائیں ورنہ آج جس کو محل بکتے ہیں۔ بلکہ ہمیں جس کا جہنمی نام ہو گا اور جو کام  
اہم اور دشوار معلوم ہوتا ہے بلکہ یہی نامکن اور مخالف سمجھا جائے گا۔

پس اب قول حضرت حافظ شیراز علیہ الرحمۃ ہے ”در کار نیز حاجت بیع اتحادہ نیست“ اب  
مناسب کہنی ہے کہ کار ساز حقیقی کے بھروسے پر کھڑے ہو جائیں برصغیر۔ آئندگی ہوتی دلماں

وہت الشدید تعالیٰ بلکہ ہم صاف بگوں سوں مشربی نہادتیں دوسرے بدش کام کریں تاکہ حضور قبلہ عالم کی سچی اور بکال سیرت کے مطابق ہمارے ہمارے ہم سے ہم کو یاد ہو جائیں اور بعد میں پہاری آئندہ نسلیں بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔

انوان امانت کی اس خلوص آئینہ نصیحت سے اس قدر تدبیح تداش ہو الگ بھرجنے والوں کے کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اس دبیر سے کوئی نہ اپنے خیال کو مجہ نہ اپنے سے اس اہم اور دشوار خدمت کی بجا آہنی محلہ ہے۔ دوسری طرف یہ دلخراش تشویں کیتی کہ ہوا یا بسبیع متعین و تقلیل معلومات مؤلفین ذی سفات سے جو انفراس اور وغیرہ اشتہر ہو گئی ہے۔ اسکی تصحیح اگردنہ کی گئی تو واقعی انتہا ہے کا اتحاد خیالات میں انتراؤن کی بنیاد تکمیل ہو جائیگی اور ائمہؑ کی تائید نہیں غلط داقعات کو صحیح مان لیا جائے گا اور اخوان السنفہ اکیلیتے باعث ذات و ضلالت ثابت ہو گا۔

لیکن غذا کا احسان ہے کہ میرے تخلیقات کی اس تضاد مکمل شکر اکثر اللہ کریمیہ نے رفع کیا اور مجہاتب اللہ تیر سمجھ میں آیا کہ اس اختلاف کے متباہب کو واسطے یہ رائے بہت صائب ہے کہ ایک مشریح کتب میں اس کی تصحیح کردی جائے کیونکہ درحقیقت بارگاہ داری کے حلہ بگوش عنقریب روپوں شہر نے دلے ہیں۔ قیمتی سے آزاد ہو کر دوسرے عالم میں آباد ہو رہے ہیں۔ اور ہماری معلومات کا ذفتر ہمیشہ کے لئے بند ہوا چاہتا ہے پس ایسے ناٹک وقت میں اپنے مسلک کی خدمت میں اس قدر تدبیح اور ضرورت سے زیادہ پڑیں دیش کرنا لیکن ہم اپنے نفاسانہ کی علامت اور تیرے ضعف ارادت کی دلیل ہے۔

اور یہ بھی درست ہے کہ اب سکوت کا عمل نہیں ہے اور حالت موجودہ میں اس قدیم مقولہ کی تقلید کہ سعیں کارکنمند الکارکنمند "مریع غلطی ہے کیونکہ یہ خیال تم مناسب درست ہے" تمقید مطلبیں بلکہ یہ کلپیہ تویرے حسب عالیٰ ہوئی نہیں سکتا، اس واسطے کو نصفی طریقت کا جب یہ فتویٰ ہے کہ تادم آخریت کی خدمت مردین کا قرض نہیں ہے تو مسلک سچ کی حمایت اور نحفظ بالمعنی خدمت رفع ہے۔ لہذا بجز اس کے اور کتنی پیارہ کرنے نہیں کہ ہم اپنی حقیر خدمت، گو-

لائج نند سر کار ہی ریا نہ ہو بیعد عجز انسکا بیش کریں۔

حالانکہ بظاہر یہ اندازہ بھی غلط نہیں معلوم ہوتا کہ میری ضعیف و اغفیت سیرت نگاری کے پار گروں کو احترام نہیں سکتی بلکہ اسی کے ساتھ ہم یہ دعویٰ بھی کہا دے پیشانی سے نہیں کر سکتے کہ بلکہ لایوج ہوتا تو بآسانی اٹھا لیتے۔ کیونکہ مشاہدات سے ہے کہ کفر دعمولی کام ہم سے باد جو دکوش بیمع کے انجام نہیں پایا۔ اور کبھی غیر معمولی کاموں میں خلاف ایمید ہرست خیز کامیابی ہوئی اس تجربہ سے نتیجہ یہ نکلا ہے کہ کامیابی اور عدم کامیابی ضعیف و قوت اور کفر دی پر نہیں مرتکب ہے اس لئے ہم کو مجبور گئی کہتا پڑے گا کہ اگر توفیق ایزدی اور امداد الہی شامل حال ہو تو بُرے سے بُرالا ہم و دشمن کام ایک شخص کے نتوان ہاتھوں میں انجام پاسکتے ہیں۔ اور اگر نسرا ناصدیت نہیں حمایت و فرمائی تو معمولی خدمت کے انجام دینے میں بھی قوی اور زبردست ہاں کہ مجبور اور شل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ خدمت نامہ ایام رہتی ہے۔

پس اپنی صورت ذیک ہنل اللہ یخوتیہ من لیشاعر کی تفسیر ہے۔ اور وہ سری جالت میں خداۓ جبار کی صورت و جملات کا انہمار ہوتا ہے جس کی نسبت حضرت تاجدار القیم ولایت نے فرمایا ہے مَكْتُبٌ رَّتِيقٌ لِفَسْخِ الْعَزَّةِ اس واسطے ہر دجالت میں نہ جمای نزاوی خواج ہوتی ہے۔ اور نہ نزاوی کام آتی ہے۔ بنایا لوگوں دی کار ساز حصیقی ہے اور بُلماٹنے والا بھی دھی قادر بحق قائل ہٹلن ہے اسلئے اپنی طاقت اور کفر دی پر بُرہ مدد را تسبار گزنا حماقات ہے۔ لہذا ہم کو لازم ہے کہ خدمت سرکار، عالم پناہ کئے آمادہ اور تیار ہو جائیں۔ بقول ع

”تن انپے کار آمدہ سیکار مدار“ اگر اس بندہ نوازگی جانب سے پر درش کا آغاز ہو تو اس محمد و معلمات سے غیر محمد و خدمات انجام پا سکتے ہیں۔ اور انہیں کمزور باختہوں سے انشا اللہ سیرت وارثی کا تکملہ ہو جائے گا۔ پس خدا کے بھردار سے پر قلم اٹھاڑ۔ اور دل کی زبان کے کھرو۔ دَلْقَنْيَا يَاللَّهِ وَلَيْلَكَ

اسی سلسلہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس دیباچہ میں بعض مقام پر سیرت وارثی کے ساتھ

انہن مکمل بجتہ مال کیا گیا ہے، اس کی تسری سمجھیں کہ دینا میرزا تی قرض ہے لہذا گزارش یہ ہے کہ لفظ  
مکمل کا یہ فہم ہرگز نہیں ہے کہ صدور قبلہ عالم کے حالات کا بتوعد برآئندہ تائیف کیا جائے، وہ  
حکماء سے ۱۳۲۵ھ تک اٹھائی سال کا وزنا پر ہو جو قلمی نامکن اور خال ہے۔

بلکہ لفظ مکمل سے مراد یہ ہے کہ وہ مجرد کثرت و اتفاقات سے ملوا در صحت حالات سے  
بقدار امکان آراستہ ہوا در ضروری تصریح و تشریح اور لازمی تنقید و تمعنج کے علاوہ موافق  
ہس کا بھی کافی ہتھام کرے کہ موجودہ وسائل کے اکثر مصاین میں حضرات مؤمنین سے  
جو ایسی نظرش اور فروگذاشتبہ ہو گئی ہے جس سے اختلافات کے رذہا ہونے کا اندازہ ہے۔  
یا بعض غیر مصدقہ و اتفاقات کا مشتری خصوصیات پر خراب اڑپتا ہے انکی ترمیم و تصحیح بھی  
بعنوان اسن اور مستند روایات کے حوالے سے کردی جائے، تب وہ مجموعہ اپنی صحت کلی اور  
کثرت مصاین کے اقبا ر سے اس کا صحیح اور ممتاز اہمگاہ نلامان داری اس کو مکمل سیرت  
وارثی کہیں اور اپنا مشتری دستور اعلیٰ سمجھیں۔

چنانچہ یہ سچی ہے، مچداں اس گرانقدر خدمت کے لئے تحفہ آن نون سے آمادہ ہو کر ہمارے  
اتحاد خیالات میں اختلافات کی بنیاد نہ قائم ہو جائے اور لفظ غائر سے دیکھا تو یہ اندازہ اس  
لئے ہے محل بھی نہ تھا کہ سیرت داشی میں جو سالے موجود ہیں وہ صحیح طلب ضرور ہیں۔ بلکہ جو  
رسائل مختصر مصاین پر تمہرے گئے ہیں ان میں نلطیاں بھی کم یا نہیں ہیں اور جو سالے جیم دریم  
ہیں ان میں نلطیاں کثیر اور فاٹھ ہیں لہذا اگر ارادہ خداوندی معادن دستگیر ہوئی تو دیرینہ  
علامان باگاہ داری کے مشورہ سے پہلی کوشش میری ہی ہرگی کہ ان غیر مصدقہ روایات کی  
مستند طرق سے تصحیح ہو جائے اور امید ہے کہ اس کوشش میں خجھ کو ضرور کامیابی مولیٰ آں  
بہت سے کاماتا زاد اقدس کے چند تدبیح حلقة بگیش بھی بقید حیات ہیں۔

اور دوسرا شرط یعنی کثرت حالات و اتفاقات در حقیقت اس کی بھی ضرورت اسے  
ہے کہ عموماً اکثر مصاین ہی کے لحاظ سے کتاب کو مکمل کہنا زیادہ مزروع معلوم ہوتا ہے

ہلہذا حضور کے قابل یادگار دعائات دو نوع پر منقسم ہیں۔ ایک قسم ہے جو حضور کی زبان مبارک سے نئے گئے اور دوسری قسم وہ ہے جن کا منتسب ادعیات میں مختلف مقامات پر ذکر ہوا۔ قسم اول کی نسبت یہ عرض کروں گا کہ حضیر تباریہ عالم نے سجنی دیا تھا عز و رحیمی کا سیم سلسلہ کی تصریح تو کثیر بحال و صاحبت بیان فرمائی۔ لیکن اپنے سفر و مختبر کے واقعات کا تعین کے مانگ بہت کم ذکر کیا ہے اور اگر سبیلِ تذکرہ کوئی داعیہ کہیں بیان کیں تو فرمایا تو بہت خبل اور تصور الفاظ میں یا بصدقان مگر آئی روحانیت دیکھاں ہیں یوں کہ نماں مقام پر ایک شاہ صاحب کوئی وادی پیش آیا۔ اور اس احتیاط اور استئنار کی خاص وجہ یہ تھی کہ مزان ہمایوں کا یہ انداز تھا کہ نمود و شہرت کے تذکرہ سے ہمیشہ احتراز رہا اس لحاظ سے اول زمان کے حالات دعائیات کا غلام حاضر پیاس کو بھی کافی علم نہیں ہوا۔ اسی وجہ سے موجودہ رسائل سیرت وارثی اس صفت سے گویا کہ متعزی ہیں۔

اور دعائات قسم ثانی کی حقیقت یہ ہے کہ دستائیں مختلف مقامات پر لکھا و تروع ہوا اور وہاں کے حاضرین نے ان کو بچشم خود دیکھا اور ان سے دیگر افراد کو خبر پڑیں جسی کہ مولفین نے اپنی تالیف میں ان کو نقل کر دیا اور ہزاروں ابتدک غلام داری کے صندوق سینہ میں حفظ ہوں گے اس انتشار سے جدید مجموعہ میں بھی دھی دعائیات منقول ہوں گے جن کو مولفین سیرت داری نگارش کچھے ہیں یا زیاد سے زیادہ یہ ہو سکا کہ مؤلفت کی معلومات کے لحاظ سے ان کی تعداد میں کچھ اضافہ ہو جائے گا۔

حالانکہ جس طرح آپ کے صفات بے حد دیے انداز ہیں اسی طرح آپ کے قابل ہذکار دعائات بھی لا تعداد لا تکھنی ہیں۔ کیونکہ دیکھا گیا ہے کہ قریب تریب روز آن عجیب و غریب دعائیات خلور پذیر ہوتے تھے جن کا اندازہ موجودہ رسائل سیرت اولیٰ سمجھ بجزیل ہو سکتا ہے کہ ایک مؤلف نے اپنی تالیف میں زیادہ دعائیات ایسے نگارش فراہم کیے ہیں جو دیگر ناولیت میں نہیں ہیں۔ اس نے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولفین نے وہی دعائیات تلبید فرمائے جو مشاہدات میں تجھے بانپے دلن کے دیگر شاہین سے سمعنے تھے۔ اسی نے تحریک ہے کہ علاوه مشہور اور

مطبوعہ داقعات کے ایسے بھی اور سوائچ فرائم ہو جائیں جو پرستاں بارگاہداری کے دلوں میں ہنوز مستور ہیں اور نسبت طبقیر میں نہیں آئے۔

یہ بھی عرض کروں گا کہ اس تجویز میں خوارق عادات کا کوئی عنوان بالالتزام نہ ہو گا۔ اس خیال سے نہیں کہ فلسفہ مغربی کے فیروز و برکات سے جو حضرات متوفین ہیں وہ اخبارشناخت کرامت سن کر خلاف نیچر فرمائیں گے۔ بلکہ اس بہت سے یہ ارادہ کیا ہے کہ ختن عادت نہ کوئی ممتاز اور عزیز القدر صفت ہے! اور نہ لازمہ ولایت اور نہ مردانہ قدر کی ذاتی عظمت نہ جلالت کے سامنے اس کی کوئی دقت ہے۔ حتیٰ کہ متقدیں حضرات صوفیہ کرام نے بہ نظر تحریر اس کو حیض الزیوال فرمایا ہے۔ مگر اس کی مجبوری ہے کہ حسنور قبلہ عالم کے روزمرہ کے داقعات کو کوئی شخص اپنے خیال میں خوارق عادات سمجھے۔

بلکہ شاہنے کہ اکثر محبدار اور محبشا را فراز سرکار عالم پناہ کے بعدن داقعات کو گرامت اور خرق عادات سمجھتے ہیں اور یہ مخالفatan کو اس وجہ سے ہوا۔ کہ آپ کے صفات عالیہں قدہ ممتاز اور جلیل الشان ہیں کہ ان کے جلوے اور اڑات جو حسنور کے عادات کے جھایاں میں نہیاں ہوتے ہیں۔ ان کی روشنی آنکھوں کو خیرہ کردیتی ہے اور دیکھنے والے بیان خت پکار اسٹھتے ہیں۔ کہ یہ خوارق عادات ہیں۔

اور دراصل داقعہ بھی ہی ہے کہ اس نظر صفات آہیہ کی ایک ایک بات ہزارہزار خوبی سے مددو ہے۔ اور آپ کے معمولی حرکات و سکنات کریمہ قدر نظر کتے ہیں۔ بلکہ چوبی گھنٹ کے اقوال و افعال کو الگ بخود تائل دیکھا جائے۔ تو کشت دکرامت سے بہت زیادہ بلند اور روشن اور عظیم الشان علوم ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ حسنور کے نظری اور روزمرے کے معمولی عادات ہیں۔ مگر ابتداء سے ان کا ظہور اسی شان سے ہوتا رہا۔ اور ایک ہر ادا حیرت اندازہ ملزمہ، اعجاز نظر آیا۔ بہرگز ہر شخص اپنے خیال کا ختار ہے جس کا دل چاہے حسنور کی ہر بات کو خرق عادت کہے۔ یا اتفاقاً فقرت سمجھے اس میں بجٹ نہ کر دھجایکن حسنور کے جملہ داقعات

کو خوارق عادات بھی نہ کھوں گا۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ شان انبیاء اپ کے صفات عالیہیں کس دلیل سے ہے اور صفات عجیب کے آثار کا انہیا اپ کے حالات و اقدامات سے اس قدر کیں ہوتا ہے۔ اسکی نسبت ہم اسی قدر کہہ سکتے ہیں۔ ہر کاری میں ہمارا بوب قایمۃ العطیہ است ای کیہ عملیات وہی کی نشانیاں ہیں کہ اپ کے مقدس نعمات دیکھ کر خاص و عام کے تاریخ ایسے متاثر ہو جاتے ہیں کہ اپ کی ہر راست اور ہر عادت کو اپنی اضطرارت سمجھتے ہیں۔

اس علمی مرتبہ اور اظہار عظمت کی وجہ اور حقیقت یہ ہے کہ اپ کا مسئلہ میں عشق ہے اور عشق کامل کے شرائط دیکھ دیں آپ نے بدبدہ اتم پابندی فرمائی اور اسکے تھوڑیں نتائج کوہہ کال ضبط و تحمل برداشت کیا۔ اور نہایت استقلال سے ان کو یہ حد کمال پہنچا دیا۔ یعنی اسوسائے اند سے دست بردا رہ گئے۔ تعاقبات سے انقطاع تعطی کیا۔ تجاہشات سے فرع لذات کا ترک کاں، مجاہدات میں ہم تین مصروفیت، غافیت سے کنارہ کشی، منود شہرت سے نفرت، جاہ و شرود سے احترازگلی، اساباب تدبیر سے احتساب، زابدہ روشن، کرمیانہ مزاج، تسلیم کی پابندی، رضاپر اپنی ہر حال میں مسرور، دن درات ایک خیال میں مصروف رہنا، احمد ایک ذات سے سردار رکھنا، یہی تھا سنی سال تک اپ کا دستور العمل رہا۔

اور اسی مناسبت سے مسترشیں کوئی نجت کی ہدایت فرمائی اور اپ کے عشق کامل کے اثرات سے یہ مفید تکید ایسی موثر ہمن کہ اپ کا کوئی دست گرفتہ ایسا نہ ہو کہ جس کا تکلب بقدر استعداد مجتہد سے ممکون نہ ہو۔

اویسی صورت اپ کے تصرفات میں دیکھی گئی۔ کہ جس شخص سے نبیم ایں سے ایک بار بات کی وہ تاہیات فتح جمال کا پروانہ رہا۔ اور جس کو ان وحدت شناس آنکھوں نے نظر عنایت سے دیکھا۔ وہ تفرید کا شینہنہ اور تحریک کا فرنیہنہ ہو گیا۔

غرض اپ کے عشق کامل کی گہری اور تیز روشنی کی وجہ سے اپ کے عادات و افعالات، بدلیات و

تصوفات بھی مرتا زادہ مرتفع ہوئے اور دیکھنے والوں کی آنکھوں نے اپنی خیرگی کی وجہ سے الٰہ ان کو خوارق عادت سمجھا تو ایک طور پر وہ بے قصور ہیں۔

لیکن آپ کے عشق کمال کی اس ذکورہ اصرحت کے سے بازیں کو اگر کون تحریر ہوا تو اس دعا کرنا ہوں کہ انسان اللہ اس جبر عدیں ہی بخلاقی صفات بخود تبدل عالم کے حالات میں آپ دیکھیں گے اور تقریب تربیت جلد ہدایات کو غائب پڑھ لیں گے اور انہیں ایک رجالت کے ساتھ بیکاٹ تصوفات اپنی نظری گزرائیں گے۔ ایک عندر اور کروں گا کار خصوص قبیلہ عالم کے ایسے حالات یا اشادات ہیں کہ مصنفوں یا مفہوم بلند ہمارے اور اسکے ہوا درحقیقت و نقلابین کی اشاعت بالاعلان مناسب ہیں ان کو اس مجموعہ میں نگھاش نہ کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ خلاف آداب شیخ اور منانیٰ احکام صوفیہ کرام دینے کا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ ”تَكَلِّمُ النَّاسَ عَلَى حَدْنِ رَسُولِهِ“

یا اسکی باظریں پاکیں کی خدمت میں تابیل گزاریں ہے کہ خاکسار نے خصوص راذنس کے اشادات جہاں بیان کئے ہیں وہاں حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ خود خصوص ہی کے الفاظ الکمیں لیکن اکثر مقام پر متذوقات کا گئے ہوں گے اور یہ بھی ہوا ہو گا کہ اپنی سمجھ اور استعداد کے مطابق ان کو پہنچنے نظریوں میں ادا کیا ہوگا اپنی آں کمزوری کا اعتراض کرتے ہوئے میں اپنے آقائے مادر نے فراریں کرام سے خاستگار عفوبہوں۔ ۱۷۳۵

اسی کے ساتھ یہ بھی التماس ہے کہ یہ ہی پال تمام عمر اپنی عدم امیت کا معرفت ہا اور یہاں پر میں یہ جبارت کی کہ اس اہم ادگار قدر محدث کیلئے آمادہ ہو گیا مگر مجبوراً صاحالفت سیرت ارشی میں غیر مصدق اور خلاف اعمص مذاہین منقول ہوتے نہیں کہ اس کی برسی میں ایسے دشوار کام کے لئے کھڑا ہوا تھا جس کا میں ہرگز اہل نہیں ہوں۔ لہذا مخصوص طور پر خوان ملت کی خدمت گرامی میں یہ استدعا ہے کہ آپ میری عظیمیں کی قلم عفو و کرم سے تصحیح فراہیں۔ ۱۷۳۶

اپکا خدام

علی التستمیح

محمد ابراہیم قیداری غفرلہ اللہ الکریم



سید حاجی حافظ وارث علی شاہ  
(بارہ بیگی دیوا شریف لکھنؤ)

ھو اُف ایراث

## شجر قادریہ رزاقیہ وارثیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

۱ یا خدا بہر محمد مصطفیٰ و مرتضیٰ  
 ۲ ہم حسین و عابد و باقر حضرت مقتدی  
 ۳ کاظم و موسیٰ رضا معرف و مقطی نامدار  
 ۴ بالفرج ہم بو الحسن ہم بوسید محترم  
 ۵ احمد و سید علی موسیٰ حسن عباس مست  
 ۶ ہم جلال و ہم فردی و بہر ابراء ہم شاه  
 ۷ ہم ہدایت ہم صمد ہم عبد الرزاق لی  
 ۸ از پسے خادم علی ہم وارث نیا دین  
 ۹ المدد شاہ اتوی والد رب العالمین



هُوَ الْوَارِثُ

## شجرة نسبية جدّية وارثية

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَلِيٍّ مُحَمَّدٍ وَبَا هُنَّ وَسَلِّمْ

المدد وصل على حضرت محمد مصطفى سيده خاتون جنت فاطمه فخر النساء

المدد اے سید الشہداء شہید کربلا مسلم و رضا و صبر و حلم و اتقا

المدد اے شاهزادین العابدين خوش لقا یادگار فاطمه ہم یادگار مصطفیٰ

باقر و جعفر جناب مؤمن کاظم رہنا قاسم و سید علی مہدی و حضر پیشووا

بومحمد عسکری بو القاسم و مجدد شاه شاه اشرف شاه عزیز الدین حبیبی

شاه علاء الدین عبدالآد عبد الواحد نام عمر زین العابدين سید عمر عالی مقام

عبدالاحد، احمد میراں شاہ کرم اللہ سخنی

شاه سلامت سیدی قربان علی وارث علی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# هُوَ الْوَارِثُ دَائِرٌ لِلْحَقِّ الْفَقِيْمِ

لِشَجَرَةِ شَرْكِيْفٍ قَادِرِيَّةِ زَانِقِيْهِ وَأَرْشِيْهِ

الْبَنِي سَرْوِ عَالَمِ شَاهِ اِبْرَارِ كَاصَدَة	شَهْنَاهِ مَدِيْنَةِ اِحْمَادِ شَاهِ كَاصَدَة
الْبَنِي مَيرِيْ بُرْ شَكْلِ مِنْ آسَانِي عَطَافِ رَا	عَلَى شَكْلِ كَشَادِ حَيْدَرِ كَرَارِ كَاصَدَة
الْبَنِي رَاهِ تَسِيمِ وَرَضَا كَلْ خَاكِ كَرْ جُبَّهِ كُو	حَسِينِ بْنِ عَلَى سَرْشَنِيْزِ اِمْرَارِ كَاصَدَة
دُعَائِيَّ دَوْرِ قَرْقَتِ نَاهَمَاهِ دَلِيَّا تَهْجِيلِيَّ	عَطَافِ رَا الْبَنِي عَابِدِ بَيَارِ كَاصَدَة
الْبَنِي باقرِ وَجَعْفَرِ كَلْ نَيْرَاتِ تُوْجَهِ كُو	اِمامِ كَاظِمِ وَمُوسَى رَضَا سَرْدَارِ كَاصَدَة
لَسَدَقِ خَواجَةِ مَعْرُوفِ كَرْ خَيِّي سَرِيْ سَقْطَلِيِّ كَا	جَنِيدِ وَشَبَلِيِّ وَعَبْدِ اِلَاهِ دَهْدَهِ اِبْرَارِ كَاصَدَة
طَفْلِ حَنْزَرِ بِالْقَرْنِ طَاطُوْيِّ مجَّهِ دِيْنَا	عَلَى بِالْجَنْ سَمَتِ شَهْنَاهِ اِمْرَارِ كَاصَدَة
الْبَنِي بِسَعِيدِ پَيرِ بَرَانِ شَيْخِ لَاثَانِي	سَيْنَهِ رَجِ طَاقِيْتِ مَطْلَعِ اِفَارِ كَاصَدَة
جَنَابِ غُوثِ كَلْكُونِزِ رَخَارِ كَاصَدَة	جَنَابِ غُوثِ كَلْكُونِزِ رَخَارِ كَاصَدَة
شَهْنَاهِ طَاقِيْتِ عَبْدِ الرَّزاقيِّ كَلْ دَهْرَورِ	شَاهِ سَيْدِ مُحَمَّدِ سَرْدَدِ دَهْدَهِ اِبْرَارِ كَاصَدَة
الْبَنِي سَيْدِ اِحْمَادِ شَاهِ سَيْدِ عَافِ	جَنَابِ شَاهِ مَوْسَى قَادِرِيِّ سَرِكَارِ كَاصَدَة

شاہ سید حسن اور شیع ابو عباس کی خاطر  
 بہاء الدین قسم بادو اسرار کا صدقہ  
 مجھے دینا جلالِ قادری مسروار کا صدقہ  
 برائے خواجہ سید محمد قادری یارب  
 شاہ میراں فریبی بھکر ابراهیم مطانی  
 اور ابراہیم بھکر مخزنِ اوار کا صدقہ  
 سراپا رحمتِ حق حضرت شاہِ امان اللہ  
 حسینؑ حق نما محبوب جمال یار کا صدقہ  
 شاہ عرش آشیانِ شاہ بیدار بنیع عراق  
 جو آنکھیں دیں تو آنکھوں کو عطا کر لطفِ نلڑ  
 شاہِ عبدالستمود کے دیدہ دیدہ دیدہ کا صدقہ  
 دیا ہے دلِ تولد میں دردے اور درد میں لذت  
 گلِ بستانِ زہرہ سید اسماعیل رضا قی  
 بخاتِ اللہ و حضرت حاجی خادم علی کامل  
 امیر شکر دیں قافلہ سالار کا صدقہ  
 امام الادیا ابن علی لختت دلِ زہرہ  
 اپنی کی پیشِ مست و گیسو کے خدار کا صدقہ  
 گدائے عشق ہوں بھروسے میرا من مرادوں سے  
 ذکاہِ خوبی نقش و نگار و رو و خشم انور  
 طے ایاں وارث کے درودیلوار کا صدقہ  
 یہاں مانگنے والا کبھی خالی نہیں پہرتا

عطافرماہی اپنے مجبووں کے صدقے میں

میرے اوکھٹ میرے اکل میرے غنچوں کا صدقہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

# هُوَ الْوَارِدُ الْمُكْتَبُ

مندرجہ ذیل سلام حضرت شاہ شاکر صاحب قبلہ وارثی نے بحضور تبلہ عالم امام  
الادیا حضرت حافظ حاجی وارث علی شاہ صاحب اعظم اللہ ذکرہ  
کی خدمت اندس میں پیش کیا اور مقبول ہوا، شاہ صاحب قبلہ نے اس  
سلام میں حضور والا کی تعلیمات کا پچھوڑ پیش کیا ہے اور یہ سلام حضرت  
حافظ حاجی اکمل شاہ صاحب قبلہ وارثی کی زبانی بھی اکثر نگایا ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسِّلْهُ  
وَارثا خندیدی بہر رسول عربی  
مدن الفرشی باشی و مطلبی  
پے زہرا تم ریانغ لست  
دارثا انس پے خاتون تیامت مدک  
پے زہرا تم ریانغ لست  
دارثا بہر علی ساقی کوثر مدک  
پے مولاء جہاں ساقی کوثر مدک  
عالم علم لدن واقف اسرار نہیں  
دارثا بہر حسن سبط رسوئ و وجہاں  
گوہر بھر دلایت گلی بت این سوول  
دارثا بہر حسین ابن علی جہاں بول  
رحم کن برما بحقی بخچ تنس  
بشنفر یا درعا حکمت  
دارثا خستہ بھگر سوز و دل میخواهد  
بہرنظارہ تو شوق فزوں میخواهد

## هُوَ الْوَارث

شجرہ چشتیہ، اٹامیہ، وارثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی أٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

رَبَّنَا بِهِرْ مُحَمَّدٌ مُصْطَفٰ وَمُرْتَضٰ  
 بِهِرْ حَسَنٌ هُمْ عَبْدٌ وَاحِدٌ هُمْ فَضِيلٌ باصْفَا<sup>۱</sup>  
 بِهِرْ إِبْرَاهِيمُ ادِیْمُ هُمْ حَذِيفَةُ هَرَقَی<sup>۲</sup>  
 امِنُ الدِّینُ عَلْمَ شَادِ الْوَاسِعُ اَحْمَدُ مُتَقَیٌ<sup>۳</sup>  
 بِهِرْ شَاهٌ بِمُسْهَدِ نَاصِرِ الدِّینِ ذَی وَقار<sup>۴</sup>  
 بِهِرْ عَمَانٌ وَمُحَمَّدِ الدِّینِ قَطْبِ الدِّینِ لَلی<sup>۵</sup>  
 بِهِرْ عَمَانٌ وَمُحَمَّدِ الدِّینِ قَطْبِ الدِّینِ لَلی<sup>۶</sup>  
 هُمْ كَمالُ الدِّینِ سَرَاجُ الدِّینِ عَلْمُ الدِّینِ شَاه<sup>۷</sup>  
 هُمْ مُحَمَّدُ بَرِّ حَکِیْمٌ هُمْ كَلِیْمٌ حقٌ پَرْسَت<sup>۸</sup>  
 جَمَالُ الدِّینِ عَبَادُ الدِّینِ بَلْنَدُ وَخَادِمُ عَالَمٍ پَیَاه<sup>۹</sup>  
 بِهِرْ لَطْفَ خَویْتِ کُنْ اے وَارثٌ بَایْکُ نَکَاه<sup>۱۰</sup>

# لِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَحْمَدُ اللَّهِ الْمُتَعَمِّدِ وَلُصْلَى عَلَى رَسُولِهِ الْأَكْيَمِ - امَّا بَعْدُ - يَنْجُو عَبْدِ اللَّهِ فَرِزْدِيزِ  
صاحب تحریر کی سیرت میں ہے جو پرکششی میں اُس بے نام دشمن کا مظہر ا تم اور ہم نام  
ہے جس کی صفت خیر الوارثین ہے۔

شرف خاندان | دنیا میں ایسی نادرالوجود سنتیوں کا انہی پرشاد اور عسرہ دراز کے بعد معزز و ممتاز  
خاندان میں ہوتا ہے اور ان کے پشمہ فیوض و برکات سے ہزار دل مرد، دل افزاد و حانی آپ  
حیات سے سیراب ہوتے ہیں جیسا کہ ہمارے اس عدیم الشیرین ستگر نے سیدالکوئین خاص آل عیا  
امام حسین علیہ التحیدۃ والتنکی پھیپھی سر لپشت میں امام ابن امام، موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسل  
سے نیشاپور کے سادات ذی الفضائل والبرکات کے خاندان میں بہزاد جاہ و جلال خلود راجلان  
فرمایا اور تمام عمری کام کیا کہ خاص و عام کو محبت شاہستقی کی ہدایت فرمائی۔

چنانچہ دلوی شریف کے مقتدر اور ممتاز حضرات کو حضرت قبیلہ عالم کے نبی اعزاز خاندان  
امیاز کا پورا اعتراف ہے اور مؤلفین سیرت مارش کا بھی الفاق ہے کہ آپ کے اجداد اخبار  
نیشاپور کے ذی شرف اور صاحب اختصاص سادات تھے سیداشرفت الی طالب جن کو  
بعن موحدین نے سیداشرف الدین الی طالب بھی لکھا ہے معاہل دعیال ہندوستان آئے۔

جیسا کہ مولانا سعی الدین رسول پور کی جو آئی خاندان کے ایک مقدس عالم اور حضرت مخدوم سید  
علاء الدین اعلیٰ بزرگ علیہ الرحمۃ کی چونچی لپشت میں ہیں اپنی کتابت سیر السادات" فارسی تسلی

مکتوپہ لشندہ میں تحریر فرائیں ہیں کہ ہاگو خاں نے بس کوبنی فالکہ سے قبی عنا و تما برٹھ میں جب  
یقنداد فتح کیا اور علیفہ مقشم بالتد کی سکوت کافا تھہ ہو گیا اور وہاں دامصار گوتا خست قماراج گرتے  
لگا تو آپ کے ورث اعلیٰ سید اشرف ابی طالب علیہ الرحمۃ نے جو پتے ہمچڑھ علامہ میں ذی احترام اور  
مشائخین وقت کے سروار اور امام تھے مدعاہ دھیاں بھرت فرمائی اور نیشاپور سے ہن درستان اشرف  
لائے اور قصہ کنفورٹ سلح بارہ بیکیں میں آبادی کے باہر قیام فرمایا اور بعدہ دہلی مکان تعمیر کرایا جو مکان  
اب رسول بور کے نام سے مشہور ہے اور اس کا صدر دردار نہ ہنوز موجود ہے جبکو علامہ الدین اعلیٰ بزرگ کا  
بھاٹک کہتے ہیں جو گورنر سید اشرف ابی طالب کے پوتے سید علامہ الدین اعلیٰ بزرگ ہیں جن کا حضرت  
شاہ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے خلفاء اعلیٰ میں شمار ہے۔

علی ہذا صاحب بخوب اسما صفحہ ۲۴۶ میں سید اشرف ابی طالب علیہ الرحمۃ کی تشریف آوری کا  
وقوع "مراة الامراء" سے جو نہایت مندرجہ کتاب ہے نقل فرمائے ہیں کہ "صاحب مرأة الامراء" اور دو کم  
سید اشرف الدین ابی طالب کے باپ برادر کہ سید محمد نام داشت در حادثہ ہاگو خاں از لکھ خراسان  
برآمدہ دیار ہند درستان رسیدہ وہم دران تاریخ مسلم راست کہ سید اشرف الدین ابی طالب کو  
بکالات صوری و معزی در قصہ کنفورٹ مضمون گشت تاہمکہ اذن عالم نقل کرد بعد از دے سید بزرگ الدین  
پسرش بجانے پدر تمام مقام شد و ازوے پسر سید علام الدین در قصہ کنفورٹ متولد گشت دبیدا زیر غ  
اولع علوم حوری و معنوی حاصل کر دہ:

الغرض یہ مدلہ ہے کہ حضور قبلہ عالم کے جدا مجید سید اشرف ابو طالب علیہ الرحمۃ نیشاپور سے  
تشریف لائے اور قصہ کنفورٹ میں اقامت پذیر ہوئے وہ صحیح النسب سادات کا نامی سمجھے اور اپنی  
سیادت خاندانی کی عندهم دشان کو انہوں نہیں بھمال احتیاط ہمیشہ محفوظ رکھا

چنانچہ صاحب "لطائف اشرفی" صفحہ ۳۳۳ جلد دویم طبعہ مطبع نصرت المطابع دہلی  
میں حضرت مخدوم سید اشرف جہاگیر سنانی قدس سرہ العزیز کا یارشا ناس فرماتے ہیں کہ "چوں در  
زمان سلطان السلاطین ابراہیم خلدہ اللہ علیہ وآله و سلم وکیمہ اکابر امارات شہر ہمہ نظریہ اباشر نہیں قدماً مشرف سا

چوں حضرت میر صدہ بہبیل از نسب بعضی سادات استناد کردہ تھے، اگر سادات ہند نہ بہبیل از نسب  
میں گفتند، البتہ بعض سادات را بیمار در حضرت انتساب ایش مبارغتی کر تند، اذ انہی سادات قصبه۔  
کنوار سادات محرودت انتساب در ہندی گفتند:

علی ہذا خود حضور قبلہ عالمتے اپنے خاندان کی امتیازی شان کا ذکر مکہبہت سادگی کے تھا  
ان الفاظ میں متواتر فرمایا ہے کہ ”ہمارے اجداد میٹا پور کے رہنے والے تھے“ اور یہ بھی اکثر فرمایا  
ہے، ”ہمارے اجداد نے غیر کفرمیں شادی نہیں کی“ اور یہ بھی ارشاد ہو رہا ہے کہ ”ہمارے سید  
دارالہ میں ایک سید بنظاہر نہ فرج بخی نہ گوئی نے امتحان کے طور پر ان کے فامن پر گل رکھ دی  
اور دامن نہ جلا،“ یہ بھی اکثر فرمایا ہے۔ کہ ہمارے خاندان کی بیبیاں نہ حضرت فاطمہؓ کی سہنک  
کھلانے جب آئی تھیں تو پہلے ان کو چونہ کھلایا جاتا تھا۔ اگرچہ کاشڑ بان پر نہ ہوتا۔ تب ان  
کو سہنک کھلاتے تھے۔“

یہ مفہومات شاہد صادق ہیں کہ آپ کے اجداد ابجا دیشا پوسکے صحیح انتساب سادات تھے اور  
باد جو داس غیری اوطنی کے غیر کنونکی مشارکت سے اپنے خاندان کی شان سیادت کو حفظ نہ رکھا اور قصبه  
کنوار کے قیام کو جب چار سوی سے زیادہ عرصہ ہو گیا۔ تو کسی دبیر سے سید عبد اللہ احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی  
مکونت میں حجتوی ترمیم فرمائی جیسا کہ صاحب ضمیمہ ”سیر اسادات“ نگاہ فرماتے ہیں کہ سید  
اشرف ابن طالب علیہ الرحمۃ کی آنکھوں پشت میں سید عبد اللہ احمد علیہ الرحمۃ شاہزادے صدیں تیام کا لزدہ فرا  
کر کنوار سے دیوبی شرفیت کے۔ اب ایمان قبہ آپ کی تشریف آدمی سے نہایت مسرد ہئے کیونکہ  
آپ کے فروض دبرکات کا اطراف داکنافت میں شہرہ تھا۔ چونکہ آپ عالم علوم شریعت بھی تھے اور  
دائیں روز حقیقت بھی، اس لئے آپ کی ذات مجموع صفات سے درس و تدریس کے ساتھ درشد  
ہدایت کا فرض بھی جائز ہوا اور شاہزادہ بھری میں ہیران میداحمد علیہ الرحمۃ دیوبی شرفیت میں پیدا  
ہوئے۔ اور ان کے صاحبزادے سید کرم اللہ علیہ الرحمۃ تھے جن کے مین صاحبزادے تھے، سید  
سلامت علی، سید بثارت علی، سید شیر علی رحمۃ اللہ علیہم آتمین!

آپ کی دالدہ کا نسب اسید سلامت علی علیہ الرحمۃ کے درصائرزادے ایک کا نام سید خرم علیہ الرحمۃ جسکی اولاد بھی میں ہے اور دوسرے کا نام گرامی سید قربان میں شاہ علیہ الرحمۃ جو حضرت قبلہ عالم کے پدر بزرگوار تھا اور جن کا تقدیم علی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی سیدتی بی سکینہ عرف چاندن بی بی کو ہو جس بی بی کو خدا نے یہ شرف دیا کہ وہ حضور قبلہ عالم کی دالدہ ماجدہ ہوئیں : ذلیلَ أَنْفَلُ اللَّهِ

بعض حضرات نے حضور قبلہ عالم کے خاندانی حالات اور نسبی داععات مذکورہ میں چند بھر  
معربی انتقالات بھی ذمٹئے ہیں اول رَأْفَتْ حِيَاةً ارث صفت امیر سجاد نے سید اشرف علی طالبؑ کی سید  
اشرف علی ای طالب تحریر فرمایا ہے جو زکریٰ تدمیر موسخ نے لکھا ہے اور میں نے ان بھی تحریر میں سید  
اشرف علی سلطدر دیکھا ہے جو مختلف عنوان سے اور متعدد صورتوں میں شائع ہوتے ہیں۔

دوم۔ الکثر حضرات فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم کے عالمگیر مکرم سید خرم علی علیہ الرحمۃ کا آئم گرامی  
سید رمضان علی صاحب تھا لیکن میں نے دیکھا ہے کہ صفید سر اساتذہ علمی جس کو بجا ظانہ مانتے  
اور مجبر کر سکتے ہیں۔ اس میں آپ کے چچا کا نام اتس سید خرم علیہ الرحمۃ ہے۔ البته دویں شرافتی کے  
بعض معمور حضرات سے یہ رہتا ہے کہ آپ کے پدر بزرگوار حضرت سید قربان میں شاہ علیہ الرحمۃ کا  
عرف مقصان علی بھی تھا اور بعض مولفین سیرت ارشی لے بھی تھا ہے۔

سوم۔ مصنفات دیلی شریعت کے بعض حضرات کو حضور قبلہ عالم کی دالدہ مکرمہ کے آئم  
گرامی اور عرفت سے تو پورا اتفاق ہے لیکن ولہیت میں اس تدریج اختلاف فرماتے ہیں کہ آپ کی  
والدہ سید اسد علی صاحب میں جو راس کی صاحبزادی تھیں جناب پیر کشم سفید علی صاحب ارشی میں  
جملہ وارث صفتہ میں دلوں ریایات مذکورہ لکھنے کے بعد تو اخراج کرنی تائید میں تحریر فرمائیں  
کہ جب میں نے خود سلطان الادلیا سے دریافت کیا کہ آپ کی دالدہ کا نام تھا فرمایا کہ سکین بھر میں نے  
پڑھ کر آپ کا ناہل کہا تھا؟ فرمایا جو راس میں اور سید شاہ کر اللہ بارے نام لمحے:

لیکن بنابر شاہ نفضل حسین صاحب ارشی میں اور شاہ کر اللہ بارے نام لمحے  
کہ معرفت علیہ الرحمۃ اور جناب میں دشائیں صاحب ارشی تدمیر مذکار و مقرب بارگاہ وارثی

دنیز دیگر شرناہے دیوی شرفت نے بالاتفاق یہ فرمایا ہے کہ حضور کی والدہ مظہر سیاستیں صاحب کی صاحبزادی تھیں۔

اب موڑ طلب یہ امر ہے کہ بیظاہر ان دونوں روایتوں میں کوئی اختلاف نہ ہے۔ مگر ایک طور پر یہ دونوں احوال کا تیجہ آخر تحدیبی ہے کہ دونوں روایتوں زمان حال سے شاہد ہیں کہ آپ کی الہ مکرمہ مثل بنی قاطل سے تھیں جس سے قبل عالم کی سیادت کا مذہب است ہو چکی ہے۔

البتہ لائق مراعت جلوہ دارث کی نقل کردہ روایت حضور کے ابا واجداد کی اُس تدبیر اقتضا کے ضرور منافی ہے کہ ہمیشہ درسرے خاندان کی مشارکت سے احرار قطعی فریما اور یہی تجدید اشت اس عدیم النظیر اور نفیہ اللہ تعالیٰ سیادت نیشاپوری کا خاص طریقہ امتیاز ہے جبیا کہ صاحب اعلیٰ اشراف صفحہ ۲۷ جلد اول حضرت مخدوم سلطان سید ارشت جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی سیاست کے ساتھ میں اس طبق فرماتے ہیں کہ محضرت مخدوم از اینحکمے نے بقصہ کنٹر کر دند بخان شیخ محمد کنٹری نزدیک وہ دو رفاقتان شیخ سعد اللہ کیسے لا کامندہ شرف القادر یافتہ د سادات کنٹر نیز چند روزہ کر کا می بیویت سیاست کر دند یہ نسبت سادات کنٹر فرمودنکہ ایس سادات صحیح النسب اند فرمود کہ باہر کس از مردم نو اسی قربتے تھیں؟

بلکہ صاحب جلوہ دارث کی نقل کردہ روایت حضور قبلہ عالم کے اُس مشہور اور مستند ارشاد کے بھی صریح خلاف ہے جس کا ذکر مراغین سیرت ارشی لے اپنی تایفات میں مخالف القاظمیں کیا ہے اور جس کو حاضرین بارگاہ وارثی نے بارہ حسنور کی زبان مہار کے ساتھ اسی اور جس کو ہمیشہ میہاج الشقیقہ جلد اول صفحہ ۲۷ مطبوعہ سلطانیہ میں بھاڑ بھی کہتا ہے کہ حضور نے متواتر فرمایا: ہمارے بزرگ سادات نیشاپور تھے اور ہماری غیر فرموسے مناگھت نہیں ہوتی:

لہذا عرض کر دیں گا کہ جس طرح ہم کو سید اسد علی صاحب سیاسی جو اس کے شرف سیادت کا اقرار ہے اسی طرح ہمارا یہ خیال بھی سچتھا ہے کہ یہ کاملی نیشاپوری سیادت جس کا خون ہمیشہ ہمارے کی شرکت سے محظوظ رہا ہے۔ اس کا تھا ضایہ بھی ہر سکتا ہے کہ سید قریان علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ

کی مناکوت پانچ حصیق پا سید شیر علی ملیحہ رحمت کی ساجراوی سے ہے اُنہیں پانچ حصیق کا خاتمہ  
حقیقی نے صفحہ ۲۲ میں پکال وضاحت لکھا ہے کہ "حضور انور کے پدر بنگہ کار سید قربان ملی  
شاہ صاحب نے جن کا عقد پانچ حصیق علم مکرم سید شیر علی صاحب کی صاجزاوی سے ہوا آما  
صلد سے آپ سید صلاحت علی شاہ کے پرستے اور سید شیر علی صاحب کے نواسے ہیں" ۱

اب علاء دیگر روابط اور مؤمنین سیرت دانش کی تحقیقات کے ہماری غیرت ایمانی  
اس کی متفقی ہے کہ کم سے کم صرف حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی علیہ الرحمۃ کے اس  
ارشاد کو بذور دیکھیں کہ "ہرگز با مردم نوافی قربتے نہ کنند" اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ  
مخدوم صاحب حقائق دمعارف کا یہ فخر جلد سن لیجئے کے بعد ہم کو خیال کرنا لازم ہے کہ  
سید قربان علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی شادی غیر عزمیں ہونا چاہیے یا پانچ حصیق علم مکرم کی صاجزاوی  
سے، قریب نہ کر لیے ذی شرف اور متعاط غانمان کے نسبت کوئی سمجھدار ہرگز یہ کہنے کیلئے  
تیار نہ ہوگا کہ غیر کفر میں،

پھر جمای ارادت اور عقیدت کاملاً اس پر ہے کہ حضرت قبلہ عالم کے اشاد کی بصدق دلی تصدیکیں  
اور اس کا تین ہو کر آپ کام طبرخون غیر گرفنگی آمیزش سے تعطا ہے اور آپکے نبہاد اجاود کی عظمت سیادت  
ہمیشہ محفوظ رہی جیسا کہ آپکے دیگر ارشادات سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ سیدم شاہ صاحب دانش جن  
کا اب قدیم فقراء میں شمار ہے کیونکہ تقریباً چالیس سال سے آپ عامل نزد دانی ہیں فرماتے ہیں کہ موسم  
سرماخا کا بغرض حصل سعادت تدبیکی دلوی شریون حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضرت قبلہ عالم کرہ میں استراحت  
فرماہیں اور مولوی عبدالمحی صاحب دانش جگوی پاؤں دبا رہے ہیں میں کبھی ایک شریں پڑھی گیا حضرت نے  
مولوی صاحب مصروف سے مخاطب ہو کر فرمایا "ہمارے مرد اٹلی نے نیشاپور سے ہندستان آئی کا ارادہ کیا تو  
پہلے خراسان گئے اسلام رضا علیہ السلام کے مژا قدس بر را ترکھنک عرض کیا کہ جد اہم ہندستان جاتے ہیں اگر  
آپ سے چہد کرتے ہیں کہ کسی مالت میں نہیں۔ لیکن اپنی عظمت سیادت کو ہمیشہ محفوظ رکھیں  
گے۔ اور نسبت میں دفعہ نلگہ میں گئے چنانچہ وہی کیا کہ ہمارے جدا دنے غیر عزمیں مناکوت نہیں

کی۔ بلکہ اکثر یہ لے بھے کہ خاندان میں کوئی ایسا کائن ہوا تو کناری رائیاں بڑتی ہر کر مرگیں مجھے ان کی نیکی کفرمیں شادی نہیں کی۔ اور کچھ ایسا بھی ہوا کہ اپنے اعزما میں لایک نسلی تومدد ڈالتے ہو گئے۔ لیکن دوسرے خاندان کے سید دل میں بھی شادی نہ کی اور اپنی سیادت نیشاپور کا پورا تحفظ کیا:

اور تین ہے کہ حضور قبیلہ عالم کا یہ ارشاد تاؤں غلامانِ دلنش نے ضرب بگوش خود سنا ہوا کہ۔  
جو زیادہ حاضر باش رہتے یا اکثر حاضر ہوتے تھے۔ کیونکہ آپ نے متواتر فرمایا ہے کہ ہمارے دادا کی شادی سالہ سال کی عمر میں ہوئی اور دادی کی عمر اُس وقت چودہ سال کی تھی۔ وہ آنکی بھی کہ خاندان میں نہاد کوئی لٹکی بھی نہ رکا۔ آخر یہ کہ تا پہلا کچھ دادا کی لڑکی کی شادی سالہ سال کے بوٹھے کے ساتھ کر دی۔ مگر اپنے خون کو دوسرے خاندان کی شرکت سے محفوظ رکھا۔

حضور قبیلہ عالم کے ان ارشادات کا ایک ایک حرفاً زبانِ عال سے شاہ پر کیا آپ کے آباد اجداد نے اپنے خاندان کی شان و عظمت کو بھال اختیاط بیش نظر کھا اور نسب کا حفظ فرمایا کہ کبھی اور کسی مالت میں نیکی کفرمی مشارکت گوارا نہ کی۔ اس اہتمام و اختیاط کو دیکھ کر بھی اس کا ذہم دھیال بھی نہیں آسکتا کہ سید قربان علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی شادی دوسرے خاندان میں ہوئی ہوا س لئے تقدیم حضرات دیوبی شریف کا یہ فرمایا ہے صحیح معلوم ہے تاہے کہ حضور قبیلہ عالم کی والدہ بادہ آپ کے دادا کے حقیقی بھائی سید شیر علی صاحب علیہ الرحمۃ جزا یہ تھیں اور آپ کا اپھوتا اہبے داغ شجرہ نبی یہ ہے جو خمیمہ سیر ارشادات سے نقل کرتا ہوں۔

آپ کا شجرہ نبی (۱) حضرت حاجی حافظ سید وارث علی شاہ علی اللہ مقامہ رہ، ابن حکیم سید قربان علی شام علیہ الرحمۃ، ابن سید سامت علی علیہ الرحمۃ، ابن سید کرم اللہ علیہ الرحمۃ، ابن میران سید احمد علیہ الرحمۃ، ابن سید عبد الداھل علیہ الرحمۃ، ابن سید کفرم علیہ الرحمۃ، ابن سید زین العابدین علیہ الرحمۃ، ابن سید عبد الوہب علیہ الرحمۃ (۲)، ابن سید عبد الاواد علیہ الرحمۃ (۳)، ابن سید

حضرت قبلہ عالم کا نبی شجرہ مثل شجرہ طریقت کے غیر معمولی طور پر شائع ہوا بعین اخوان  
ملت یا اسکونل ملتم فریلی، بعین نے نظریں پھیپھا کر ہزاروں کی تعداد میں قسم کیا۔ بعین حضنیں سیرت داشتی  
لئے پسلے زد کرنے سب یہ شجرہ بھی لکھا ہے۔ خانپور صاحب ”مشکوہ حقانی“ نے مشقہ ۲۰ پر یہ شجرہ نقش فرمایا ہے  
لیکن تعجب ہے کہ با وجوہ اس شہرت کے لائق تحریک ”مشکوہ حقانی“ سے یہ صرین نظریں ہیں  
کہ حضرت قبلہ عالم کے تین نامور اجداد کے ہمارے گرامی سے یہ شجرہ نامی ہے کیونکہ صحیح شجرہ میں آپ کے  
اجداد امجاد کے نام نامی اس سلسلے سے ہیں کہ سید کرم الشدابن میران سید احمد ابن سید عبد الواحد  
ابن سید عرفد، ابن سید زین العابدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مگر مذکوت موصوف نے سید کرم اللہ کے بعد سید زین العابدین کا نام لکھ دیا ہے اور درمیان کے تین اجداد میران سید احمد ابن سید عبید الدین سید علی فروز کے نام مذکوف ہیں۔ یا تو یہ غلط مذکوت کی تحقیق کی ہے یا کاتب اور تصحیح کرنے والے کی بہر کیف غلطی پذیرست۔ لہذا جزاً حضرات کے پاس "مشکوہ تھانے" ہوان کو معاہدے کر مرست نام کا اعزاز نہ کرنا رش جو رسمیت کر لوس۔

**آپ کی دادت کی بشارت** مقررین ہارگاہ احمدیت کی ولادت با سعادت کی بشارت اکثر مشتمل  
لہ ابراہ عزیزات دیتے ہیں جبکہ درسے فضلیں میں یہ گھننا چاہیے کہ ان کی آمد آمد کا خیال خوب اللہ اعلان  
ہوتا ہے۔ میں ہمایہ حضور اقبال عالم کی تشریف آؤں گا ماذکرہ ہمیں سینکڑے دین برس پہنچتا اولیاتِ عظام

سے اپنے اپنے وقت میں فرمایا ہے جس کے بعد کمال شرح و بسط حضرت کے صفات دریکات کے ساتھ آپ کے ملک دشرب سے بھی خلق کو خبردار کر دیا ہے جن پر شکوئیوں کو مواضعین سیرت والی تحریر فرمائے ہیں۔ بلکہ حضرت شاہ سید عبدالرزاق صاحب بالسانی قدس سرہ کی پیشیں گوئی اور حضرت شاہ نجات اللہ صاحب مولیٰ الرحمہ کا کشفی ارشاد اور مولانا عبد الرحمن صاحب موحد لکھنؤی رحمۃ اللہ علیہ کی بشارت کو منہایت و صفات کے ساتھ صاحب "مشکوہ حقانی" نے صحیح ۱۲/۱۳ میں تسطیر فرمایا ہے اور ان بشارتوں کا مطالعہ بھی ناظرین نے خود رکیا ہوا ہے۔ اس نے اپنے پیشیں پر شکوئیوں کا مکروہ اعادہ کرنا۔ بے محل طوالت ہے لہذا بنظار اختصار مگر مقتضی و صفات کے ساتھ فرمائیں گوئی تجوہ بہت متذبذب و نہایت مشرح اور واضح ہے اس باب میں نقل کرتا ہوں۔

سیدنام علی صاحب کشمیری رسول پری شیخمر سیرا ذات قلمی میں شعر فرمائے ہیں کہ حضرت قیدِ عالم کے جداً مجدد حضرت میران سید احمد علیہ الرحمۃ جو سالاہ بھری میں پیدا ہوئے۔ اور جب اول بزرگوار سے کتب درس میں فراز حاصل کیا اور قصہ دیوبی مشریق میں جو اس وقت دارالعلوم تھا سلسلہ درس دندیں جائیں فڑایا اور چونکہ صاحب حقائق و معارف تھے اس نے پیغامبر ایت باپ علم طریقت کشا دیتا تھا اور مداریان حق کو موروث حقیقت سے مستفیض فرماتے تھے ایک بڑی مدرج العنا دو نکدہ کے قریب برسب تالاب چندیاران طریقت کے گرم سخن تھے کہ ایک صاحب باطن دردیں نے ترب آٹا کر کہا۔ آسلام علیک و سکلی و قلداً لِكَ الَّذِي نَبَيَ صَلَوةُ اللَّهِ تَبارَكَ وَ تَعَالَى  
قَدْ فَتَرَ سَيِّدَ الْمُرْسُلِينَ وَ أَشْرَقَ الْأَرْضَ بِنَظَرِهِ كَمَا نَظَرَ الْمُرْسَلُونَ اللَّهُمَّ يَا سَيِّدَ الْمُرْسُلِينَ میران سید احمد فرمودا رے میں شیخمر مشکلہ ارش دچنستان عالم منتشر دیا تھے جن و جماں چول مہرتابان غفتر حاضرین مجتب مسٹفی جوال ہوتے کہ ہم کو ہیں سمجھ کر اس بزرگ دردیں نے کس فرنڈار جنکی آپ کو بثاثت دی۔ ادا آپ نے اس کی تصدیق دیا۔ اگر مضافت شہ ہر تو اس امر سے ہم کو بھی بھڑا کی جائے۔ (میران سید احمد) فرمود کہتن تھا لامرا فرزندے کرامت فرمود کہ درصلب پیغم از صلب من ظاہر خواهد شد۔ الحق او "نور دیدہ میران سید احمد" است۔ و "مجگر بند میران

سید احمد» است که عدد ایم پاکش پہ بھیں ہر دو کالس بریڈ آئند. واسم اداز یکے اسیم ذات است  
و صفات او بیرین از حدود جهات است. مقام علویش پایاں تبارد نظام سلکوش کرشما در شعبت  
در شبستان مصطفوی دسر ویست از گلتان هر تغنوی<sup>۱</sup>. منزل نظر کاشانه اداد و سر است خخناز اداد،  
نیستان عشق را شیر ببر تاحدرا قائم رضا و صبر در عهد خود اذ منز تاغب تصرف خواهد شد. بگرد ترسا  
پیشود و نصاری مسلم پیشگ. بلکہ ہر زمہب و ملت را ہر کمال اشد. ہر یکے را بمراس خ غلپور سانید  
در اقطار عالم بہر گوش کرمی ہنیم لش می یاهم. رہر فان منزل تغزید سالکان دادی تجربید. عزالت  
لشیان بساط طریقت. خواصان تلزم حقیقت. باده نوشان میخانه محبت. سرستان خخناز موست  
عقدہ کشا پایاں اسرار محنت مند لشیان کاخ کمردت. شہزادان میدان ابتلاء سر حلقگان کتب  
ولا. نظر بازان منزل ناسوت راز داران بخجن مکوت. صرف دشان میدان جبروت مد ہر شان پاں  
لا ہوت. بہر حلقة بگوش آس باده فردش خاہمند شد:<sup>۲</sup>

حضرت میران سید احمد قدس سرہ کا یہ مکافحة جو آپ کی قوت روحاں کی میں دلیل ہے.  
اوہ جس کو صحیح معنی میں حضور قبلہ عالم کی ولادت باسعادت کا مردہ اور آپ کی عظمت و جلالت کا  
بلی خط میں اعلان کیا جائے تو یہ جانہ ہر کجا. لیکن اس مرد خدا رسید کا ہبہ بڑا احسان ہے جس  
نے اگر میران سید احمد سے کہا. آللہ ام رعائیک و علی ڈلید ک ایلیزی فی صنیلک. اور  
میران سید احمد علیہ الرحمۃ کے ان یادان طریقت کے ہم شکر گزاریں جن کے استفسار سے میدعا:  
مدد اشان نے پہنے اس مکافحة کو کمال دضاحت اٹھا فرمایا.

واقعی مردان حق کلکلام بھی حق ہوتا ہے. کہ میران سید احمد علیہ الرحمۃ نے جو فرمایا تھا۔ اس  
کا ہم تبیر د صفات ظہور ہوا کہ آپ کی پانچیں پشتیں ایں مسلک کہ آپ کے صاحبزادہ سید کرم  
علیہ الرحمۃ اور انکے فرزند سید مسلمت علی<sup>۳</sup> انکے نددیدہ سید قریان علی شاہ اولنگے لخت بگرید و راث علی  
شاہ عظیم اللہ ذکرہ منصہ شہر دیوبوجہ افر و زہرے. جن کا دجد بجا جو داہل عالم کے لئے عیان در حمت  
خداوندی ہے جیسا کہ اس بگزیدہ مرد خانے فرماد تھا کہ وَاشْرَقَ الْأَرْضُ إِلَّا هُوَ يَرَهُ تَطْوِيْلَ الْمَدِيْنَیَّاتِ<sup>۴</sup>

لیکن انگریز سے دیکھا جائے تو جس طرح یہ کاشش مشریع مشریع اور مبسوط ہے اسی طرح یہ بشارت لیک دلت کے واسطے مقید اور محدود ہے اس تدریج ہے کہ دوسری ذات کے ساتھ تادا یا بھی غوب نہیں کر سکتے اور چونکہ میران سید احمد علیہ الرحمۃ کی مقدس ہستی مجموع صفات اور جام فضل دکالات ہیں لہذا آپ کا دہی مکاشش بھی رلطائیت معاشرت کا جمسم ہے بصداق کلام الملوك ملوک الكلام ۱

عمراً یہ درکمال یا ہے کہ مقربین پار گاہ رب العزت کے مکاشفات سے تادیلاً فائدہ اٹھایا جائے ہے۔ مثلاً کسی برگزیدہ خدا کی صدمت سے فریاک مغرب میں لیک خدا کا مقبول ہندہ پیدا ہو گا جو درین آئی کی حمایت کرے گا اور جنت کی کنجی اس کے ہاتھ میں ہو گی۔ تو بشر کی جلتے قیام سے مغرب کی سمت ہر قدم شخص کو اس کے علاقہ بلوش اس بشارت کا مصدق سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن میران سید احمد علیہ الرحمۃ کے اس مکاشش میں اس کی گنجائش نہیں۔ کہ تادیل سے ثابت کیا جائے یا کسی منطقی دلیل سے فائدہ اٹھایا جائے چنانچہ اس مکاشش کا بتدابی شرعاً دخود کو پہلے ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

کوپنے یا ران مرفق کے ہتھدار کرنے پر فعلاً "حق تعالیٰ مرا فرزندے کرامت فرمود ک درصلب پشم از صلب من ظاہر نواہ شد" انہیں دو ہملوں میں کس قدر استیاط اور ماتھام سے تادیل کا سبد باب فرمایا ہے۔ اگر صرف حق تعالیٰ مرا فرزندے کرامت فرمود ارشاد ہوتا تو آپ کی نسل کا ہر قرآن کبھی سکتا تھا۔ کہ یہ بشارت میرے حق ہے ہے لیکن آپ کے فتنہ اخراج کے سے یہ بشارت مشروط ہو گئی۔ کہ میری پانچویں پشت میں چو فرنہ پیدا ہو گا۔ وہ اس بشارت کا مصدق اور ان صفات سے موصوف ہو گا۔

علاوہ اس کے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہی اندھتے گفت بالطفی ظاہر ہو گیا تاکہ میری پانچویں پشت میں لیک ہی اولاد نہیں ہو گی احمد دہی ہوا کہ حضرت میرے قریب میں شاہ علیہ الرحمۃ کے اگر دوچار روز کے ہوتے تو اس بشارت کا گل ان ہر روز کے پر ہو سکتا تھا۔ مگر قضاۃ قدسیتے اس

بشارت کو مشتبہ نہیں ہے ملے دیا۔ بلکہ آپ کی پانچ سو پشتیں ایک ہی فرزند ہے۔ جیکو بجزیری شکن  
شبہ کے اس بشارت کا مصدقان سمجھ سکتے ہیں۔

پھر آپ نے تہایات ملیخ بلکہ تعجب خیز یہ حملے فرمائے کہ "او فور دیدہ میران سید احمد" و مجبنہ  
میران سید احمد راست کے عدداً اسماں پاکش پر ہمیں دو کلمہ بیرد میں آیہ: اس عبارت سے ظاہر ہوتا  
ہے کہ بنظر احتیاط آپ نے یہ بھلے فرمائے کہ باذ جود اس صراحت کے بھی اگر کوئی تادیل کرے تو  
دہ باطل سمجھی جائے اس لئے کہ ہمارا مقصود اصلی اس مولود مسعود سے ہے۔ جسکے اسم گرامی کے اعداء  
باتا عده ایجہد "تو در دیدہ میران سید احمد" کے ہم عد۔ اور "بجزیرہ میران سید احمد" کے اعداء کی مطابق  
ہونگے یعنی ہر دو کلمہ کے اعداد سات تینوں سات ہوتے ہیں پس میری پانچویں پشت کے فرزند راجنہ کے  
نام نامی کے اعداد بھی سات تینوں سات ہونگے اور وہی اس بشارت کا مصدقان ہو گا۔

ان دو جملیں نے اس پیشین گوئی کو ایام قد و در کر لیا کہ اب کوئی درست شخص اس بشارت سے  
نمرود نہیں ہو سکتا بلکن مددوح الصفات نے پھر احتیاط فرمائی تاکہ عوام کو مخالف طرز ہر کیونکہ اکثر  
الفاظ کے اعداد سات تینوں سات ہوتے ہیں شاید کوئی لفظ بصیرت اس کا موسیم اس  
بشارت کا مصدقان نہ سمجھا جائے کیونکہ اس فرزند کے نام نامی کی ایک تعریف یہ بھی ہے: "اسم اریکے  
اذہم ذات است" یعنی ہمارا فرزند جس نام سے دنیا میں پکارا جائے گا۔ وہ اللہ جل جلالہ کے  
اسمائے مقدار میں سے ایک اسم پاک ہو گا۔ کہ شاید کوئی شخص اپنا نام سات تینوں سات عدد کا پیش  
کرے اور سمجھے کہیں اس بشارت کا مصدقان ہوں۔ تو یہ دعویٰ اس کا غلط سمجھا جائے کیونکہ شرط  
یہ بھی ہے کہ وہ لفظ علاوه سات تینوں سات ہونے کے آم ذات بھی ہو۔

اب میران سید احمد کے پانچویں پشت کے بنظر کے نام نامی کی یہ صورت بھی رکھنا چاہیئے  
کہ اللہ تعالیٰ کے تو ۹۹ ناموں میں عرف ایک ہی نام "وارث" ایسا ہے جسکے سات تین  
عدد ہوتے ہیں۔ یہ بھی حضور نبی عالم کی یکتائی کی میں دیل ہے۔ اور میران سید احمد علی الرحمۃ کا  
ارشاد یقینی صادر مکاشفہ تھا اور اظہار کشف میں یہ لطائف دلکات آپ کے علیٰ مرتبت کے شاہ

ہیں اور واقعی بجز اولیے عنلام کے لیے اسی خیز کلام کی کاہنہیں سکتا  
 میران سید احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی اس پیشین گوئی میں فرزند از نبید کے نام اسی کی کامیاب  
 صراحت فریکار اس علیل القدر نظر کے مخصوص صفات اور غیر معمولی ذیوفتن و برکات کا انبصار  
 فرمایا کہ: اذیستان خشن راشیم بردا تاحدار قلم رضا و صبر و در عینه خداوند شرق تا غرب تصریح خواہ  
 شد گہرہ ترسا، یہ دو نصاریٰ مسلم و مشرک بلکہ ہر زندہ ہب ملت از بر کامل شدہ و ہر کیے را یکہ  
 خواہ درسانید۔ اتحی میران سید احمد علیہ الرحمۃ کے اس مکاشفہ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اس  
 فرزند کا مسلک میں عشق اور شرب رضا و سلیم ہر کا اور ترف بحرت وہی ہو گا جیسا کہ خود حضور  
 نے متواتر فرمایا ہے کہ: ہمارا مسلک عشق ہے اور یہ کبھی ارشاد ہو لپٹے کہ: رضا و سلیم ہماری دادی  
 حضرت خاتون جنت کے گھر کی بزندی ہے۔ بلکہ اسی مناسبت سے اپنے جمل غلاموں کو لنجیری  
 تحقیق کے محبت کی پدایت فرمائی ہے چنانچہ فخر مبارکات کے ساتھ ہم کہ سکتے ہیں کہ آپ کے  
 تصرفات سے جمل غلاماً بازکاہ وارثی کے تلاوب بقدر استعداد محبت کے اثرات سے لفظی متأثر ہیں  
 اور اگر ناظرین غور رہا میں گے تو اس رسالے میں حضور کے اٹھائی سال کے  
 حالات و احوالات ہدایات و ارشادات کو مردم بخشن کمال کے جزئیات سے فالی شپائیں گے اور  
 یہی صورت تصریفات میں نظر آئیں گی کہ ہمیشہ طالبان حق کی پروردش مخلوط بمحبت ہوئی۔

اہمیت تو سب نے آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس پیشین گوئی کے مطابق اقطار عالم میں  
 حضور کی غلطیت و بخلافت کا نقابہ بجا اور لنجیری تحریک کے مختلف ممالک کے یا ٹانڈے مرادت  
 دور و دوراً زکوٹے کر کے آستادہ تیفیض کا شاندار پرکے اور علی حمایت وارثی میں پناہ گزیں مجھے  
 اور بلا تخصیص مذہب ملت میں کو حضور نے محبت الہی کی ہدایت فرمائی اور اس ہناءے  
 کامل کے ذیوفتن و برکات سے متغیر ہو کر ہزاروں کامیاب اور فائز الملام ہو گئے جن کے حالات  
 آئندہ بالتفصیل بھاڑس کر فرمگا۔ انشا راللہ۔

آپ کی غلطیت کا اقرار [آنہر میں میران سید احمد علیہ الرحمۃ نے اپنی پیشگوئی کو اس مضمون پر

ختم فرمدیکہ وہ فور نظر اسے حیدر احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے ہم عصر متبرین بارگاہہ احمدیت اُس کی رفتہ خلیلت کا اقرار کرنے گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور قبلہ عالم کے مرتب علمیا کا مشہور و معروف حضرات اہل حقائق و معارف نے اعتراف فرمایا جس کی صریحت مولیٰ فیضین سیریٹ شانش نے مختلف عذابوں کے تحت میں نقل فرمائی ہے اور صاحبِ مشکلہ تھا نے تریخ طور پر حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب قدس سرہ کے بعض ایسے ارشادات لکھے ہیں جو اس مکاشفت کے شاہد صادق ہیں۔

اور حاجی او گھٹ شاہ صاحب داریٰ جن کا اب دیرینہ غلاموں اور قدیم نظریں شامل ہے کیونکہ آپ ﷺ سے حاصل خرید داشت ہیں اور پانچ سال تک مستقل طور پر اس خدمت کے لئے مامور ہو کر غلامان داریٰ کے عوام کا جواب جھوٹ کرتے تھے آپ سالہ ریحات لائیں صفحہ ۲۳۶ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیاحت کے سالاں میں ان بالگیا تو پہلے حضرت سائیں کوکل شاہ صاحب کی خدمت باہر کتے ہیں حاضر ہوا سائیں میں صاحب قبلے جن کا عادین قوت میں شمار تھا شاید میرا باس دیکھ کر یہ تم فرمائی اور پر جوش اجھے میں ارشاد ہوا کہ: رسول کیم دا اور حاجی صاحب انیھیں ساڑھے نال آزد رہے اور مجھ پر یہ عنایت فرمائی کہ اپنے ایک طفیلہ کو حکم دیا کہ ان کو اپنے ساتھ کھلانا کھلاڑا۔

علی ہذا مولوی محمد سعیدی صاحب اتنی دیکیں وہ میں غلطیم آباد جن کو حضور قبلہ عالم نے پانہ دفعہ فرمایا تھا اپنا یہ واقعہ بیان کرتے تھے کہ حسب معمول ایک توارکو مدرسے والے مکان میں تھا کہ باؤ جناب فور الدین شاہ صاحب مجذوب ثالث سالک جن کو صبور بہار کامل اور صاحب حقائق جانتا تھا اس تھریض لئے میں نے چلے کے اور حصہ بیٹی کیا۔ آفاق سے دلوں چیزیں قبول فرمائیں اور بکمال شفقت ارشاد ہوا کہ مولوی صاحب آپ کہاں گئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مالک دود رجد آستان بیکی میلے دیوی شریف گیا تھا۔ فرمایا جو شافت ملت۔ وہ شریف خدا کا پیتا ایک نظر عنایتی قطروں کو دریا بنادیتا ہے مولوی صاحب نے سر کا سرگدالی میں اُسی کا دریا ہوا کر رہا ہے۔

اے طرح میرے قدیم عنایت فرما موئی فخر اصن صاحب سان آگہ فرماتے کہیں تھے  
پانے پر د مرشد حضرت محمدی شاہ صاحب مقصیم الہ آباد سے (بشاہ نیاز احمد صاحب بریلوی  
کے خلیف تھے) عرض کیا کہ جناب حاجی صاحب قبیل کی اس بست اپنکا کیا خیال ہے فرمایا حاجی صاحب  
مودان نصایس سے ہیں اور انہوں نے عشرت کی دشوارگر اور مزل کو ب بشات دستمال طے فرمایا ہے  
اور آج محبت کا فتحاب افسوس کے فینماں سے ہوتا ہے۔

اسی سلسلہ میں ایک دائرہ یہ ہے کہ حضور قیامہ مالم دودڑ سے نواب سعادق گلی خواص ممتاز  
داری ریس دیکنگ کے ہمان تھے۔ ناگاہ مجھے یہ حکم ہوا کہ مظفر پور بیاد اور دہلی ایک مکان کا انتظام  
کرو بلکہ ہم آئیں گے اور ایک شب ہاں رہیں گے میں فوراً روانہ ہوا اور سید علی حسین صاحب  
داری ریس پہنچا جواب مخوب شاہ کے ممتاز خطاب سے سرفراز ہیں اور شب رو روز آستانہ اقدس  
گی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ میرے ہمراپلے۔ آفاق سے مظفر پور یہی پہلے جناب اصغر  
ملی خاہ صاحب سے جو اس دیار میں بہت مصروف بر زگ تھے۔ ملاقات ہوئی۔ اُنی کرم مخدوم  
شاہ صاحب نے اُن کی بہت تعلیم کی گئی مجھ سے خلاف ادب سخت گفتگو ہو گئی۔ درستے رہے  
دیکھا کہ ٹڈیش پر استقبالی مجھ میں ہتر ملی شاہ صاحب بھی موجود ہیں اور بالکل کے ساتھ اس مکان  
تک آئے جو حضور کے قیام کے داس سے تجویز کیا گیا تھا۔ پھر رات کو اگر تدم بوس کے متمنی ہوئے۔  
میں سرکار عالم پناہ کے حضور میں لے گیا۔ شاہ صاحب موصوف نے لبٹش پہنچ کر کیاں  
ادب نہیں بوسی کی اور دہلی دستابتہ کھڑے رہے۔ حضور نے فرمایا۔ قاعدے سے رہو۔ درست  
لکال دیئے چاہیے۔ شاہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ آپ کا بھکاری ہیں مجال  
نہیں کر خلایت حکم گروں ہلاک۔ حضور نے خادم سے فرمایا کہ ان کو دو دربیں اور ایک تہبلند  
دیدو اور ارشاد ہوا کہ شاہ جیں اب جاد پھر ملاتا ہو گی۔

غرض یاں واقعات بکثرت ہیں فریب تربیت بارگاہ داری کے ہر ایک سلسلہ گوشے

ملے مصروف پہل شاہ۔

ضور کیجا یا سنا ہو گا کہ اکثر ہادیان راہ طریقت و سرستان بارہ وحدت لے حضور قبلہ عالم کی  
عقلت و علات کی علی الاعلان شہادت دی اور میران سید احمد علیہ الرحمۃ کی اس  
بیشین گوئی کا کام طور پر انہا ہو گیا اور جب اس اپنے فرمایا تھا دلیسا ہیں جنیل الشان فرنڈاپ  
کی پانچ بجی پشت میں پیدا ہوا۔

**جائے ولادت** | حضور قبلہ عالم کی جائے ولادت کے نتے مشاہدیں دیے گئے تھے اور اس کو  
تجزیہ فرمائیا تو ادھ میں ہمیشہ سے یہ قصیبہ حیثیت سے مدرج اور ممتاز اور درمذکور جگہ کیا جائی گی ابھیت  
بھی حاصل ہوا وہ بہت مشہور معرف علمائے دین آس سرزین پر پیدا ہوئے جن کے نام نامی سے  
ہر ایک اعلیٰ علم و اقتفیہ ہادیان کی تصنیف کے مطابع سے ان کا کمال علمی ظاہر ہوتا ہے بلکہ طبع  
اس سبی کو کیمیت علمائے شریعت ہمیشہ سے ازالعوم کی حیثیت حاصل رہیں آٹی طبع مقدس اور ابار  
بندگوں کے ذیلیں و برکت رشد و بہارت کی وجہ سے یعنی ہمیشہ طریق کا سر شپر ریاضا چنگی اکثر اسلام تھے  
ذرا ہے کہ ہر زمانہ میں یہاں ایک جنی حضور ہا لیکن قائم اہل نے یہ سعادت ابدی آس قصہ کو اور نویزی  
فرمایا کہ خالق عالیٰ کے عاشق صادق نے پہلے تدم آس سرزین پر کام اور آپ کے مدرج عالیہ اور مراتب جبلیہ کے  
باخت دنیا کے بڑے مقدسیں اس مقدس بلطف کی شرافت زبان نہ خلاائق ہو گئی۔

اکثر عمر حضرات دیوبی شریف اور حضور صاحب العین بزرگ اور سماوی و احباب التقطیم خوازادیوں  
لئے فرمایا ہے کہ جب حضور قبلہ عالم کی ولادت با سعادت کا زمانہ تدبیب آیا تو اپنے کی والدہ مکرمہ  
نے مختلف اوقات میں عجیب غریب رفاقت لاحظہ فرمائے جن کا صراحت لگا شکر کرنا اس  
لئے مجھے مناسب معلوم نہیں ہوا کہ حضرات رoshن خیال میری آس جماعت کو ارادت کا بخش  
اور عقیدت کا غلو متصور نہ فرمائیں۔ باس لحاظ اس حارجی حیثیت کے رسالہ میں دی ہی مضمون  
لکھنا بہتر سمجھتا ہوں جو ایسے شکوک و خبیثات سے مرتا اور عام پسند ہوں۔

گوکری مسلمہ می کہ نادر الوجود اور عدیم التغیر مسنتیوں کے محبوبی حالات بھی غیر ممکنی و احتمالی  
بہت زیادہ مبندا اور ممتاز اکثر بافق الغفرت بھی ہوتے ہیں جلال اللہ جن کو یہم عجیب و غریب کہتے

ہیں وہ ان متعدد نعمتوں کے درجات عالیہ کا آہل اور صفات جلیلہ کے برکات و اثرات کی روشنی بھوتی ہے جس کے تواریخ سے ہم علماء ہر ٹینوں کو تحریر فوجب ہوتا ہے۔ میں اگر اپنے حضور پر آئندہ من آیات اللہ کے حقیقی مصداق ہیں ان کے نہاد اجلال کے زمانہ میں بعض حیرت خیز ایات کا نہاد ہوا تو یونیورسیٹیاں سے نہیں بلکہ یونیورسٹیاں ہی کے لئے کافی قوی اور ارادتمند تھیں اور وہ سب قابل تسلیم ہیں۔

**سال ولادت** ایک سال زادت میں مؤلفین سیرت داری کا اختلاف ہے صاحب الحمد لله العظیماً تحریر فرمائے ہیں کیم رمضان ۱۴۳۷ھ میں حضور قبلہ عالمی اپنے ذمی صفات قدم میختلت لزوم سے اس خاکابن عالم کو سفر نہ فرمایا اور موافات "سیامت دارت" تحریر فرمائے ہیں کہ ۱۴۳۷ھ میں آپ کی ولادت با سعادت ہوئی اور حکیم صفتی میں صاحب موافع جملہ دارت صفحہ ۵ میں ارتقا مفرکتے ہیں کہ یکم صفر النظر ۱۴۳۷ھ میں آس منہر انوار الہی نے دنیا کو منور فرمایا اور موافع الوارث نے لکھا ہے کہ ۱۴۳۷ھ میں آپ منصہ شہود پر طبلہ افزوں ہوتے اور سیدنا علی صاحب رسول پوری نے خمینہ سیر اسادات، قمی مکتبہ ۱۴۳۷ھ میں نگارش فرمایا ہے کہ ۱۴۳۷ھ میں وہ متولد کے کامیں خلوت عدم سے جلوت عالم میں آشریت فرمایا اور فضیحت شاہ صاحب داری رئیس بانی پر پور پڑھ مونگیر نے حضور کا سال ولادت ۱۴۳۷ھ فرمایا ہے۔ اور حضرت معرفت شاہ تھاںیں ریسی شریف و قدیم غلام نگار بارگاہ داری فرماتے تھے کہ ۱۴رمضان ۱۴۳۷ھ میں وہ دریمہ مدفن افزوں بنیع عالم ہوا اور پر محیم صاحب جد نوی شریف کے میرا شندل میں سنتے گا آپ کا طبقہ اعلیٰ میں شمارہ تھا۔ تکمیر میں حضور سے زیادتی انہوں نے ایک مرتبہ پہلی بار مذکور فرمایا۔ کہ آپ ۱۴۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور خان بہبود مولوی نہال الدین احمد صاحب رئیس یونیورسٹی جن کو اپنے نہال کی طرف سے نسبتاً نقرب خاندان بھی حضور سے حاصل تھا۔ وہ فرکتے تھے کہ میرے حساب سے آپکا سال ولادت ۱۴۳۷ھ یا ۱۴۳۸ھ ہے۔

لیکن بنابر شاہ نفضل حسین صاحب داری سجادہ نشین حضرت شاہ محمد عبد المنعم قادری کنور المعرفت قدس سرہ فرماتے تھے کہ ۱۴۳۷ھ میں ہمارے سربراہ داری مرتضی کا

ظل صمایت سائیگن ہوا اور مدرج الشان دیل یہ پیش فرماتے تھے کہ میں نہ پانے نہ بروکر ہے  
ستا ہے کہ میں بھائی غلام علی صاحب داری شرف گھسینے میاں سے پارسال تپوٹا ہوں اور یہ گھسیت  
بھائی پارسال سرکار عالم پناہ سے چھوڑتے تھے۔ اس حساب سے میں آٹھ سال عمر میں حضور  
قبلہ عالم سے چھوٹا ہوں اور میں نے بعض خانگی حبات میں اپنی پیدائش کی تحریکات کا ذکر  
دیکھا ہے کہ میں ۱۲۳۳ھ فضل سلطان ۱۲۷۴ھ میں پیدا ہو اہوں۔ لہذا میری پیدائش سے  
آٹھ سال قبل حضور کی ولادت ہوئی تو وہ ۱۲۷۴ھ ہجری ہوتا ہے۔

ترینہتے کہ روزیات مذکورہ میں اس اختلاف کا بڑا سبب یہ ہو کہ سال ولادت کے انہاں  
میں خود عالم دین دیوبی شریف کے بیانات مختلف ہیں اور وہ بھی انکے بغیر سند و توالہ کے۔ شاید  
ابتداء میں حضور کا سال ولادت ضبط تحریر میں نہیں آیا کیونکہ اسی تحریر کا کسی روایت میں ذکر نہیں  
پھر جس وقت حضور کے بعض ہمراز العبدید حیات تھے اس زمان میں بھی آنکھیں نہیں کی  
گئی عرصہ داڑ کے بعد جب یہ خیال پیدا ہوا تو اس وقت کے میر اور ممتاز حضرات سے انکا شذینہ دیا  
تیاسی سال ولادت مولفین نے جو ستادہ قلبیند کیا اور چونکہ اس کی تصحیح دشوار یا کوئی مخالف ہوئی اس لئے  
اس کا محال کر کریں اہمیت سے خالی نہ تھا کہ کون روایت ان میں صحیح اور مصدقہ ہے بظاہر  
روایت معتبر معلوم ہوئی مولفین نے دسی نقل فرمائی۔

الزمن اب مجھ کو بھی وہی صورت اختیار کرنا چاہتے ہیں جو دیکھ مولفین کرچکے ہیں کہ روایات  
مذکورہ کو یہ نظر تاہل دیکھوں اور جو روایت بلحاظ اسناد مصدقہ معلوم ہو اسی روایت کے مطابق  
سال ولادت نگارش کروں۔

لہذا میرے خیال میں اصل اجنب شاہ فضل حسین صاحب باری کی مصدقہ روایت  
کو زیادہ مستند اور مدلل کہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ اول روشنہ صاحب مدرج الصفات کی ذات  
شخصیت اور مشتری امتیاز اور گاہ داری کا تقریب اور تقدیم خدمتگزاری کا شرف اسکے تفصیل ہر کہ  
ہم پاکی بیان کر دیت کو صحیح ہائیں۔ قوم یہ کسال ولادت بیان کرنے کے لئے شاہ صاحب پر

کام مرہ بنا تھی متأخرین کے بیان سے بہت زیادہ دقت ہے۔ سوم یہ کہ آپ کے والدین کا عکسی  
لائق بیان کرنا۔ اس کی صحت میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ عورت بزرگ پائیے بچوں کی عبر سے کافی  
داقت ہوتے ہیں جو صفا یہ مہم بزرگ تو حضور کی تقریب ولادت میں شریک ہوئے ہوں گے۔  
چہارم یہ کہ پہنچا سال پیدائش غائبی حساب کے کافی نات میں دیکھ کر پھر اس حساب کے حضور کا سال  
ولادت ۱۲۳۴ھ ثابت کرنا اس روایت کی صحت کے لئے نہایت توی اور بین دلیل ہو سکتی  
ہے لہذا میر امیر اس یہ ہے کہ اس روایت کی بنیاد پر اگر حضور قبلہ عالم کا سال ولادت ۱۲۳۴ھ صحیح  
مان لیا جائے تو بے جانہ ہوگا۔

اس روایت کی صحت کا مؤلف جلوہ دارث نے بھی اقرار کیا ہے اور صفحہ ۱۰۵ میں بائی  
الفاظ تحریر فرمایا ہے۔ تمیال فضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت شاہ رحمۃ اللہ علیہ  
نزیماتے ہیں کہ میں حضرت سلطان الادلیا سے آنحضرت میں سال چھوٹا ہوں میری پیدائش ۱۲۳۴ھ کی  
ہے۔ اس حساب سے حضرت سلطان الادلیا کی ولادت ۱۲۳۴ھ میں ثابت ہوئی ہے اور  
یہ قول صحیح اور مستند ہے۔

لیکن لائق مؤلف نے اس روایت کو رد کیا اور قابل اطمینان دیکھ کر صحیح اور مستند فرمایا  
اور شاہ فضل حسین شاہ صاحب سے سرکار عالم پناہ کا آنحضرت میں تحریر کیا جو یعنی امر  
تحماد مگر آنکھ بند کر کے شاہ صاحب موصیہ کا بیان ایسے سیاں عبارت سے تلبین کیا اک  
جو اپنی نظیر آپ ہے کہ شاہ صاحب کی پیدائش ۱۲۳۴ھ میں تحریر کی ہے اور سرکار عالم پناہ  
کی ولادت ۱۲۳۴ھ میں بھگارش فرمائی ہے۔ یہ اتفاق عظیم کوچھ میں کوڑا، اور بڑے کوچھ میا  
کر دینا یہ آپ کے زور تلمیں کی شان ہے جس سے تالیفات میں بنیاب کے ذوق سلیم کا انہصار  
ہوتا ہے۔

غرض جناب شاہ فضل حسین صاحب کی اس روایت کو اکثر حضرات نے مستند مانا  
ہے لیکن یہ بحث تھوڑی صراحت کے ساتھ لائق ذکر اور قابلِ لحاظ یہ ہے کہ طبع باعتبار ایک

روایات کے جناب شاہ نصیل حسین صاحب ارشی علی الرحمتی مصطفیٰ دردایت سے حضور قبۃ عالم کا سال دادوت ۱۳۲۴ھ تھا ہتھ تباہ ہوتا ہے آئی طرح منتشر نہیں صاحب ارشی شائیں دی آبادی کا یہ لکھتا کہ سرکار عالم پناہ نے ۱۳۲۴ھ میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے خاندان رضا عالم کو سفر فراز فرمایا۔ صحیح اور مستند معلوم ہوتا ہے مگر ہر دردایت میں تکوڑا نہ انتیاری ضرورت کہ دہدیہ کی منتشر صاحب موصوف نے ۱۳۲۴ھ کی روایت بغیر کسی سند اور تزال کے تحریر فرمائی ہے۔ اور صاحب مددح الشان کا ارشاد علاوه آپ کی ذاتی تخفیت کے روایت مل لیں اور خانگی کامیابی کے حوالے سے ہے۔ مگر دیگر دعوات کو ملا کر غور رتا مل سے دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب تکفیر الاصنیعی کی نقل کردہ روایت بھی قابلِ ثوثق دامت بر سکتی ہے

مشائی مسلمہ ہے کہ حضرت حاجی سید خادم مل شاہ صاحب قدس سرہ الفریڈ کا دعال ۱۴۵۷ھ  
میں ہوا جس کامیں سیرت ارشی نے الائق اقرار کیا ہے بلکہ بعض دیگر مصنفوں نے بھی تاریخ  
خدمتم علیہ الرحمۃ کا سال دعال بھی تطییر فرمایا ہے اور اس میں بھی زیادہ انتساب نہیں ہے کہ بعد تو  
سیوم حصہ قبلہ عالم کی دستار بندی ہوئی اور اس دستاپ کی عرضہ لفڑی چڑھ دیا ہے سال کی  
تحتی اس مناسبتے دیکھا جائے تو ۱۴۵۷ھ میں سے پندرہ سال تقریباً کرنے سے دہی ۱۴۳۷ھ باتی  
رہتے ہیں جو صاحب تختۃ الصوفیا نے آپ کا سال دلا دت لکھا ہے۔

بلکہ حضور قبلہ عالم کے ایک ارشادت بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سنتہ میں آپ کی ہر شریف پنڈہ سال کی تھی پنا پنچ پہلے سفر جازیں بھی کے مشہور تاجر سیدنا یوسفؑ کریاں جہا زاری کا ذکر، مسٹر ابراهیم میں کی بعیت کے وقت جو بانگی پر، میں آیا۔ تو سرکار عالم پناہ نے ارشاد فرمایا۔ اس وقت ہماری عمر نزدہ سال کی تھی۔ جس کا خصلت نکرہ سفر جاز کے سلسلہ میں آئندہ آئیگا۔

اہنہ اس اب کیا جائے تو مصروف تبلیغ عالم کے اس ارشاد سے بھی آپ کا مصالح دادت دبی ظاہر ہوتا ہے جو موافع تختہ اللاص غینہ نے تحریر کیا ہے اس دلستہ کا سب کا تناق ہے کہ پہلا سفر حجاز رجی الشان ۱۲۵۴ھ میں ہوا جس میں سیدنا یوسف ذکر یا کامداد اہل و عیال کے حلقہ پر چکش

ہبنا اور تاروں اُنیں بھاڑ خدمت ہمانداری کرنا مذکور ہے اور سب ارشاد اس وقت آپکی عمر شرابی پندرہ سال کی تھی پس بارہ سو تین میں سے اگر پندرہ تقویٰ کئے جائیں تو باتی بارہ سو ایکس تھے وہیں میں اس نے صاحب تھنہ الاصفیا کی یہ روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ حضیر زبانہ عالم کا کام ردادت شمسی ہے۔

غرض روایات کا مطالعہ کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سبب اس اختلاف کا یہ ہے کہ عصر کے بعد جب سال دلادت کی تفتیش کی گئی تو اس وقت کے مسیحی حضرات نے اپنی اپنی شنیدہ معلومات کا جوان کے حافظہ میں محفوظ رکھی اٹھا کر دیا۔ مگر اس اختلاف کیسا تھا یہ بھی نہیں لکھتے ہیں کہ ہر یک روایت کا راوی ایسا تقدیر اور ممتاز ہے جس کی وجہ سے اس کے لحاظت سے کسی روایت کی ثابت عدم صحبت کا خیال بھی نہیں کر سکتے۔

علاوہ اس کے روایات کی صحبت اور عدم صحبت کی تھیں کہ ابوجہ بیجنڈ نانے کے اب آں تک اہم اور دشوار ہے کہ شاید کسی کو اس کوشش میں کامیابی نہیں ہو سکتی اور نہ کسی کا محاکمہ فلیٹ صحیح مانجا سکتا ہے بلکہ میرا یہ غرض کرنا کہ جناب شا فضل حسین صاحب کی فرمودہ روایت اصل اور مستند ہے اور حضرت قبلہ عالم کا ارشاد ملنے سے تھنہ الاصفیا کا نقل کردہ سال دلادت بھی صحیح معلوم ہوتا ہے ہرگز اس کا مسترد ارہنیں ہے کہ جملہ غلامان بارگاہ اور اس کو فیصلہ ناطق اور مکمل خواکم تصور فرمائیں بلکہ زیادہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے اور اسی میں آسانی بھی ہے کہ ناظرین روایات مذکورہ کو نظر غائر سے ملاحظہ فرمائیں اور ازٹے کے درایت جو قول زیادہ مستند اور صحیح اور قابلِ اطمینان معلوم ہر اسی کو اپنے آقائے نامدار کا سال دلادت قرار دے لیں۔

اس نے کہ سال دلادت کے اختلاف سے نہ ہمارے عمل میں کوئی خال آتی ہے اور نہ مشری پہلو گوکی قسم کا صدمہ پہنچتا ہے بھروسے کے کہم اپنی محدود اور کمزور معلومات کی وجہ سے صحیح روایات دریافت نہ کر سکے۔

آیام رضا عنعت اعلیٰ ہذا بھی مستند حضرات نے بالاتفاق فرمایا ہے کہ شاہ بے نیا کے آس میں

جانباز نے ہنوز دم عالم وجود میں آدم نہیں رکھا تھا کہ عشق کر شد ساز کی نینگیوں کا آغاز ہو۔ اس اب اپستلا اور سامانِ اخلاق جیسا ہونے لگے چنانچہ شکم مادر ہی میں معلمِ ذہبی نے ملک عثمان کا دستور عالم میا۔ تجربہ کا مل کے باب میں تعلقات عالم سے انقطاعِ عشقی کا سبب درکر و عقیل یا اللہ و علیہ السلام۔

کے روز صورتی دلکات معنوی تعلیم فرمائے تو حسب منشا حضرت انسا، قدر دار ارش مصلفوں نے پہلے عدالتی کی سنت تدبیر ادا کی ایسی پوربزرگوار نے ہمیشہ کے لئے دار القریبیں آنامتِ احتمال فرمائی اور یہ توہنال گلشنِ مرتفعوی حمایت پوری سے سبکبار ہو کر دیدار یا رکھ کئے سر کیف میدا رضا تسلیم میں آنے کے واسطے تیار ہو گیا۔

اور بعض حضرات یہ فرماتے ہیں بلکہ مؤلف مشکوہة خانیہ کلہی خیال ہے کہ حضور قبلہ عالم کی عمر تقریباً بدو سال سے کچھ زیادہ تھی کہ عالم اس اب میں عافیت کے الاباب مسدود ہو گئے۔

شفیقت باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور اس درتیم کی صفت کغوش مادری میں نشووناہنے لگی۔

لیکن غیور شاہد حقیقی کو یہ بھی منتظر ہوا کہ ہمارا ناش شارضی طور پر کبھی کس اور سے ناؤں ہو گیا۔ پھر اس سال کی عمر تھی کہ یہ تمہارے آغوش مادر ہر بیان سے کنارہ کش ہوا۔ اور حکم الحکمین نے اس خالوںِ محظی کو دسرے عالم میں بلا لیا۔

اس حادثہ جاہکاہ کے بعد حضور قبلہ عالم کی جدہ مکرم جناب سیدہ حیات النسا صاحبہ اپنے یہیم پرے کی ایسی کیفیں اور مصروفت پروٹھ ہر ہیں کہ یاد جو ہر بیان دای کی خدمت کے آپ بھی ہر وقت یعنی نفسِ نفس خدمت ذمگان فرمائی تھیں بلکہ حضور کے درگز اعزاز بھی آپ کے حیرت انگریز عادات جن کا زمانہ رضا صاعتم سے اٹھا رہا تھا۔ دیکھ کر گردیدہ ہو گئے تھے۔ اور اسیں کافیں ہو چکا تھا کہ یہی ضرور گزیدہ خدا اور صاحب مقامات علیا ہے کیونکہ عام بچوں کے حالات سے آپ کے عادات بالکل جدا گانہ اور بہت ممتاز تھے۔ جیسا کہ دیوبی شریعت کے معزز شخصیں کا بیان ہے کہ ہماری بزرگ مستورات جب حضور قبلہ عالم کے عہدِ عشقی کا ذکر فرمائی تھیں تو تعجب کے ساتھ کہتی تھیں کہ ایسے خصائص کا بچہ دیکھنا کیا اُسنا بھی نہیں!

چنانچہ آپ کی عادات کی نسبت مستند صفات کا بیان ہے کہ درد نو ش نہیں  
یہ امیاری شان تھی کہ بجز دست معدنیہ کے آپ دیگر اوقات میں رغبت نہیں فرماتے تھے اور وقت  
محدود پر نوش بسی فرماتے تو عام بکون کی طرح جلد بدلدا اور بھر لکے نہیں بلکہ اطمینان کے ساتھ ان  
مقدار میں کم ہوتے تھے جس سے آپ کے صبر و سکون کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔

علی ڈبلوں دریا نکل کی یعنیت تھی کہ ضرورت کے وقت ایسی بگرگزار آزاد سے اشارہ کر کے  
نہ کر دایم خبردار ہو جاتی تھی اور پاسی اس طبق تمام نوع ضرورت کرالیں تھیں چنانچہ آپ کا بسراہ بیساں غیرہ  
ہمیشہ صاف لور سنجاست آلو ہونے سے محفوظ رہتا تھا اور بوقت رفع حاجت چہرہ اقبال  
پر حجاب آمیز کیفیت طاری ہوتی تھی اور اس وقت آپ سہرا طہر جبکا لیتھے تھے۔

یہی غیر معمولی صورت مولے کے وقت دیکھنی لگئی ہے کہ اداں تو آپ سرتے ہوئے بہت کم  
تھے اور جو کچھ سوتے تھے وہ بھی غفلت کی نیزند نہیں بلکہ بیدار خوابی کی صورت میں کچھ خود صہ  
تک آنکھیں بند رہتی تھیں اور جب بیدار ہوتے تھے تو یہ ہو سے نہ نیند کا خامہ معلوم ہوتا  
تھا اور نہ آنکھوں پر غزوہ دیگی کا اثر اندر آپ ہمیشہ ہنتے ہوئے بیدار ہوتے تھے۔

نہ تمام بول کی طرح آپ رہتے تھے بلکہ زیادہ غاموش رہتے تھے اور اکثر خاموشی کے وقت  
چہرہ اندس کا نگہ متنیز ہو جاتا تھا اور آنکھوں سے انتظار کی کیفیت نہیاں ہوتی تھی اور  
جب تک آپ کی یہ حالت رہتی تھی۔ زیختنے والوں کو اسکی جڑات نہیں ہوتی تھیں کیونکہ پسی جا  
مخاطب کریں بلکہ غزوہ تحریر اور شیشہ ہو جاتے تھے۔

اکثر شب ماہ میں آپ چاندا درستار دل کو اس طرح بنوردی کھٹتے اور مسکراتے تھے۔  
جس سے صاف ظاہر رہتا تھا کہ قدرت الہی کی صنعت گوناؤں کی حیثیت میں سیر کر رہی ہے۔  
غرض یعنی بے غریب حالات؟ عادات دیکھ کر آپ کے محمراء آپ کی تخدم کرنے لئے  
لوحیں قدر آپ کی عمر زیادہ ہوتی تھیں اسی تذریز آپ کے عادات کی غیر معمولی شان بر منی تھی  
اور اسی کے ساتھ مزاج ہمالیوں میں آزادی اور بے پردازی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ جس کے

جب آپ کی عمر شریعت قریب پانچ سال کے جویں تو حضور کی دادی صاحبہ نسیم اللہ کی اُمیمہ نہایت اولو المزنی سے کی اور مثابات رائے خانہ افغان ایک قابلٰ ملم آپ کی علمیم کے دامنے تھے کیا۔ جو طبیعت کو عادی کرنے کے خیال سے وقت نو قضاۃ قادرہ بنداد کی پڑھاتا تھا اور زیادہ وقت آپ کے ساتھ رکھنے میں صرف کرتا۔

کھلی بھی آپ کے ایسے تھے جن میں حقاۃت کی صفت اور لہیت کی شان تھی اور جن سے پیغماڑی چود دسخا، ہبھو عطاہ انہار ہوتا تھا چنانچہ کھلی کی صورت میں آپ کا ایک مشتمل یہ تھا کہ لوکتی نامی ایک حلایت تھا۔ اس سے روزہ آپ شیرینی خرید فرمائکر بچوں کو تقیم کرتے تھے چنانچہ جب کبھی برسیل تذکرہ آپ کے ہبھو عطاہ کا ذکر آگیا تو اکثر حضور نے متبرہم بولن سے پارشا فرمایا ہے کہ ”ہم بچوں میں دادی کے مسند و قبھے میں سے اشرفی یا ردبیہ جوں جانا نکال لائے تھے اور لوکتی کو دیکھی فرمائش کرتے تھے کہ اس کا ایک بتا شاہم کرنا داد۔“ دہ ایک بتا شہ سینی کے ہمراہ بتا تھا۔ ہم اس کو تور توڑ کر لاؤ کوں کو تقسیم کرتے تھے اور دادی کو جب پنیر مرمتی تھی تو وہ بچائے ختا ہونے کے خوش ہوتی تھیں۔

یہ بھی مستند حضرات سنبھلیتے بزرگوں کا مقولہ بیان درزیا ہے کہ اکثر حضور قبلہ عالم بچوں کو اپنے پاس بٹھا کر کھلی کے پریا میں دنیا کی نہست اور تجھبہ الہی کی ہدایت فرماتے تھے۔ اور یہ بھی آپ کا شخصیں شغل تھا کہ محلے کے غراء و مسکین کو نقدی بھی تقسیم کرتے تھے اور جب بچوں کو پہنچنے اور منہ لود پہنچنے کے کپڑے دیدیتے تھے تو بہت زیادہ خوش ہر تھے۔

آپ کی یہ ملکیل القدر عادات، جن کا کشیل کے پردہ میں انہمار ہوتا تھا۔ ان کو نظر غافر سے دیکھا جائے تو بغیر کسی تادل کے نتیجہ یہ نہ کہتا ہے کہ ادائی عرصے آپ نے مال دنیا کو تنفر کی نظر سے دیکھا اور بجا ہے اس کے کثر کوئی نائدہ امکانیں اس کو معصوم بچوں اور ادائی عرصے پر تقسیم کیا۔ کیونکہ آپ کے والدین کامتر و کجر بہت فتحی سر برائے تھا۔ اس کے مالک فی الحقیقت آپ سنتے ملک اس غیتو و ارشیت اوث مرتضوی شانے اس کو اپنی بکت میں رکھنا پسند

بُنْدِیں کیا بلکہ اس سے خلائق فدا کو نامہ پہنچانا اور خود و مدنیت میں عالیٰ اللہ و نبی نہیں  
پر عمل فرمایا۔

حضرت کی صیغہ سنی کے یہ مشاعل ہو بنا لہر کی سلسلہ کی تکمیل میں ملے۔ عوام درج تھے۔ آپ کے  
علیٰ مرتبت کی نشانیاں اور آپ کے ستر کامل کے بدلے تھے۔ یونگ نگر چوپ پر بزرگانہ تھے  
کہ زاخن اللہ کے ساتھ محبت اور یہ نعرض سدر ک اور انکی اکلیف کو رفع کرنا مال دنیا سے منتفع نہیں  
سمولی باتیں نہیں ہیں بلکہ آپ کی حضرت جلالت کی تین دلیل ہے کیونکہ حضرت ہوفیہ کامنے  
بالاتفاق فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عاشق صادق کی شخصی میں علامت یہ ہے کہ خلائق نہ کو  
ترجم کی نظر سے دیکھے اور انکی مشکلوں کو رفع کرے اور ان کا ہمدرد اور سچا بھی خواہ ہو۔

چنانچہ مصر کے مشہور حدیث اور فیضہ اور عدنی المام البداری امام بیہقی علیہ السلام  
نے اپنی مستند کتاب طبقات الکبریٰ جلد اول کے آخر حصہ میں شیخ یادو گیرین ماحلا عالیہ الرحمہ کا حج  
سال توی صدی کے میاند پایا یہ صونی تھے۔ قول نقل فرمایا ہے کہ دنگان رضی اللہ عنہند  
یَقُولُ مَنْ أَحَبَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمْحَبَّ تَلْكَ مَا كَانَ مَسْبِبًا لِّيَقْتَلَهُ۔ یعنی جس کو اللہ  
کی محبت ہوگی وہ ہمارس چیز کو جس کا سبب ہو۔ اللہ ہے دوست رکھے گا۔

چونکہ محبت کا خاصہ ہے کہ جس چیز کو محبو سب سے اضافی نسبت ہو جو گردہ چیز چیز کا کیش  
یا کلیفت رسال ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی عب صادق کی نظر میں بھائے تحقیر کے اس کی قوتوں میں  
ہے اور اس کیش چیز کو لطیف اور اسکی کلیفت رسال کو راحت جادا ان جانتا ہے۔ بعض آس  
خیال سے کاس کو محبو سے نسبت ہو جناب کے مشہور ہر کہ جنوں نے سگ لیا کی پاؤ سکی کی۔

چہ جائیکے انسان جس کو حضرت احمد بن جلال سے حقیقی نسبت ہے کہ اس کی تقدیم  
کامل کلبے مثل نمونہ اُس کی صنعت خاص کا مکمل مجبر ہے جسی کہ خلق ادم مغلے صوت سایہ  
کے طریقہ اُستیاز سے آراسہ اور تکھٹے نیتیلے وین رُزجنی کے شرف اختصاص سے  
سر فراز ہے اور درحقیقت جو اسرار الہی کا خرمیہ اور اوار حضرت داجب الوجہ

کا ائمہ نہ ہے اُس کی تکلیف دو احمد کا نیال تو ماشقان شام۔ حقیقی کا خصوص انصار العین اور صرف اس نسبت سے کہ یہ بستہ صفت ایزد کی دلپذیر تھوڑی ہے اسی کو تشریف کریں اور دیگر علیہ الرحمۃ نے مبلغ فریبا کہ جو پیر محبوب سے منسوب ہوا اس کو عاشق صادق دوست کرتا ہے۔ پری راز حضور کے مشاہل مذکورہ میں مستر ایسا کیونکہ آپ ازل سے مالکِ عین حقیقی ہیں اس مناسبت سے دنیا میں اگر پہلا کام دیکھا جو معاشقول کا عاصہ ہے تو ان الشک ہر مددی پر آمادہ ہو گئے اور جس کی جو حیثیت تھی اس کی آئی اعتبار سے امداد فرمائی۔ بچوں کو بزرگان خفقت سے شریش کھلانی۔ مسکین کے ساتھ بے غرض سلیک کیا جن کے تقبیب اصلاح پریرکھتے۔ ان کو محبت الہی کا سبق دریا چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ آپ کی صفرنی سی محبت یا انتکار کر صاحب ہید و رافت اور فائز المرام ہوتے ہیں۔ الحاصل یہ حضور کے عشقی کامل کیا یہ صفت لازم تھی جس کو ہم کھل کرنے کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔

الغرض اس عاشق زرداں کی عمر تشریف ہیں جب اس قابل ہوئی کہ یادا عده تعلیم ہو تو آپ کی دادی صاحبہ نے جو حضرت امیر علی شاہ ساھب سجادہ نشین حضرت شاہ دلایت محمد عبد الشعم قادری کنز المعرفت علیہ الرحمۃ کی خوش عقیدہ مرید ہمیں پر تجویز فرمایا کہ میں اپنے پوتے کو قرآن شریعت پانے پر درمود سے پڑھوادیں گی تاکہ موجب برکت ہو۔

تعلیم علوم ظاہری [چنانچہ جتاب شاہ فضل حسین صاحب ارجمند زیب سجادہ حضرت شاہ دلایت محمد عبد الشعم قادری کنز المعرفت فرماتے تھے کہ جب آپ کی جدتہ ملکتہ نہ ہے اتنے پڑے خلوص و عقیدت اپنای ارادہ ظاہر کیا تھیا صاحبہ نان کی یہ خواہش اس وجہ سے بخوبی منتظر فرمائی گی ان کو خاص طور پر حضور قبلہ عالم سے محبت تھی اور اکثر فرماتے تھے کہ یہ صاحبزادے خلق خدا کے بہت بیٹے رہنا ہوں گے اور تمام عالم میں نکے نام کا ذکر لکھ بجے گا۔

الحاصل چھا صاحب سے آپ نے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا۔ روزانہ اس اونچی شان سے آپ تشریف لاتے کہ بڑی تقطیع کاٹتی اور جسم کا مجید جنہیں جزویں میں گزارتا ہو۔

سرپر کھے اور دلوں ہاتھوں سے اس کو بچائے جوستے تربیت اگر تبسم اپن سے چھا صاحب کو  
سلام کرتے تھے۔ ادا دیکھ کر وہ فراست تھے کہ تم نہ سیاں اتنا بار اتران شریف کیوں لاتے تو کن آپسیں تھے اُن  
لداری امور سے لاتے اور سبق پر عکاری شان سے مکان والوں جاتے تھے اور پھر بخان پر مطالعہ نہیں کرتے تھے  
بلکہ مستورہ تحاکر گزشتہ تہنائیوں پر تھیکر کسی گھر سے خیال میں حوار و متنقہ پہتے تھے مگر اپنی خداداد  
ذمانت سے دسال کے اندر آپ حافظ القرآن ہو گئے اور یعنی ابتدائی تباہیں بھی نکل گئیں۔

لیکن آپ کی بیداری کو ترقہ کایا خیال تھا کہ میرے تینیم پوتے کی تعلیم مکمل اور سچے یہاں پر ہم  
اُنیں سما ظاہرے خود وہ مدد حاصل فرمائے آپ کو ہمیشہ قابل ملٹیوں کے پر در فرمایا جیسا کہ صاحب مُشكّوہ تھا یہ نے  
بعض ملٹیوں کے ہامے گزائی اپنے راحت لکھنے میں بگری توں بہت سُندھ کر کے مولیٰ الامام علی صاحب  
علیہ الرحمۃ سائیں قصہ سر کر پڑھ لیا تھا کہ جن کا اس دیار میں مقدس اور ابرار نزد گورنیں شمار تھا  
حضرت قبلہ عالم کو ابتدائی کتبے رسیک اعلیٰ تعلیم دی ہے کیونکہ ملادہ دیگر مستند دروازیات کے خود دھپر نے  
اکثر فرمایا ہے کہ "مولیٰ الامام علی صاحب نے ہم کو اس طرح پڑھایا کہ جب ہم پڑھتے تھے تو نہایت  
شفقت سے پڑھاتے تھے اور ہم وقت ہمارا طلب گھبرا تھا تو کہتے تھے کہ جاؤ گیسلو۔" اور یہ بھی فرمایا ہے کہ  
کہ مولوی علام علی صاحب نے ہم کو اپنا لیا تھا کبھی ہاتھے دست لینگ بناتے تھے کہیں شہابین سنت  
کے واقعات بطور تقدیر اس نے بیان کرتے تھے کہ ہمارا دل بیٹلے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ مولوی امام  
علی صاحب خوب نہ گز شخص تھے مگر ہماری تعلیم کرتے تھے اور جب ہم کہتے تھے کہ مولوی صاحب آپ  
تو ہمیں استاد ہیں تعلیم کیسی تو کہتے تھے کہ صاحب زادے میں تو ظاہر ہری ملم کا علم ہوں اور تم نلتی اللہ کو یقین  
کاہم نہ رکھ۔ جناب ہموی الام علی صاحب کا بدل ایجاد ہو کر ایک ذمہ دار کی تعلیم ریزی کا خاص  
سبب تھا کہ ادا تو خود بدل دل اور باطن شناس تھے دم ہم تو یہاں الام کے بعض عادات و اتفاقات ایسے تو غیر بیں  
دیکھے گئے کہ وہی صاحب میوح نے اکثر آپ کی دلوں صاحب سے کہا کہ یہ صاحب زادے کیتے عہد کے سند یافتہ ہیں  
معلم تھیں نے ملتم تغفاری فرمائی ہے جو بغیر تھاد پڑھائے آئا ہے اُن کو ظاہری تعلیم کی حاجت نہیں یہ  
ذمہ دار کو وہ بہت پڑھائیں گے جس کے سنبھے میں انسان کا فہم و ادراک قائم ہے۔

لیکن حضورؑ کی اون صاحبہ تہشیر یعنی نوابی تھیں کہ مولوی صاحب بعد امکان کو شمش فرائیے اور جتید برپیں اُنھیں آئندم کے آباد اجدا باد جزوی نہ رہت اور صاحب حق اُن و مجاز ہر نیکے علم نہاہن کے بھی کما عنداہ رہتے یہ لکھا نہیں کیسا دنگار بلکہ سید ازاد کا پڑغ ہر اس لئے میری خواہیں یعنی ہے کہ اسکی علمیں میں کتابیں نہ ہو۔ نرض ہر لوگ صاحب محب صوفی بکال احتیاط انہیں نہیں کہ اور شد کے نہایت دلبوئی سے اپ کو پڑھاتے تھے اور حضور کو بھی پڑھنے کا شریعت تھا اگر اضطرار طبیت کی جس سے دیر تک مسلسل نہیں پڑھتے تھے لیکن ذہانت کے ساتھ پڑھ کر قوت حافظہ بھی تھی اسی لئے وہ چار مرتبہ پڑھنے سے سبق یا درہ جلا تھا۔

چنانچہ مغم حضرات کی مستند روایات سے ثابت ہے کہ اسی دوران میں جواہر مات عشق باتی تھیں کا انہمار ہر الٰہ ہر زار آپ کی عمر شریعت سات یا آٹھ بار بدواستے دس سال کی تھی کہ حقیقی کرشمہ اُن شاہ بے نیاز کو پر مشارکت بھی ناپسند ہر ہی کرجذہ گورمہ کے سائی عاطفت میں اپنی اشتوترا ہر لہذا انسنا شاہ صفا و قدر آپ کی دادی صاحبہ نے اس دارفانی سے عالم جادوال کا سفر فریما اور بھجوئے۔ "العشش ناک" تحریق ماسٹوی المتعجب پر تعلقات ہر ہجرات سے انقطاع قطعی ہوا۔ بقول مولانا علیہ الرحمۃ عشق آن شعلہ است کر جوں بر فرخت ہرچہ ہر معشوی باقی جملہ سرخست

اب سمجھرات خاتی کائی نات بظاہر کری شفیق نثارن حال نظر اس لئے ریوی شریعت کا تیام منہ۔ نہ بھجا اور آپ کے حقیقی ہبندی حضرت حاجی سید فاہم علی شاہ صاحب اعلیٰ اللش مقامہ آپ کو کغمٹھ لاتے۔ اور علمیم کا ساستل بدستور قائم رکھا بلکہ علاوه دیرگراستادول کے بعض کتابیں آپ نے حضرت بلند شاہ صاحبی سرہ الغزیز سے بھی پڑھیں اور خود حضرت حاجی سید فادم علی شاہ صاحب بھی جو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دلمبی کے ذارغ التحصیل شاگرد تھے آپ کو نہایت دلبوئی سے پڑھایا۔ لیکن کسی مستند روایت کے بصر احتیت یعنی معلوم ہر اک اس سرفت سالہ علم کا آخری تصحیح کیا ہوا اور بظاہر کہاں تک آپ نے پڑھا کیونکہ بعض حضرات یہ نہ راتے ہیں کہ آپ نے ذرا غامل کیا ایضن کھلوں ہے کہ کتب سیدہ قریبا اشتام تھیں کہ جوش عشق نے بے توارکی اور اکڑا دفات اسست عزال جالت نہ نہیں گلی چنانچہ سدلہ علم منقطع ذرا کار آپ نے سیاحت ملک عرب کا خصد کیا۔ بلکہ بعض

مترشدین کا یہی خیال ہے کہ آپ لے چند ابتدائی گتائیں پڑھ کر بمسدان سے  
مامقیمان کوئے دلداریم رُخ بِ دنیا دینِ خمی آریم

تعلقاتِ نیا سے اخراجِ زمیل اور ایجادِ عالم میں نیارت گئیں شفیعین کے شوق میں حضور نے پاپ یادہ سفر کیا۔  
لیکن حضور قبلہ عالم کے بعض حالات اور اکثر ارشادات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو علمِ ادب  
میں عبور اور فیردودی میں کافی و سناگاہ نہیں بلکہ علاوہ علمِ شریعت کے ویجگر علومِ دفون کے  
بھی آپ ہر تھے مثلاً آپ نے ابتدائی تعلیم کا یہ نقشہ اکثر بیان فرمایا ہے کہ جب ہم نے کافیہ  
شرع کیا اور مولوی صاحب نے کہا پڑھو: الْكَلِمَةُ لَفْظٌ وَ تَوْهِمٌ نَّهَا حِبْ كَلِمَةٍ أَيْكَ لَفْظٍ  
ہے تو اس کا پڑھنا ضروری ہے ایک لفاظ پڑھ کر ہم کیا کریں گے؟ اس ارشاد سے صاف ظاہر ہے  
کہ آپ نے عین میں فوجِ شروع کی اور سبق کے طور پر کافیہ پڑھا۔

علی ہذا ایک تربیہ کا یہ واقعہ ہے کہ حضور قبلہ عالم باکی پوری سبیس مولوی سید شفیع الدین  
والانی کے ہبہان تھے کہ مولوی لطافتِ حسین صاحب ارشی مسئلہن فیض چورہ شاخ منیجہ جو ادب اور حقول  
میں کامل و سناگاہ رکھتے تھے عین میں لیک مظلوم تعمید کہہ کر لائے ہوئے زیرِ زمین شحرِ طیہ ہے تھے  
کہ حضور نے تعمیدِ اُن کے ہاتھ سے لے کر بے تکلف پڑھنا شروع کیا اور وہ درست لغات اور  
استعارات بیسنست میورفت نے نظم کئے تھے ان کی تعریف کی اور فرمایا تم نے بُری قابلیت  
صرف کی ورنہ یہ محاولات اہل زبان ہیں اور کوئی نہیں۔

اس واقعہ سے حضور کی ادبی استعداد کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ایسا ساختہ تعمید و برجمة  
اور بینی تکلف کے اس احوالی کے ساتھ پڑھنا اور لغاتِ عرب سے کہ محق، آگاہی اور محاولات  
عرب سے اس تعمید و تغییف بجز فہمی اور درست المظہر شخص کے ہوئے ہیں سکتی۔

یا کبھی سبیل ہنگار کی ایسے کریمہ کا ذکر آگیا تو آپ نے بامحاورہ الفاظ میں اس کا ترتیب کیا  
لو رمحہ شانِ زرفل اس کی تفسیر بیان کی اور دیگر مفسرین کے احوال سے اہمیات فرمایا یہ کہ وہ مرد  
دیگرات بیان کئے جن کا علم سائین کو پہنچنے تھا۔

ایک مرتبہ بابی اگٹ شاہ صاحب رائے اور ساندھا شاہ صاحب دادی کے محکمہ اس ملے  
سے حضور قبلہ عالمگیر جناب میں اس ہمچوں نے یہ عرض کیا کہ فصلِ حجۃُ ادنیٰ پیش میں  
کیا ذریعہ ہے ارشاد ہوا کہ اس مسئلہ میں صوفیت کے کام کے ساتھ قریب تریب جد مقتدر ہے ملکہ غنیٰ  
کا اتفاق ہے کہ ہمارے سال تا آبِ صدر مکی تظمیمِ راجب ہے اور اہلیت رسول اللہ کی محبت غیر  
ہے رادر آئیہ مورثِ نَّبْلَ لَا أَنْسَكَ اللَّهُ عَلَيْهِ أَجَدْ لَا لَمُوَدَّةَ فِي الْقُرْبَانِ کی تولادت  
فریانی۔ پہلے قصیٰ ترجیح سمجھوا۔ بعدہ محمد شان نزول اس کی تفسیر عرصت کے مبنی نکات فرائے  
ایک مرتبہ چودہ بھری طاعت میں صاحبِ امنیٰ ریس رام داد پلیس سیناپور کے یہاں حضور  
ہمان تھے اور یہ صحیفہ بھی ہمراہ رکاب تھا اور ایک مولوی صاحب بھی جو شاید اہم حدیث تھے۔  
پہلے سے دیاں تعمیم تھے انہوں نے اپنے خیال کے طالبی رسول مقبول علی اللہ علیہ دالہ زلم کی  
جلیل القدر شان میں آئی۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ مَرْسَلٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ کے نواسے مدادات  
ظاہر کی یہ سن کر وہاں کے دیگر حضرات نے بھی اختلاف کیا اور میں نے بھی درستہ کیا مولوی صاحب جی  
اس مسئلہ میں گفتگو کی مگر مولوی صاحب نے کسی کا مذکور نہ کیا جب آں مباحثہ کی اطلاع،  
حضور کو ہوئی تو فرمایا کہ مجیسے اس بخش کے مولوی صاحب سے آئی تدریک ہدیہ کا فی تحاکم آپ کی پیش کردہ  
آئی کیسی دوسری صحیح تواریخ بالغتہ لعنی مین الصیلہ میں ہے جو آپ کے دعویٰ کے صدر منانی ہے۔  
یہ اتفاقات شاہد ہیں کہ آپ کو علم تواریخ و تفسیر میں کافی چارٹ ہمارتے تھے۔ اور مفترضہ میں کے احوال  
ابر تھے جو اپنی فطری ذہانت اور قوتِ حافظہ کی زیین و ملک بھی ہے کہ باہر چورہ سال کی عمر میں  
چور پڑھتا ہو کہ پھر کسی مد تدریس کا اتفاق نہیں ہوا اور اسی سال کی عمر میں اسکو بیان کر دیا۔  
معہذہ الگ بھی کسی حدیث کا ذکر آگیا تو بغیر غور و تامل بخواہ اسکا الرحال اس کی صحبت ملائی  
محنت میں آپ نے برجستہ گفتگو کی مادہ دوسرا حدیث سے استدال فرما کر اس مسئلہ میں ایسا نام  
نیصد کیا جس سے سامنے ملنے ہو گئے۔

ایسا بھی ہوا کہ کس اختلافی مسئلہ کو حضور سے دریافت کیا تو بکمال شرحِ اصطلاح مذہبیہ

کے اقبال کا خواہ الدیکھ فرمایا کہ اس مسئلہ میں المام بالصنف کا یہ مذہب ہے اور امام شافعیؓ کی یہ رائے ہے اور صفات صوفیہ فرماتے ہیں۔

یہ بھی دیکھا ہے کہ حضور قبیلہ عالم اہل عرب سے سلیس عربی میں اور اہل ایران سے بیکن اور مولان کے ساتھ فارسی میں باہمیں کرتے تھے۔

الیصل اس مضمون کے واقعات بحثت ہیں جنکو باظن فناور دیکھا جائے تو اپنے ناشلانہ ارشادات سے آپؑ ملی تحریر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ علوم ظاہری میں ضرور فنا رکھنے کا تعلیم اور صاحب تھیجت اور دستیح النظر تھے۔ کیونکہ آپؑ کی معلومات بجا ہے خود ایک تھیجت عالمگیر حیثیت رکھتی ہے۔

بہر کمیٹ آپ نے نذر غ عامل کیا اور تریس نزار غ آپ کی تعلیم ہوئی اس میں نجحت کی ضرورت ہے اور نہ ہمارا ہے مثلاً ہے کہ آپ کی ظاہری تعلیم کا چوہ مسیار ہو۔ اسی اعتبار سے آپ کے بتعلقوں میں کافی نہ کریں اس لئے کہ حضرات صوفیاء کرام اور اولیاء حنفیام نے بالاتفاق اور سلسلہ طور پر فرمایا ہے کہ مقریمین بارگاہ حضرت الحمدیت جبل جلال کو اس وجہ سے علوم ظاہری میں بھی کپڑی افتیت بلکہ کامل عبور ہوتا ہے کہ جب سرکار مسیدہ فیاض سے ان کو علم باطن جس کو اصطلاحات صوفیہ عین لیت دیتی اور تشریفیت اولیٰ کہتے ہیں تو وہ بگزیدہ حق ظاہری درس و تدریس کے عین حادیہ رہتے۔ بلکہ بغیر تعلیم و تربیت مشق و مذاہلت بھیت تقویت علم معنوی جبل علوم و فنون پر حادی اور متصرف ہو جاتے ہیں اور بوقت صورت جب اُن طوم و فنون کا ذکر آ جاتا ہے۔ تو اسی تصریح اور تشریح سے ان کی توجیہہ فرماتے ہیں کہ ان علوم و فنون کے بہترین ماہر مسلم تجھے ہیں کیونکہ یہ عالم دنیون الگ بنیاد پر ہیں تو یا طی علم بمنزل روح کے ہے۔ عالم علم ظاہری اہل تن اور اہل علم باطن اہل دل محبوبین حضرت ذوالمنون ہیں۔ بقول مولانا علیہ الرحمہ س

علمہا سے اہل دل حمال شان      علمہا سے اہل تن اہمال شان  
علم چوں بر دل نہیں یا رے شود      علم چوں بر تن زندی یا رے شود

گفت ایزد تیخیول، آستارا  
باد پاشد علم کان نیود ز هر ۱  
تیوش اصانی کن ازاد صفات نمود  
تیپینی ذات پاک صاف نمود  
بینی اندر دل علم انبیاء  
بینی کتاب و بی میدار استا  
بے صحابین راحادیث در ذات  
بلکہ اندر مشرب آب حیات

پنچھڑے حضرات صوفیائے کرام نے علم کے اقسام و مدارج میں بھال صراحت فرمایا ہے  
کہ علم کی تین قسمیں ہیں اول علم شریعت جس کے تواضع و ضوابط درج سفینہ ہیں اور تحصیل اس کی  
مشق اور کوشش پر مرتوق ہے جس کی تکمیل سے دینی صفات اور ذیروی صفر دیانت کا  
انحصار اور ہدایت و خذالت کا امتیاز ہوتا ہے اور اس کا سن دکمال، ذرستی احوال  
و احوال سے ہے۔

دوم علم طریقت جو تعالیٰ رکھتا ہے تکمیل صفات نفسانیہ و روحانیہ سے جہت تخلق  
بہ اخلاق الہی اس کا علم دمرشد کامل ہوتا ہے اور اس کی آمیزم بغیر تحریر و تصریح ہوتی ہے  
اور اس کا متعلم بے قوت پشم و گوش پڑتا اور سمجھتا ہے۔ اسی علم کی نسبت مولانا علی الرحمن  
نراتے ہیں مہ

آں طرف کے عشق میں افزودہ بوجنیشہ شانمی ڈر سے نحمد  
سکون علم حقیقت یہ علم میں معرفت حق ہے اس علم کے ذریعہ سے سالگ اسماں صفات  
حقائق و معارف حضرت رب قادر دلیم سے آگاہ ہوتا ہے جس کے حصول کی دو صورتیں  
ہیں ایک کہ سالگ کو بغیر استدلال ذریان صرف مشاہدہ اور ایکان سے نیتم حصل ہوتا ہے  
اس کو علم ذوقی دشغی کہتے ہیں۔ دسری صورت یہ ہے کہ بے تال و تخلق اور بغیر و استدلال  
پر دردگار عالم کی جانی سے علم حاصل ہوتا ہے اس کو علم دہی و دلمنی کہتے ہیں۔ اس علم کی  
نسبت یہ کہنا صادق آتھے ہے

علم آں باشد کہ جان ننگند  
مرد را باقی دیا میند گند

حضرت عازفین آئی ملک کے عالم اور آئی علم کے برکات اور اثاثت سے جملہ عالم و نبیون پر قادر  
و مصروف ہوتے ہیں۔

چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ صدر قبلہ عالم علاوہ ملک شریعت کے جس کی بنیاد تعلیم ہوئی تھی دوسرے  
آن فنون پہلی صادق اور ان کی حقیقت سے کما حد تبدیل رکھنے جن کی تحسیل کا کسی رایت میں نہ کریں  
اور نہ کوئی تربیت ہے مگر جب کبھی ان فنون کا تذکرہ آتی تو ان کے انکمل و قواعد آئی طور پر دست  
سے بیان فرمائے کہ ان فنون کے ماہرین نے اقرار کیا اک آپ کو کافی ہمارت اور کامل پستگاہ ہے  
جس کی وجہ یہی تھی کہ آپ کو وہ علم منجانب الشریفیں ہوا تھا جو تنہائی علوم و فنون کی حملہ ہے  
اور جس کا عالم جملہ علوم و فنون پر قادر اور مصروف ہوتا ہے اس لحاظ سے ضرورت نہیں معلوم  
ہوئی مگر تحقیق کیا جائے کہ علم ظاہری میں آپ نے تکمیل فراہی یا نہیں۔

بیعت طریقت [العرش یہ روایت متواریات سے ہے کہ چھ سات سال مسلسل آپ کے لاغر  
نے علوم ظاہری کی تعلیم میں پولہ اعتمام فرمایا لیکن جس تدریس پر نے تعلیم میں ترقی فرمائی۔ اسی تدریس  
جو شیعہ رضا فرزند ہوتا گیا جسی کہ قریب تریب بروقت و بعد ای میں حالت اور استغراقی کیفیت  
وہ ہنسنے لگی طبیعت تھیا کی پسند ہو گئی۔ اکثر غیر امداد متنہات میں آپ تمام شب ذکر و اشغال  
میں مصروف رہتے تھے۔ جب حضرت حاجی خادم علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مزاج  
ہماں کو نظر کی جانب زدہ، ملک دیکھا اور حسب سنت مشائخین نظام آپ کو سلسہ قادر یہ  
وہ چیز میں داخل فرمایا تو آپ کا سینہ لے کیمہ جواز سے حوالی دعا رفت کا گنجائیں تھا۔ پیران  
طریقت کے فیضان سے اور زیادہ مصنفوں و محققوں ہو گیا۔ فرقہ شاہزادیتی کے ناقابل برداشت اثاثت  
سے اضطراری کیفیت پڑ گئی۔ رات دن یہ تواریہ ہنسنے لگی۔

وصال حاجی خادم علی شاہ اسی دو ران میں حضرت حاجی سید فادم علی شاہ صاحب حب  
صاحب علمیہ الرحمۃ کی طبیعت ناساز ہوئی۔ پہنچنڈ مشہور اور حاذق امباٹانے  
اتفاق رائے سے علاج میں بہت کوشش کی۔ مگر بجاۓ افات کے مرض میں یہاں فیروں

تلہ ہی تکنی آئندہ سعیل نبلاں بڑھ کر مرض الموت ہو گئی اور تاریخ ۱۲ صفر المظفر ۱۴۵۲ھ  
کو جدابہر سے طاہر روح پرستوں نے پرداز کیا اور داخل جوار حمت ایزدی ہوا۔ ایٰ اللہ  
کیلما آئینہ راجیحون۔

صح کو علار اور مشائخین اور شہر کے دیگر عادیں اور اعزاز اور مسترشدین جس ہوتے بجانب  
اکبر شاہ صاحب اور بعض دیگر مقدس حضرات نے غسل دیا اور بکمال ترک و احتشام جنازہ  
امحایا گیا اور محلہ گولانج میں سپرد مزار اقدس کیا گیا۔

بعض حضرات نے تاریخ دصال ۱۳ صفر ۱۴۵۲ھ تحریر فرمائی ہے۔ لیکن منشی شیخ بوعلی  
صاحب تعلق دار درمیں دلوی شریف حضرت خادم علی شاہ صاحب کے تنفس میں ہبھی  
تھے بلکہ اتمدائی حالت سے خدمت تیارداری میں مصروف رہے اور تاہیات بقید  
مرشد برحق کا قتل کر کے رہے۔ وہ فرماتے تھے کہ میری یاد و اشت میں لکھا ہے کہ ۱۴ صفر  
۱۴۵۲ھ سے ہبھی کو آپ کا دصل ہوا۔

رسم دستار بندی | تیسرے روز ترم فاتحہ خوانی ہوئی۔ دوسرا شہر اور مریدین دیگر مقدسین کے  
علاوہ علی ۱۷ دین و حضرات مشائخین کا بخوبی اور بعد ناتحریخانی کے رسم دستار بندی کا اسلام  
پیش ہوا اور مولیٰ مٹاچان صاحب نے جواب کے لئے نگرانے کے ہتھم بھی تھے۔ نظری کشتنی  
میں ایک ستارہ گھنکھنچا جلسہ کے روپ پیش کی اور عرض کیا کہ آپ حضرات کو جو اس کا اہل معلوم  
ہواں کو یہ خلعت مرحمت فرمائیں۔ چنانچہ نبیرہ حضرت غوث گو الیاری ذیز اکبر شاہ صاحب  
نے اس منصب کے واسطے حضور قبلہ عالم کو تجویز فریایا اور دیگر مشائخین نے بھی اس نئے  
سے اتفاق کیا۔ اور اس پیغمبری کو حضور کے فرقہ الور پر مشائخین عظام نے اپنے مقدس  
ہاتھوں سے باندھا۔

یہاں تک دستار بندی کا واقعہ مندرجہ ایات اور حضور قبلہ عالم کے ارشادات  
کے مطابق ہے۔ چنانچہ صاحب مشکوہ حقانیہ نے صفحہ ۱۲ میں آئی مندرجہ بالا مضمون کیا۔

قدر دضاحت کے ساتھ نقل فرمائی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ باوجود اس سراحت کے اہل واقعہ کے لحاظ سے یہ قصہ ہنوز ناتمام ہے۔ شاید پوسے واقعہ سے آپ کو اطلاع نہ تھی یا کسی مصلحت سے اس واقعہ کا آخری حصہ نظر انداز کیا گیا۔ کیونکہ حضور قبلہ عالم نے یہ قصہ ہم دکمال اور متواتر ارشاد فرمایا ہے جس سے خدام خاص اور دلیلی شریف کے متواتر حضرات الٰہ درینہ حلقة گیوش کا حصہ دافت ہے۔

علیٰ بُنَار سالہ مجلوہ وارث کے قابل مولف علیم صفت علی صاحب دہلوی نے صفحہ ۶۰ میں اس واقعہ دستار بندی کی دو صورتیں دکھائی ہیں ایک صورت توہینی ناتمام صورت ہے جو صاحب مشکراۃ حقانیہ نے نقل فرمائی ہے کہ برادر سویم مقدس اور برلن زیدہ مشائخین نے حضور قبلہ عالم کے فرقہ الوبی پکڑی باندھی اور وہ مسری جدید صورت مؤلف موصوف ضغطہ ۱۷ میں یہ اتفاقام فرماتے ہیں کہ بمقدار مولف و نیز دیگر صاحبان مثل شیخ حسین صاحب نمبردار مرض سادہ مؤصل بارہ بناکی حضرت سلطان اللادیانی نے بتذکرہ خلافت فرمایا کہ، سناں اپوت خروج پوشی ہم کو درکرتے پہنچنے سے گئے ملک قادریہ، دوسرا چشتیہ جب میں بازاریں سمٹ بھالا ایک کرتے کباچی کو درکر کباب کھالیا اور دوسرے لحلوائی کو دے کر شیرنسی کھالیا۔

ترکیب عبارت کے قطع نظر چونکہ لفظ کرتہ پوشی قبل اس کے نہیں سنی تھی۔ اس جہت سے غیر ماوس ضرور معلوم ہوتی ہے۔ لیکن کہ جلد درینہ حلقة گیوش اور بارگاہ داریں کے زیادہ حاضر باش لورڈ لوی شریف کے مقتدر رئیس اور قدیم خدمتگزار بلکہ خدام خاص جو آج تیجہ حالت ہیں ان کے کان لفظ کرتہ پوشی سے آشنا نہیں ہیں حالانکہ یہ واقعہ دستار بندی انہوں نے حضور قبلہ عالم کی زبان مبارکہ کے متواتر سنا ہے۔

لیکن اتفاق سے مؤلف موصوف کی نقل کردہ اس روایت کے بھی بعض اتفاقات اس صحیح اور مستند روایت کے تھنھیں مضاہین سے ملتے ہیں جو قتل میں نگارش کرتا ہوں۔

خاب شاہ فضل حسین صاحب داری زیر بسجادة حضرت شاہ تاج عبید الشتم قادری کنز الرثر

علیسا رتہ جو روی شریعت کے نعمادِ ممتاز اور ذی دجا ہست بزرگ اور حضور قبلہ عالم کے تدبیم  
خد منگار ملٹے گوش تھے اس تعریبِ دستار بندی کی نسبت اکثر فرمایا ہے کہ بحالِ شش نعام میں  
صاحبِ فن گھیٹے میاں جو حضور قبلہ عالم کے ہم مکتب ارشاد کھلیں والوں میں تھے اپنے والد کے  
ہمراہ سیدی حضرت حاجی خادم علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے فاتحہ سوم میں لکھنے کئے تھے جو بخوا  
گھیٹے میاں بھجوں اور کچپن میں بے تکافٹ تھے بعد رسم دستار بندی کے حضور سے کہا کہ اس قوت  
کتاب کھلنے کو دل پاہتا ہے حضور نے کبابی سے پار پیسے کے کیا بخیری فرمائے جب کبابی  
نپیے طلب کئے تو آپ نے فریا کپسے تو ہمارے پاس نہیں ہیں کبابی نے کہا اگر پیے نہیں  
ہیں تو انکل عرض کریں اور جزدیبی بخجئے حضور قبیله عالم نے دی دستار جو بھال اعتمام آپ کے سر  
اندھا پر باندھ گئی تھی اتار کر کبابی کو دیدی اور فرمایا کہ اپنے پیسوں کے بجائے یہ نہ کبابی  
خیلعت فائزہ پا کر مسرد ہرگیا اور اس دستار کو ترز جان بنایا۔

حقیقت یہ ہے کہ عاشقال جان باڑ کا غاصہ ہے کہ اس اب نبود نہ اس سے بہیشہ احترازِ علی فرماتے  
ہیں اور اس کے نتائج میں موجودات میں مستخفی اور بے نیاز ہوتے ہیں۔ لقبِ حافظ شیراز علیہ الرحمۃ ہے  
گلے کوئے تو از ہست نہ ملتی ہست اسی بینہ تو انہر دد عالم آزاد است

بلکہ اس نجف نے بھی اس نہ کیا کبابی کو اپنی صغری میں دیکھا تھا اور اس کا مذکور حضور قبلہ عالم  
سے بھی عرض کر کچا تھا کہ میں اس خوش نصیب کبابی کا درہ شناس ہوں۔ اس لحاظ سے میری حاضری کے  
وقت جب اس کبابی کا ذکر آتا ہے تو حضور مجھ سے فائدہ ہے کہ فرمائے تھے کہ شیدا کمنے تو اس کبابی کو دیکھا ہے۔

چنانچہ جس زمان میں بہت کثرت ضعف و قربت چار کی بھی سیاحت موروث فرما کر حضور دیوبی  
شریعت میں قیام پزیر تھے تو ایک دوسرے متشردین کا مجمع تھا حضور قبلہ عالم نے تھا کہ پنج منگو  
صاحبِ داریٰ ریس ملادلی صلح میں پرسی سے جو آج دفارشاہ کے ممتاز نظاہب سے موصوف  
مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ حاجی خادم علی شاہ (علیہ الرحمۃ) کے سیمیں جب لوگ جمع  
ہوئے تو مولوی متنا جان نے ہم سے کہا کہ آج تمہارے بگڑی بندھے گی ہم نے کہا کہ پڑی

ھمگرا ہم نہیں جلتے۔ انہوں نے دھکایا کہ کثیر میں ایک پیڑی اور بہت سے روپیں سکھیں یہ بھی  
کہ ہم نے ذل میں کہا کہ یہ نقد بمال اتحاد آئی کا تو خوب خرچ کریں گے۔ لیکن مخفی میں لا کر پیڑی تو ہمارے  
سر پر باز صحتی گئی اندھہ روپیں گھر میں بیچ دیتے گئے۔ جب توال ہر قلی کی تو ہم اٹھ کر چلے آئے گئے  
لے کہا چل کر کتاب کھائیں ہم نے چار پیسے کے کتاب سلے کتابی نے پیسے لے گئے۔ تو ہم نے پیڑی لٹا کر  
مے دی اور کہا پانچ پیسوں کے بدلے میں اس کو لے لو۔ گھر میں آئے اور ہمہ شیرہ نے یہ حال نا  
تو کہا تو معلوم ہو گیا کہ تم سید و اڑہ کا نام خوب دش کرو گے۔

غرض حضور قبیر عالم کی دستار بندی کا داقعہ بھی اپنی نوعیت میں یکاں ہے اور اس قدر مشہور  
ہے کہ اب اس دیوبی شریعت تو پہنچ بزرگوں سے سن کر عام طور پر دافت ہیں اور غلامان دانی میں  
وہ ارادتمند ہن کو دیرینہ شرف حضوری حاصل ہے یا جن کو سعادت آستان برسی اکثر لصیب ہوئی  
ہی اور شرف حاضری سے مشرف ہو اکرتے تھے۔ انہوں نے تو خود حضور کی زبان فیضِ توحیان سے  
یہ قصہ تپھیل اور متواتر ضرور سنا ہے کہ یونکر اکثر حضور اپنی دستار بندی کا داقعہ بیان فرماتے تھے اور  
کتابی کا ذکر تو اسے جواب آگئیں اندازِ قسمِ بول سے کرتے تھے کہ شانِ محبوسیت کا الہما رہتا تھا۔

سلسلہِ ردِ مداریت | لیکن جس طرح چار پیسے کے عرض گزار بہا اعلنت دیکر کتابی کی پڑش  
فرمائی اسی طرح خاص و عام کی امداد و دستیگری آپ کا خاص مشغله تھا اگر غرباد ماسکین کے ساتھ  
مالی سلوک کرتے تو طالبین حق کی رہنمائی اور بکمال شفقت ان کو خبتوں کی بدایت فرماتے  
تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی طیل عرصے میں سینکڑوں اولاد تمند دخل سلسلہ ہوتے اور بعض خوش  
لصیب آپکے تصرفات سے صاحب دید دیافت ہو گئے جتنا پچھ میرے زاددما جد کو بھی اسی  
دوران میں تمغاٹے غلامی مرمت ہوا۔ حالات کی بظاہر وہ ذمی اکاعنہ اور بہت متشرع شخص تھے۔  
اور عمری اوتیں سال کی تھی ..... مگر ان کی ارادت کا عجیب نقصہ ہے۔

چنانچہ اللہ ناجد ہے اپنی ارادت کا داقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ حضرت حاجی سید زادم علی  
شاہ صاحبؒ علیہ السلام کی روحانی شخصیت کا پیونکر شہر و تھا اس کی ناطقیستی میں بھی بظیر نیاز مندی

اُن کی تقریب سیوم میں شریک ہوا۔ بعد ناخدا خزان کے دیکھا کہ نہایت و تبرہ اور غایت جس میں ایک توکرہ صاحبزادہ کے سرائد پر متعدد مشائخوں نے پڑھی یادی باندھی۔ نیرسے دل پر ان ساتھیوں کی عنعت دجلات کا غیر معمولی اثر ہوا۔ ارادہ کیا کہ مصافحہ کر دل مگر عجب جس ایسا درد رہا ہوا کہ تو قریب نہ جاسکا اور مکان والپس آیا لیکن اس کا یقین کامل ہرگیا کہ یہ ساتھیزادہ برگزیدہ خدا ہیں اور ان کے پڑے میں کوئی بڑی قوت کا رفرہا ہے۔

چند روز کے بعد انھیں صاحبزادے کو مامن بدوا میں یہ فرماتے تھے کہ ”ہماسے پاس آیا کہ ملی الصراح حضیل قدوسیؒ کے شوق میں گھر سے چلا۔ جب مسجد پل تسبیل کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ صاحبزادے مسجد سے برآمد ہے اور میرے سلام کا نہایت انسانی سے جواب دیکھ رہا کہ ”مہر دم آتے ہیں“ ہوڑے عرصہ میں زنانِ محاسن کے سے دندک چھپی اور ایک لکڑا ہاتھ میں لے تشریف لائے اور لکڑا مجھ کو میں کرا شاد ہوں اک تھوڑا ای دد۔ حسب الحکم کنکوں کی ڈور پر کرہنور ۱۰،۱۵۰ قدم گیا تھا کہ مسکرا کر فرمایا ”اب ڈور نہ پر لے۔“ اس منحصر محلہ کا میرے قلب پر ایسا گہر اثر ہوا کہ اشکبار قدموں پر گرا۔ اور عرض کیا کہ بند دستگیری فرائیے کے میں کمزور ہاتھوں سے آپ کی ڈور نہ پھوئے۔ آپ بیٹھ گئے اور میرا ہاتھ پر بیکار فرمایا۔ کہہ۔ ”ہاتھ پر ہاتھوں پیر کا۔“ میں نے یہ جلد ادا کیا تو آپ نے ہاتھ تھوڑ کر چند ہاتھیں کیں اور فرمایا ”جاؤ۔ دنیا کے طالب نہ ہونا اور خدا کی محبت میں بندگان خدا کی بقدر امکان خدمت کرنا اور قلب کی نیڑائی اور انسان کے شمار سے غافل نہ ہونا۔“ اور پھر اپنے محلہ پر میں تشریف لے گئے۔

میں حسب نہایت مکان تو دلپس آیا مگر دل کا تقاضا تھا کہ میں پڑے رہو اور انہیں کی دلپڑ صورت کو جو تقدیت کی محتمم تصریح ہے دیکھا کر۔ بلکہ اسی خطراب کی وجہ سے ذرا نہ خدمت والا میں حاضر تھا تھا۔ ایک ہفتہ کے بعد آپ نے یہ پردش فرمائی کہ غیر بخوبی تشریف لائے اور ہمایوں الدو کوئی افضل سلسلہ فرمایا اور بتا کیا در شاد ہوا کہ ”ایک صورت کو کچھ طو۔ تھی

صورت یہاں بھی تمہارے سابق ہے گی اور قبر میں بھی اسی کا سامنا ہوگا۔ اور حشر میں بھی اسی کو کیجوں۔

والحمد لله نائل سچے کہ اسی زمانہ میں دارالخان صاحب داروغہ سلطان حسین صاحب علی  
دارالخان صاحب، مولیٰ امیاز علی صاحب فرخ آبادی، شاہزادہ فواب جہانجیر ممتاز صاحب بھی  
حلقة علمی میں داخل ہوئے اور ان کی ارادت دعیت کے واقعات بھی عجیب و غریب ہیں۔ (جن  
کو یہ ذکرہ منع نہیں نگارش کرے گا)۔

سفر حجاز کے مختصر حالات [غرض آخر ریح الاقل] تک رسیدہ ہدایت کا مسلسل جاری رہا  
اور متعدد بندهاں فدا کو حلقة گہرائی ہونے کا شرف حاصل ہوا اور شروع ریح الثانی میں حضور قبیلہ  
عالیٰ دیوبی شریف تشریف لے گئے۔ اور بزرگوں کا متعدد کائنات البیت پہنچے غریب اہل محلہ فیز  
ساکین کو تعمیم فرمایا۔ اور جملہ جانبدار زینداری اور کتابوں کا بیش قیمت ذخیرہ اعزاء داحباب کو  
دیا۔ اور ملکیت کے کاغذات تالاب میں ڈبو کر جب بجز ذات حضرت احمد ریت جل جلالہ دنیا کی کسی  
چیز سے آپ کو سروکار نہ رہا۔ تو "ا ریح الثانی شفیعہ مطابق شفیعہ" کو عازم سفر حرمین شریفین  
ہوئے۔ مریدین و معتقدین نے بہت اصرار کیا کہ ایسے دور روز سفر کے واسطے زادراہ کے علاوہ  
یک رفیق کا ہمراہ رکاب ہزنا بہت ضروری ہے۔ مگر حضور نے انتظام عالم اساباب کو قطعی ناپسند  
کیا۔ اور دَكْنَى يَا اللَّهُ وَكِيلًا فِرْمَكْرَپَايَا دَرَانَزْ ہوئے۔ بمقدار

حافظ چوتا در سرم عشق نہای

یہ رؤایت بھی مشہور ہے کہ حضور قبلہ عالم نے حضرت حاجی خادم علی شاہ علیہ الرحمۃ  
کو عالم رویا میں دیکھا۔ کہ سفر مکہ مظہر کا اشارہ فرماتے ہیں پس آپ کے شرق ہلقی کا اشتعال  
ہوا۔ تعلقات دنیا سے دست کش ہوئے — اور رج بیت اللہ کے نئے تشریف  
لے گئے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض جزویات کے سوا اس مقدس سفر کے جملہ حالات سے

کما حق اور با تفصیل واقفیت ہم کو نہیں ہے۔ کیونکہ جو داعیات ہندستان کے اندر رہنامہ ہوئے۔ ان میں سے چند مقامات کے کچھ عالات ان سالن الارادت حضرات سے تو خود منقول ہیں جو اس دوران میں شرف بیعت سے مستوثر اور خدمت ہمانداری سے مستقید ہوئے۔ اور وہ حالات جن کا دفعہ ہندستان کے باہر ہوا۔ ان کی نسبت زیادہ سے زیادہ ہماری واقفیت کا یہ محیا ہے کہ اکثر داعیات کا عرف ابتدائی حصہ ہم نے تسلیم کیا اور بعض کے میجر اختر کا علم ہے۔ اور کسی کے درمیان مضمون سے کافی آشنا ہے۔ مگر کوئی مکمل واقعہ مستند ذرائع سے لبراجت گوش مگزین ہیولاس لئے اگر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ سر زمین عرب کے مسلسل حالات اور مغلی داعیات گویا بصیرت اسرار پر وہ غایبین مستقر ہیں جن کا اظہار کسی خاص وجہ سے عام طور پر نہیں ہوا۔ اور اسی وجہ سے ہم کو اعتراف ہے کہ ہماری معلومات کا وائر بہت محدود ہے۔

جس کاظہ ہری سبب یہ ہے کہ ہم غلامان والی کواس مبارک سفر کے داعیات سے خبردار ہو سکتے کہ صرف دوسری ذرائع ہتھے۔ لیکن یہ کہ وہ شخص بیان کرتا جو چار سال تک بربر اس سفر میں حضور قبلہ عالم کے ہمراہ رکاب ہتا۔ اور دوسرا ذریعہ یہ یہ تکہ خود سرکار عالم پناہ ہر مقام کے عالات بالتفصیل بیان فرماتے۔ لیکن یہ دونوں ذرائع تقریباً مغفوڑ ہے۔

کیونکہ مستند روایات اور حضور کے ارشادات سے ثابت ہے کہ اس چہار سالہ سفر میں کوئی خالی مسئلہ طور پر آپ کی خدمت باہر کتی میں نہیں رہا۔ جو حضور کے ہمراہ یا بعد کو یہاں آئیں اور مختلف مقامات کے مفصل حالات سیان کرتا۔ بلکہ کوئی ایسا خادم بھی آپ کا نہیں آیا جو چند روزہ ہی نہیں خدمت سے مستین ہوتا۔ جس سے کچھ تو اس مقدس سفر کے حالات معلوم ہوتے۔

اویچھی خدام کے اسائے گرامی جو کتنے بیان کئے جاتے ہیں۔ تو وہ بغیر معتبر عالم کے ہیں۔ اسلائے دہ منتظر روایات قابل اطمینان نہیں۔ اور اگر ان کو صحیح بھی مان لیا جائے تو قریب ہے کہ راہیت شاید ان نوجوں کو خادم کے خلاستے موصوف کیا ہے۔ جو ایسے دشوار گزار راستے میں کچھ بوز کے دامنے ٹھوڑا ہم سفر ہو، ایسا کہتے ہیں۔ کیونکہ حضور کے کس ارشاد سے خادم

کا ہمراہ ہنا ثابت نہیں ہے اگر کوئی بحیثیت خالیہ ہوتا تو آپ اسکا ذکر کبھی ضرور فرماتے۔  
یا ایسا ہوا سو کہ آپ کے فیضِ عام کا حصہ کبھی بند قروہ ہا نہیں اس نے ممکن ہے کہ وہ خالیہ  
محاب تبلیغ عالم کے عام ارادتمندان میں سے ہوں اور ایک مندرجہ زمانہ تک دہشت فرست  
سے مستثنی بھی ہے ہوں۔ مگر وہ لوگ بھی ہندوستان والیں نہیں اُنکے یا آنکے بھی ہوں۔ تو  
کسی دور دراز مقام کے باشناختے۔ جو بعد مسافت کے لحاظ سے اس دیار میں نہیں اُنکے  
درستہ ضرور ہتھا۔ کاس مقدس سفرگی کوئی روایت تو ان سے ناقول ہوتی ہے اسی ہوا نہیں۔

اب ہی دوسری صورت کو خدا، حضور قبلہ نالہ پنے سفر کے مسلسل حالات، اور مغلصل  
و اتفاقات اور یقین دبر کات کے افسلے اور فضیلیں آخر نونات کے قصہ بیان فرماتے۔ تو وہ سرانجام  
سرایہ معترتب بھی ہوتے اور آج ان کے لعل کرنے میں بہت زیادہ آسانی ہوتی۔ لیکن یہ آپ  
کی سادگی پسند طبیعت کے منافی ہتھا کیونکہ مزان ہمایوں کو مندرجہ شہرت سے قطعاً نظرت نہیں۔  
علی الخصوص و اتفاقات سماں کے اطباء میں متناہ کوش کمکش بھتی کیا نہ از طبیعت تو اس کا  
متقاہی کیا کہ اس دادخہ کا ہرگز ذکر نہ گئے جس میں اپنی عظمت و جلالت کا اشارہ بھی ہو اور حیثیت  
حال یہ کہ آپ کے اس سفر کا ترتیب ترتیب کوئی واقع دیا نہیں جو غیر معمولی ہے ہو تو ایسی  
محنت اور عالی خیال ہستی کو کیونکہ گوارا ہو سکتا تھا کہ خود اپنے و اتفاقات جو عجیب بکہ عجیب ہے  
اور خارق عادات سے زیادہ روشن اور جلیل القدر ہوں۔ ان کا ہم علماء کے سامنے  
حرف بجرت اعادہ فرمایا جاتا۔

بلکہ اس مقدس سفر کے و اتفاقات پر موقوف نہیں ہے۔ آپ کے مخصوص عادات میں  
اس عادت کوئی خصوصیت کے ساتھ مثار ہے، کہ اپنے کوئی غیر معمولی واقع مغلصل اور  
بسراحت نہیں فرماتے تھے۔ اگر کبھی بسبیل تذکرہ کسی عجیب غریب واقعہ کو ہے؛ مگر آپ ایسا  
بیصدان "گفت آید ر حديث دیگران"، آپ اسی قصہ فرمائے اس قصہ کو ختم کر دیتے تھے  
کہ ایک شاہ صاحب تھے انھیں نے ایسا کیا۔

اسی طریقے سے کثیر ایسا ہوا ہے کہ سفر جیاز کسی دانخواہ کا ذکر آگیا۔ اور سلسلہ تغیریک  
لمااظہ سے کوئی حدتہ اس دانخواہ کا بیان کرنا لازمی ہوا۔ تو حضور قبلہ عالم نے جواب آئینہ مضمون فرا  
کر دی بیان سے منصر الفاظ میں اس دانخواہ کا صرف وہی حصہ بیان کیا۔ وہ بعیض مضمون کو چھڑ دیا  
چنانچہ ایسے موقع بیشتر پیش آئے و مختلف واقعات کے ابتدائی حصہ یا آخری نتائج  
ضدرو غلام ان داری کے گوش گزار ہوئے ہیں۔ مگر ان کی اس غیر کامل و اتفاقیت کو سوائے بدلنا  
ناممأوم حلمنات کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے اس لئے میرا خیال یہ ہے کہ سفر جیاز کے حالات و  
واقعات کی پہلی تصریح اور کامل تشریح صحت کے ساتھ تو ناممكناں سے ہے۔ البتہ اسی  
قدر ہر سکتا ہے کہ سرکار عالم پناہ کے ایخیں مختصر اشارات کا ضمون و مفہوم ضبط تحریر میں ۱  
سکتا ہے۔ جو وقت اُوتا آپ نے ارشاد فرمائے ہیں۔ اور تو سیم معلومات کے دلائل زیادہ  
کو شیش کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مفتر بکے سوائے دانخواہ ہونا لمحاظ صحت  
اسی تدریکانی بھی ہے۔ اور مفید بھی۔

علی ہذا اس کی صراحت بھی دشوار ہے کہ سرکار عالم پناہ نے لکھنؤ سے پہلا سفر جیپا یادہ  
فرمایا۔ تو کس راستے اور کس کس شہر سے آپ کا گزر ہوا۔ اور کہاں کہاں آپ قیام پذیر ہوئے  
کیونکہ حضور قبلہ عالم سے اس کا ذکر بھی مسئلہ نہیں بنا۔ لہذا اس کی نسبت بھی یہی صورت  
ہو سکتی ہے۔ کہ ایخیں مقامات کا ذکر کر دیں گا۔ جن کا تذکرہ حضور نے کیا ہے۔ یا جس جملہ  
کے مہما اور مستند حضرات نے حضرنک تشریف آوری کا حال مفضل یا بالاجمال جسم دیدیاں کیا  
ہے۔ یا معتبر روایات سے مجھ کو علم ہوا ہے۔ اور باقی مقامات کا ذکر چھڈ دیا گا۔

چنانچہ مفضل ہے کہ حضور قبلہ عالم جب بر ذاتی تربیت اشراق اپنی ہمیشہ مظہر سے دوام  
ہو کر محل سرگئے سے برآمد ہوئے تو اساب سفریں صرف ایک سیاہ مکل آپ کے دش مبارک  
پہنچا۔ پہلے جا کر حضرت حاجی سید غادم علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مزار پڑاؤار سے مل کر  
در غصتہ ہوئے۔ بعدہ مریدین دمعتین مسٹے مل کر دیدشاہ بخشی کے شوق میں کاپور کی

طریق تشریف لے گئے اور شاید پہلا مquam ادا نہ کئے تو رب ایک موڑ میں ہوا۔

**قیام ادا نہ** | بیسا کہ زبی مسجد باقر نماں سا سب دانی بیس مومن آسمیدن شلن ادا نہ کہتے۔ کہ میرے والد باید نے جو ایک ہفتہ قبل آپ کے سدر میں داخل ہو گر لکھنؤ سے مایس لئے ہے۔ دیکھو کہ آپ تشریف لئے ہیں۔ بیان نہ کہنے لگے۔ "مژده لے دل کہ میجان نہ فن آئید"۔ تدبیری کے بعد بکال اصرار حضور کو غریب خانہ پر لائے اور انتظام مہمان نمای میں صدورت ہے۔ اہل بیت کو جبری عربی تو بعض فیضان صحیت سے مستفیض ہوئے اور بعض اراد تکنند دل میں سلسلہ بگوش ہو گرفت غلامی حصل کیا۔ صبح کو حضور نے عزم سفر فرازیا اور کانپور کی جانب روانہ ہوئے۔

**قیام شکوه آباد** | ابادِ حریم ہے کہ حضور قبلہ عالم نے قنج اور فرخ آباد وغیرہ میں کبی قیام فرمایا۔ کیونکہ اس دیار کے تاریخی معالمات کا اکثر ذکر کیا ہے اور بہار کے بعض باشندوں کا تیم اراد تکنندوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اور یہ تو خود حضور نے فرمایا ہے کہ "ہم میں ذریک کے راستے سے شکوہ آباد گئے ہیں۔ اور پاندھ متبہ کو فردوس کے مکان میں رہے ہتھے۔

شیخ چاند بتا کر کے مشہور تاجر تھے۔ وہ بیان کرتے تھے۔ کہ میں پہنچا کے ساتھ جمد کی خواز پڑھ کر آ رہا تھا۔ دیکھا کہ تالاب کے کنارے ایک زوجان مگر فرشتہ صورت دریں تھیں جسے ہمیں چھا ان کے ترب گئے تو مدد حنف نے عجیب طریق بھی میں فرمایا۔ "اگئے" چھا صاحب تبلیغ میں ہوئے تو ارشاد ہوا۔ "تم وزاری مرید ہو رہے ہیں نے عین کیا کہ حضور میں ..... فرمایا اپنا آدم تم بھی مرید ہو جاؤ" میں مرید ہوا تو فرمایا کہ "خدا کاظم بھرث نہیں بولتا جاؤ" میٹاہ مہمان نمای سے کام کرنا۔ پھر ہم دلوں کے اصرار سے آپ مکان بر تشریف لئے اوسی دریں بمالٹی خاندانِ خل مسلسلہ ہو گیا۔ اور شہر سے بچ شخص آتا تھا۔ خدا حملم کیا رکھ کر سعیت کی استدعا کر رہا تھا لیکن بعض سے حضور سے یہ فرمائی تھی کہ تم جس کے مرید ہو اسی کو دیکھو تم کو اسی دریت میں خدمتے گا۔ اور جس کو دیکھ کر اس کو کوئی فیضت ضرور فرمائی تھی۔ کسی کو حکم دیا کہ اس بآپ کی خدمت سے غافل۔ بننا۔ کسی سے فرمایا۔ رشوت نہ لینا۔ کسی سے ارشاد ہو۔ "خدا کے تم کی تعمیل

محبت خدا کی ذہلیت ہے تو مولیٰ احسان الہی صاحب جو شکرہ آباد کے مقام درویشیں تھے۔ ان کو  
یہ ہدایت فرمائی گئی "حقیقی انسکی خدمت ایمان کی نشانی ہے" مولیٰ صاحب موصوف گورہت  
مشتمل شخص تھے میر حضور کے اس ارشاد کا ایسا اثر ہوا کہ اسی روز سے نیزرت کرنے لگا۔ شخص کہ اپنی  
کل چائیداد مالکین کی امداد میں صرف کردی اور بعد فارغ حج بیت اللہ مدینہ منورہ میں قیام  
کیا اور رد ہبہ انتقال ہوا۔

علی ہذا ایک روز مولیٰ جلال الدین صاحب داعظ پنجابی شوق قدیمی میں حاضر ہوئے۔  
تو خدمتِ الامم ان کو پیش کیا جحضور نے معاملہ کیا اور فرمایا مولیٰ صاحب جناب شیر خدام علی  
مرضی کا قول ہے کہ دنیا اور آخرت دنوں سوتیں ہیں ایک حصہ افسوسی ہو گئی دوسری آئی قدیماں اوش  
ہو گئی۔ مولیٰ صاحب رہنے لگے اور بکال، ہنزا، اسکار عرض کیا کہ میں دنیا اور تعلقات دنیا سے  
دست بردار ہتا ہوں میری اہتمامی فرمائیے جحضور نے ان کو مرید کیا۔ اور جلال شاہ خطابِ محبت  
فرما کر حکم دیا کہ "لبتی کے باہر رکا کرو کسی سے سوال نہ کرنا" اور خدا کی محبت میں مسٹ جانا۔  
محمد سخی صاحب شکرہ آبادی قدم حلقة گیوش بارگاہ وارث چوائز دیوبی شریعت کی آئیں  
کہتے تھے کہ حضور کی تشریف احمدی کی خبر پر قرب دجوار کے لوگ روز آذ کتے اور دخل مسلمانوں  
تھے چنانچہ اسی دوران میں مجھ کو بھی شرف غلامی حاصل ہوا اور ہبھی ہدایت محمد کو یہ ہوئی کہ  
جو اپنے معاملات خدل کے سپرد کرتا ہو خدا اسکی پوری مدد کرتا ہے۔

اسی زمانے میں منور خاں گولیاری جمیرے مکان کے قریب ہستے تھے اور شکرہ آباد میں  
غلے کے بڑے تاجر تھے جحضور کی قدیمی کے شالی ہوئے اور میرے بھراہ حاضر ہو کر شریعت بیعت  
سے مشرف ہوئے جحضور اسلام نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ غالصاہی دنیا کی تختائی  
کو حوان سے بدتر نایا ہے اور خدا کی محبت سے انسان فرشتہ صفت ہو جاتا ہے۔

دوسرے روز خاصاً صاحب نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ رات کوئی نے بخواب  
تکھا کر مر رہا ہوں اور ایک بڑی ہوت رہیں کا لباس کیشف اور مصنف ہے میرے یاس کھڑی ہوادا

گئی کہتا ہے۔ یہ تمہاری دنیا ہے۔

صحیح گوئں نے سپلائی میں کیا کہ بند کارڈ بارٹر کے پر کرنے اور میں قلعہ ملینے۔ ۷۰ کیا اب جو حکم ہواں کی تعمیل کروں۔ ارشاد ہوا کہ مقام بندہ اد شریعت پلے جاؤ۔ اور میں اس صرفت سے ان فائز کے مزار پر بھاڑو دیا گرو۔ اور بے طلب جو پہنچنے کیا کرو۔ ”اسی دن نماز صاحب روانہ ہو گئے۔

حکیم احمدی خاں صاحب داری میں فیر دز آباد فرماتے ہتھے کہ میری عمر سول سال کی تھی ایک تقریب میں شکوہ آباد گیا۔ داں حضور قبلہ عالم کی تشریف آدمی کی غیر معمولی شہرت سنی میں کبھی شاق نیاست حاضر فرمت ہوا میکن آپ کے چہوڑی کی شان حق تعالیٰ دیکھ کر دل بیقرار ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ آئی خان صاحب! ہم کریمانہ شفت سے یہ بڑات ہوئی کہ دوسرے گرد میں ہوا۔ اور دست بستہ عرض کیا کہ آپ کے سائیہ عالم فت میں آگیا ہوں اب یہ نہ تھا کہ غلامی مرحت ہو خود نے مرید کیا اور یہ پر دش فرمانی کا انتور کے سائیہ با تابع دز دز شریعت پرستے کی ہدایت کی۔

دوسرے روز میں رخصت طلب ہوا تو فرمایا۔ جباد خدا کو منظور ہے تو تمپر ملاقات ہو گی۔ میں نے عن من کیا۔ حضور راستے میں فیر دز آباد ہے۔ بڑی بندہ نوازی ہو اگر آپ مجھ غریب کے تھجی پڑھے میں قیام فرمائیں مسکرا کر ارشاد ہوا۔ اپنام ہم جمجمہ کر آئیں گے۔

حضرت قبیلہ عالم نے شکرہ آباد کا یہ تصریحی اکثر فرمایا ہے کہ ہم شکرہ آباد گئے۔ رخشش ہبہ نسلی جو خوشحال شخص تھے مجھ یوں بچوں کے مرید ہے۔ دوسرے روز آپ صاحب طالبی میں نامی جسے مرید ہو چکے تو زاندار رہنے لگے سبب پوچھا۔ تو کہا۔ نہیں تھوڑا علی صاحب کی بیٹی پر عاشق ہوں اور اپنی غربت کے لحاظ سے شادی کا سوال نہیں کر سکتا۔ وہ آپ کے مرید ہو گئے ہیں۔ اگر آپ میری سفارتخانہ فرمائیں گے۔ تو میرا کام بن جائے گا۔ ہم نے کہا تم صرف شادی کے دامنے مرید ہوئے ہو، کہا ہاں میں اسی کو اپنا ادنی کمال جانتا ہوں۔ اس وقت تو رخصت کر دیا۔ مگر ہم کو اس عاشق کی یہ سچی پسند آئی دوسرے روز نہیں تھوڑا علی آئے اور اتفاق سے اس وقت تعلیمی تھا۔ نہیں صاحب ہم کو کہ جائے لگے۔

کو مخصوصاً اپنے ناجائز کاروں میں۔ اس نوجوان اور اتنا بڑا سفر اور اس پر سوسائٹی کے ساتھ اگر انہاں کے مدد و مدد نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ یہیں بود دباش انتیار فراہمیں ہیں اپنی لڑکی کی شادی آپ کے مدد کر دیں گا۔ اور بعد میرے آپ نے یہیں اس جاندا و کے مالاک ہوں گے۔

ہم کو ہنسی آئی کہ یہ شفیق ناص نوبت بلے بلکہ کچھ کہا نہیں۔ وہ سمجھتے کہ اسی ہیں۔ فوراً مکان پر بیکار شادی کا سامان کرنے لگے اور یہی کو مانیجے بٹھا دیا۔ جب ہماری رواںگی کی خبر سنی تو گھر لئے ہوئے آتے۔ اور کہا۔ اب آپ کہاں جاتے ہیں۔ اس وقت ہم نے یہیں یہجاں لے کر ہماراں شہر کا خیال نہ کر دکھنے لگے اب کیا ہو سکتا ہے۔ لڑکی تو مانیجے بٹھا چکی ہے۔ ہم نے کہا مشی صاحب اگر ہمیں شادی کرنا ہوتی تو ہم گھر سے کیوں لفٹتے۔ تب پریشان ہوئے اور کہا۔ اب کیا کروں۔ کوئی معقول رکھئے بتائیے۔ ہم نے کہا۔ ہماری رائے مانو گے کہا مزدہ سالوں گا۔ ہم نے کہا باب لڑکی کا عقد طالبِ حسین کے ساتھ کر دو۔ نیجوراً انھوں نے یہی کیا۔ طالبِ حسین اپنی طلبیں سادیں ہے۔ ان کا کام ہو گیا۔ اور ہم دہل سے فریڈز آباد پہنچے گے۔

**قیام فریدز آباد** حکیم بی علی خان صاحب کہتے ہیں کہ مکان پر آگر اپنی بیعت کا قصہ جب اعز اور احباب سے بیان کیا تو ہر شخص نخارہ بمال وارثی کا ہمشتاق ہوا۔ چنانچہ جمعد کے ردہ سینکڑوں آدمی بستی کے باہر بیرون منتقل ہوئے گئے۔ قریب مغرب دیکھا کہ قدست الہی کی محتمم تصویر پڑی آتی ہے جو ملٹی قین قد میوں ہوئے اور عین ارادتمندوں نے ہیں بیعت کی جب سور قبلہ عالم غریب خانہ پر تشریف لائے تو پہلے میرے اہل دعیاں اور راعیا کو خالی مسلم فرمایا۔ اور سب لوگوں سے مناطق ہو کر ارشاد ہوا کہ "تصدیق ہونا چاہیتے کہ جس طرح نہ صب کا خالق ہے اسی طرح سب کا راز بھی ہے۔ جیسا کہ بغیر کسی کے مشورہ کے ہم کو پیدا کیا ہے، اسی طرح بغیر کسی کی سفارش کے بعد غلوت کو روزی ہونیا لتا ہے۔ اس لئے ہم کو لازم ہے کہ اسی پر بھروسہ کریں۔ اور کسی کے لئے ہمارے نہ بھیلاں۔" اور میری جانب دیکھ کر فرمایا۔ "غزال صاحب نہ اس کو دست رکھتا ہے جو غلوت غدکی بے غرض نہ صب کرتا ہے۔"

نافضاح بہ موصوف یہ بھی فریتے تھے کہ میرے مکان کے قریب نہایت شہریت مانزان کی  
اک بی بی آئیب زدہ رہتی تھیں جن کو اوار کے روز زیادہ شدت سے دردہ ہوتا تھا۔ لئے  
شہر بہ صدقہ بگوش ہوئے۔ تو اپنی بی بی کی حالت کا بھی ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا۔ ہم مالین میں  
ہیں۔ افضل نے عزم کیا کہ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ سرکار ان کا علاج فرمائیں۔ بلکہ استعایہ ہے  
کہ حضور ان کو داخل سلسلہ کریں۔ تاکہ ان کا خاتمہ بخوبی ہو۔

دوسرا روز آپ ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آفاق سے وہ دن اوار کا تھا دیکھا  
کہ وہ بالکل دارستہ مڑاچ ہیں۔ آپ نے پوچھا۔ تم کون ہو۔ بی بی صاحبہ نے نہایت نہیں بآواز  
میں کہا کہیں جن ہوں آپ نے فرمایا۔ میاں کیوں آتے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھے اس سے تھتھے ہے  
اس لئے ہر اوار کو دیکھنے آتا ہوں۔ آپ نے متین بڑی سے فرمایا۔ تم کچھے عاشت ہو۔ شرم نہیں آتی  
آٹھ روز کے بعد میشرق کو دیکھنے آتے ہو۔ عاشت صادق اس کو کہتے ہیں۔ جو ایک ساعت بھی  
دیدھلرب سے غافل نہ ہو پس اگر عاشت ہو تو اب نہ جانا۔ اس نے کہا یہ ٹھکل ہے میں ایسی محبت  
سے بازا آیا۔ اب کہیں نہ آؤں گا۔

حضرت سے عرصہ کے بعد ان بی بی کو ہوش آگیا۔ حضور قبلہ عالم تو مرید فرمائی چلے گئے۔ بگتازندگی  
اس عورت کو پھر دردہ نہیں ہوا۔ اور اس داقعہ کے دوسرے روز آپ اگر تو تشریف لے گئے۔  
(نوٹ) اس وقت کو اور اسی مذہن سے مگر بغیر عراحت جائے دفع حضور قبلہ عالم نے اکثر  
ارشاد فرمایا ہے جو آپ کے دیگر داقعات کے سلسلہ میں لفظ ہوتا۔ لیکن جو کوئی حکیم امجد علیخال صاحب اپنی  
لئے چشم دید بیان کیا۔ اس لحاظ سے اسکا ذکر فریزوہ اباد کے تحفہ میں لکھا شکیا۔

قیام آگرہ | حافظ گلاب شاہ صاحبے ارشی متوطن آگو محلہ کڑاہ مارکی خالیت (جن کا ذکر  
محضیں فقرے سے داری کے سلسلہ میں آئندہ پڑھنے کا لکھا شکر دیا گا) اپنی بیعت کا یہ عجیب دغدغہ  
واقعہ فرمایا۔ کہ تعلیم کے زمانہ میں میراں مکتب ایک لڑکا کسی بزرگ بدرش کا مرید ہوا۔ اور مجھ سے  
بھی اصرار کیا۔ کہ تم تھی دست بیح ہو جاؤ۔ اس کے بارباہ کہنے سے شرمن و خذر ہوا۔ مگر اس کے ساتھ

خود بخوبی تنبیہ بھی پسیا ہوگیا۔ کان کام رید ہوں یا نہیں۔ شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک عمر مگر نہیں یہ خوش روپی رنگ فراستے ہیں۔ کہ اگر مرید ہونا چاہتے ہو تو انتشار کردا۔ غفریب تمہارا خضر طریقت پورب سے آئے گا۔

اس خواب سے دل ایسا متاثر ہوا کہ طبیعت میں دار میگی آئی۔ تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اکثر اضطراب قلب کی وجہ سے راتوں کو نمیند نہیں آئی تھی۔ مگر جب بیقراری تقابل برداشت ہو جائی تھی۔ تو خیسیں ورگزیدہ بزرگ کو خواب میں دیکھتا ہے۔ اور ان کے تواریخ چہرہ اندس کے دیکھنے سے چند رفتکی داسٹے گونہ تسلیں ہو جاتی تھیں۔

تین سال کے بعد انہیں معمر ختناس کو خواب میں یہ فرماتے دیکھا کہ لے بیدار بھت خبردار ہو جا۔ تیر آتی اور انہی دستیگر آگیا۔ سرانے میں قیم ہے۔ فوراً جا کر تلاش کر۔ اور شرست بیجت سے مشرف ہو۔

یہ مژہہ سنا تو آنکھ کھل گئی۔ گورات بانی تھی۔ مگر اضطراب قلب کی وجہ سے انتظار کی تاب نہیں! اسی وقت گھر سے نکلا اور بغیر کسی خود نکل کے ایک جاتب جلا۔ کارکنان تھنا تند کی بہ سبزی سے ہینگ کی منڈی میں جو سرکھے ہے اس کے صدر دروازہ پر ہمچا۔ اور چوکیدار سے دریافت کیا کہ پورب کے کوئی درویش یا ہاں مضمیں ہیں۔ اس نے کوئی محفلِ تذکر تونہ دیا مگر پھاٹک کھول دیا۔ اور کہا آپ تھوڑے دیکھیں۔ میں نے ہر کاپ کو ٹھری میں دیکھا۔ مگر تاریکی کے باعث کچھ نظر نہ آیا۔ کہ تاگھا ایک کوٹھری کے اندر سے آداز آئی۔ «گلاب شاہ تم آگئے» غور سے دیکھا تو خدا کی قدسیت کا نہ کایہ کر شہ نظر آیا۔ کہ ایک فرشتہ صورت صاحزادے تو گلبا کھکھیٹہ اٹھکے مندا آئے فرش خاک ہیں۔ دوڑکر قدیمیں ہوا۔ اور دست بستہ عرض کیا کہ اسے مقتولے خلق درہنماۓ عالم مجھ خطا کار داؤ راہ وادی ضالیت کو بھی اپنے حلقة علائی میں داخل فرازے۔ ارشاد ہوا۔ «هم تو روزاں سے تمہارے ساتھ ہیں۔ لیکن الگی خواہی ہے تو آؤ بیعت بھی کرو۔»

غرض بیعت سے کر دنیا کی نہست کی۔ اور محبت اپنی کی ہدایت فرمائی اور ارشاد ہو گا۔  
جاذبنا کو منظور ہے تو پھر ملاقات ہو گی۔

میں نے بکال عجز ادب یہ غرض کیا کہ میرا اقتضائے عقیدتمندی یہ ہے کہ فہمت والائیں  
اسدعا کر دیں کہ غرب خانہ کی موجودگی میں آپ کا سارے میں قیام فرمانا بنتا ہر اپنا ہنس معلوم  
ہوتا حصہ کے کریمانہ مزان سے توی امید ہے کہ غلام کو یہ فخری مرحوم ہو گا۔ ارشاد ہوا کہ تمہار  
کامل سر لئے ہے۔ اور اگر تمہاری اسی میں خوشی ہے۔ تو چلو ہیں چلیں۔“  
چنانچہ حصہ تبلہ عالم کے اسباب فریض صرف یک کمیل تھا اس کوئی نے سر پر لکھا۔ اور  
پاپیا دہ آپ رکان پر تشریف لائے۔ اذ نیمہ ایک کمرہ میں قیام فرمایا ہوئے۔

اسی دن اگرہ میں حصہ کی تشریف آدمی کا شہر ہو گیا۔ جو ق درجنوں لوگ آتے۔ اور  
حلقہ غلامی میں داخل ہوتے رہتے۔ ایک روڑی بعد صرف فرمایا کہ لا ڈپنگ اڑائیں۔ اسی وقت انقلام  
کیا گیا۔ لیکن ڈورا در پینگ لانے میں وہ دن تمام ہو گیا۔ مگر حصہ نے رات ہی کو پینگ اڑایا اور  
بلے ساختہ مکرا کرا ارشاد فرمایا۔ یہ بھی الجھے گئے اسی آنے والیں میر الطاف علی جراس وقت فوغم رہتے۔  
مگر بعد میں مشہور ڈالکڑ ہو گئے اپنے ناموں کے سہرا حاضر فرمات ہوئے۔ اور معلوم ہوئیں کہ پینگ  
اڑائے میں کیا شان نظر آئی کہ دنوں کیف ہو کر تدمول پر گرپڑے۔ جب گورہ افاقت ہوا تو یہ کے  
بعد دیگرے حلقوں گوش ہوئے حصہ نے فرمایا۔ بخت کا ناصیر ہے کہ بسرب کا عیب بھی ہر مسلم  
ہوتا ہے۔ پھر علاوہ دیگر نصلح کے دنوں کو نہایت تشریع کیتھاصور شیخ کی ہدایت فرمائی۔  
یہ امر بھی قابل غدر ہے جس سے حصہ کی عظمت و شان کا انہصار ہوتا ہے کہ حافظ گلاب شاہ  
صاحب نے یہی فرمایا۔ کہ حصہ قبلہ عالم کے موئے میا رک جسے سفید ہو گئے ہیں میں بغور دیکھتا ہوں  
وابصورت بالکل انہیں بزرگ کی ہم سکل ہے۔ جن کو تسلیم یعنی سکونت خواب میں دیکھا تھا۔  
خلیفہ مولا مجتبی صاحب داری متوطن اگرہ اپنا واقع بیان کرتے تھے کہ ایک روڑکشہ ملائی  
خان کی طرف سے نکلا۔ تو دیکھا کہ حافظ گلاب شاہ صاحب کے مکان میں غیر معمولی تجویز ہے خیال

ہو اک شاید کوئی بارات آئی ہے اندر گیا۔ تو یہ کر شمنہ نہیں آیا۔ بلکہ بہت سادہ بس پہنچتے تک صابزی سے بیٹھے ہیں۔ مگر چڑھہ اقدس سے رعیت نہیں آیا۔ میں نے سلام کیا۔ تو نہایت اخلاق سے جواب دیا۔ اور غمہ کو قریب بلکہ ارشاد فرمایا۔ کتم دروز سے کہاں تھے میں نے عرض کیا کہ بنیہ سے مکھا۔ جو اپنی زندگی کے دو دن خراب کئے۔ اب انشا اللہ تعالیٰ اپنے ہی کے قدموں کے نیچے کئے گئی پھر ارشاد ہوا اپھا جاؤ۔ میں دہان سے اچکار اسی مکان کے ایک گوشے میں بیٹھ رہا۔

بعد مغرب بلکہ فرمایا کہ اپنے مکان کیوں نہیں جلتے۔ عرض کیا۔ اب تمیر امکان وہی ہے۔ جہاں آپ نہیں افرود ہوں۔ حاذناً کلاب شاہ صاحب نے بھی سمجھا یا۔ مگر چار درجہ تک میں ہیں پڑا رہا۔ جب حضور اگرہ سے چلے تو میں میں ساتھ چلا۔ کنگھر کے قریب ہنچ کو مجھے مرید کیا اور فرمایا تم جا کنائی کی منڈی ہیں شاہ ولایت صاحب کے مزار پر جار دب کھی کر دو۔ اور خبر دار کسی کے آگے لا تھتہ پہلانا۔ بغیر طلب جو پہنچ اس میں لبہ رحاجت رکھ لیتا اور باقی مساکین کو تقسیم کر دینا۔ یہ حکم فرمائی تپور سیکری کی طرف آپ روانہ ہوئے۔

چنانچہ تیرہ سال کے خلیفہ مولا جنش نے حضرت شاہ ولایت صاحب علیہ السلام کے آستانہ اقدس پر نہایت مستعدی سے خدمت بیار دکھلی کی۔ جب حضور قبلہ عالم کو مظہر کے تیرے سفر سے واپس کئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اگر تو شریعت لے گئے۔ اس وقت خلیفہ مولا جنش صائب کی استعاف بتوان ہوئی۔ اور حضور کے حکم سے پاپیا دہ دیوبنی شریعت آئی۔ اور آستانہ اقدس کے قریب ایک کمرہ میں مستقل قیام کیا۔ اور تقریباً چھیس سال کے بعد ۱۳۳۷ھ جو ہری میں انتقال کیا اور حیم ۹

صاحب خادم خاص بارگاہ وارثی کے احاطہ تیار کاہ میں تجمیع و تکفین ہوئی۔

قیام ہرداں متفعل ہے کہ فتحور سیکری سے آپ ہرداں تشریف لے گئے۔ یہ خبر علاوہ متواتر ہونے کے اس لحاظ سے مستند معلوم ہوتی ہے۔ کہ ایک روز جب کہ حضور قبلہ عالم ملادی میں شاکر نہیں گئے صاحب ولادی کے ہمان سختے اور علما کار صاحب موصوف کے چند راجپوت احباب عج اسی نواحی کے مقتند رئیس سختے جاہن خدمت ہوئے اور مجرمت پر دغیرہ کی سختی یا استولہ ذکر نہیں

گا۔ تو چند نتے اسی سلسلہ میں ہر رادول کا ذکر فرمایا ہے کبھی بے پور کے متصل یہ تجدیثی کسی ریا۔ سبھے لیکن اُسیں ہر رادول عالی خیال اور فیر و مست ہے۔ اس وجہ سے مسلمان رعایا اسی اس کی میٹھ اور جماں نثار ہے؛ اس ارشاد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ہر رادول میں ضرور قیام فرمایا اور اہل ہر رادول آپ کے فیض سے مستفیض ہوئے۔

قیام ہجے پور ہر رادول سے آپ سبکے پور کشیرت لئے۔ چنانچہ عین مولفین سیرت داری نے لکھا ہے کہ رادول کے مدد و معاون نے غیر معمول طور پر اپنی ارادت کا انہیاں لکھ کر راجح بھی حلقوں گوش ہوا۔ اور دصرے روزانی جب شرف بیعت سے مشرفت ہری تو اس کے اصرار سے آپ نے اس کی دعوت قبول کی۔

حضرت سے بھے پور کے واقعات صیافت کرنے تو فرمایا۔ ”راجہ بہت منکر مزاج رکھتا رانی کے ملاقات کو آیا۔ اور کہا کچھ تھیست کیجیے۔ ہم نے کہا۔ عدل والنصاف کیا کرد۔ اس نے کہا کچھ احمد فریز سے ہم نے کہا۔ پھر کون نے پوچھا اور جسکے کاغوشت نہ کھانا۔ رانی نے کہا مجھ کو بھی ہدایت فرمائی۔ ہم نے کہا تم خدا کو محبت کے ساتھ ہمیشہ یاد کیا کرد؟“

یہ سلمہ ہے کہ جسے پور کے تیام میں صیکنگ روں ہندو اور مسلمان داخل مسلمان اور توحید پرست ہو گئے اور اکثر خدا پرستوں پر آپ کے فیضانِ نسبت کا یہ اثر ہوا کہ دنیا اور تعلقات دنیا سے دست بردار ہو کر محبتِ الہی کا دم بھرنے لگے۔ چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن چند مریدین مجتمع ہو کر حافظہ دست ہوئے۔ اور جلیل غاص رسا را دارست سب کی جانب سے عرض کیا کہ کوئی ایسی ہدایت فرمائی جائے جس سے ہمارے تقدیمیں محبتِ الہی کی صلاحیت لگے۔ ارشادِ ہوا کہ ”مخلون خدا سے ہمدردی اور اچھا سلوک کیا کرو۔ صرف اس زیال سے کہ یہ خدا کے بنے ہیں۔ اور اسکی منعت کی یاد کاریں ہتیں۔ اس عمل سے تم کو خدا کی محبت لنسیب ہو گی۔ ایسی تصور کی اہل ہے۔“ بقول تعلیمی

ظریقت بجز خدمتِ خلق نیست۔ پر تسبیح و سجادہ و دلن نیست

یہ سن کر حاضرین کو جوش ہوا۔ اور بالآخر عرض کیا۔ کہ حضرت کی تشریف آوری کے شکر

میں ہم بگ بھیتیت مشترک ایک سافرنیشن بنلتے ہیں جس میں بلا ٹکسیس نوم اور تین دن ہبہ بر سافر کی مہاندی کی جائے۔ حصہ ران کے اس امام سے نوش ہوئے۔ اور فرمایا اس کرد گے تو حذل کے دستوں میں چھار اشام ہو گا:

اسی مجمع میں سے ایک خوشحال ہند نے درست ابتدہ عرض کیا کہ شرکت سافرنیشن کے ملا جاؤ میں آپ کے سامنے اس کا حقیقی عہد کرتا ہوں کہ تادنگی ہر سال ایک غریب اور خدا ترس شخص کو صحیت اللہ کے دل سے بھیجا کر دوں گا۔ اور خرچ سفر کے ساتھ اس کے اہل و عیال کے خورد فرش کا بھی اتنا لامگا کر دیا کر دوں گا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا "تم مگر بیٹھے حاجی ہونا چاہتے ہو؟" ایک شخص نے عرض کیا کہ میرا مکان پری روپیہ ماہر اگر آدمی کا ہے آپ کے رو برو اس کو اس نے حسبة بیٹھو وقف کرتا ہوں گا اس کی آمدی میکوں ارتبا جوں کو قسم ہوا کرے۔

غرض حضور قبلہ عالم کے تصرفات سے اہل بیت پر کار خاتمه منشی ہوتے ہو اور ایک ہفتہ کے بعد آپ نے عزم فرمایا۔ اور کشن گڑھ اور دہاں سے اجیر شریف تشریف لے گئے۔ چنانچہ چودھری خدا بخش صاحب ارشیٹھیکیدار تدبیرات متوطن آگو بیان کرئے ہیئے کہ جب حضور قبلہ عالم آگرہ میں قیام فرمائے تو اسی دران میں والدما بد شریت غلامی سے صبرت ہوئے تھے اور بصد عزیز دانکسار یہ عرض کیا تھا کہ عرصہ سے صحیت اللہ کا ارادہ ہے۔ لیکن اب یہ حسرت ہے کہ غلام پسے آتکے ہمراہ رکاب یہ فرض ادا کرے میگر حضورت سامنہ رکھنا پسند نہ کی اور فرمایا تم سید ہے راستے سے جاؤ ہم سیر کرتے آئیں گے اگر خدا کو منظور ہے تو کوئی مختلمیں لاتفاق ہو جائے گی:

پھر حضور تھوڑی کی جانب تشریف لے گئے۔ تو آپ کی مفارقت سے والدما جدکے خیالات میں یہ انقلاب ہو گیا۔ کہ اپنے تھامی کار دبار سے قطعاً درست بردار ہو گئے۔ اور حالات یہ تھی کہ دیوانہ دا کبھی زار زار رہتے تھے۔ اور کبھی گورہ تھامی میں خاموش بیٹھتے رہتے تھے۔ مگر جب خواجہ نبڑیہ روانہ کے عرص میں لوگ جدے گے۔ تو والدین تمدنی اساب سفرے کو اجیر شریف روانہ ہوئے اور بعد دا پسی کے بیان کیا۔ کہ کشن گرددھ سپتھیکر مجید کو معلوم ہوا کہ حضور قبلہ عالم کل یہاںے اجیر شریف

گئے ہیں میں بھی تیا کرنے کے بجائے اسی وقت دہل سے بیلا اور شب کو اجیسے شریعت پڑھنے کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سید احسان علی صابرزادہ کے کانڈس آپ تمام پڑیزیں۔

قیام اجیسے شریعت [صحیح کو ما فخر فرمادت ہوا تو دیکھا کہ حضور عزم مفر فرمائے ہے یہ اوضاع آستاد افغان فیزچنڈ دیگر ممتاز حضرات دست بست اصرار کوئی نہیں۔ کہ عرض بہت قریب ہے اس قدر ضرور قیام فرمائے۔ کہم لوگ آپ کی حدیت میں غریب نواز کے سالانہ دوبار میں حاضر ہوں آخراں کے عاجزانہ اصرار سے حضور نے اور دو ہفتہ قیام فرمایا اس دو ران میں متعدد طالبین دست بیحی ہوئے۔ ازاں جملہ عبداللہ نگ تراس چہبہت مشہور اور خوشحال تاجر تھے بلد و اشیاء میں داخل ہوئے۔ اور دوسرے روز اپنی بیٹی سمیلی بن کوئی مردوں کرایا اس وقت حضور قبلہ عالم نے ایسے دل گدا لفاظ میں دنیا کی حقاً حکامت اور محبت ہنچ کی ہدایت عام طور پر فرمائی کہ ہر شخص متاثر ہوا بیکن آپ کے تصرفات بانی سے اس تھیت کا پورا فائدہ سمی بی بن نہ اٹھایا۔ کاس سعیدہ اولیٰ کا تلب اس قدر متاثر ہوا کہ جذب کی حالت رکھا ہوئی۔ اور یارا غیارا کافر قاتیا از ذہن سے جانا کارہ حشی کو حضور کے حکم سے وہ غریب نواز کے آشائے پر شب دروز نہیں لگی اور بن اللہ والی کے متاز خطاب سے مشہور ہو گئی۔ چنانچہ عرصت کیس حق شناس کے فیض و انتہت سے خلق اللہ مستفید ہوئی اور شاید نسلنہ میں باید اس زامہ نے ہمیشہ کئی دنیا کو فیرا باد کہا۔ اور جزادا شاہد حقیقی کی سریں صورت ہوئی۔ اور قبیہ اوزکی مشرقی سمت تجھیزہ تکھن ہوئی۔ اور عام طور پر شہر بے کریہ داشت کیز صاحب خدمت تھی۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضور قبلہ عالم بعد زیارت مزار اقدس جماڑہ کے کنارے تشریف فرمائتے۔ کہ ناگاہ نشاہ سلسلہ کے ایک مقدس دردیں اگر قد مبروس ہوئے۔ اور آبیدہ ہو کر کچھ عرض کرنا چاہتے تھے۔ کہ حضور نے مسکرا کر ان سے معاشرہ کیا۔ اور فرمایا۔ ”بس ہی کے واطر پڑا کرتے تھے۔“ شاہ صاحب بیکعن ہو کر کہنے لگے۔ ”دان اسمیرا کام ہو گیا۔“

جب شاہ صاحب کو اتفاق ہوا۔ تو ہم لوگوں نے ان کا حال دریافت کرنا چاہا تو کس قدر تائیں

کے بعد کہا۔ بھائی تم سے کیا پرده کر دیں۔ میرے مرشد برلن کا نام سائیں نصراللہ شاہ یک گنگی ہے جو کہ ابو پرستیم تھے۔ جب ان کے دصال کا زمانہ تربیت آیا تو میں نے عمن کیا سائین کی اس کے کوئی ایک بگڑاں جائے۔ فرمایا تم اب ہم شریف پسلے بادا۔ اس حلیہ کے ایک صابر اور ادمع سے آئیں گے۔ وہ تمہاری یہ گردہ کھول دیں گے لیکن جب تک وہ نہ آئیں، انتظار کرنا چنانچہ بارہ سال سے دا آتا کا انتظار کر رہا تھا۔ آج الش نے مراد پوری کی کہ پیڑا کا دیدا غصہ ہوا۔ اور جو سائیں نے کہا تھا دی ہوا۔

مقدور سے عرصہ کے بعد حضور نے ان کو خصت کیا اور فرمایا۔ «اب یہاں لوگ تم کو پریشان کریں گے۔ اپنے پر کے ڈھیر کی خدمت اور جوان ہاکم ہوتیں کریں اور جس وقت فرست پاڑ بخیکری غرض اور معاونت کے ملن اللہ کو پانی پلاڑ۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ مر جانا مگر کسی کے لئے گہرا لکھنے پھیلانا۔»

علی ہذا حفل سالع کا وہ عجیب وائقہ جو بکال صراحت صاحب مشکوہ حقانی نے کھا ہے۔ اور علاوہ اس کے اپ کے تصرفات کے متعدد واقعات ایسے ظاہر ہوئے جن کو دیکھ کر مشاہذین عظام نے اپ کی عظمت و حالات کا اعتزاز کیا۔ اور بعض حضرات نے سعیت طالب اپ کے ذہن ان باطنی سے استفادہ حاصل کیا۔ اور خدمت میں رہنے کی استدعا کی۔ مگر حضور نے اس کو پذیریں فرمایا۔ اور بعد عرس شریف ابھی سے روانہ ہو گئے۔

قیام ناگور یہ بھی تواترات ہے ہے کہ ابھی شریف سے اپ ناگور شریف لے گئے اور پہلا شخص جننا گوئیں اپ کا حلقة بجوش ہوا۔ وہ مروی حسین بخش صاحب دہاں کے مقتدی ریس اور پریزاد سے تھے جسنوں نے نہایت ادول الفرزی سے اپ کی دعوت کی اور تین روٹک اپ اپنیں کے ہماں ہے۔ اسی عرصے میں دہاں کے لوگ بکثرت شرف بیعت سے مشتمل اور اپ کے دھانی برکات اور غیر معمولی تصرفات سے مستفید ہوئے۔ اور ہر وقت خاس دعا کا انعام رہنے لگا۔ مگر اپسے نے زیادہ قیام نہیں فرمایا اور بہا بن بھیتی روانہ ہوتے۔

اسی سلسلے میں صاحب شکوہ حفاظتی نے صفحہ ۱ میں بغیر کسی سند اور حوالہ کے شاید ذاتِ خیال کی بناء پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضور قبیلہ عالم نے مولیٰ حسین بخش رنگوں کی کوبیت یعنی کی ابادت بھی عطا فرمائی۔

چونکہ اس باب میں حضور قبیلہ عالم کی سیاست کا تذکرہ ہے اس لئے ان سماتتیں سترپی بحث بے محل ہو گی۔ اس لحاظ سے روایتِ ندوہ کی نسبت اسی تدریجی منع کرنا متناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ دائیں آپ کے مذاق و مسلک کے صریح منافی اور یہ تحریر کلیتہ مفتین اور غیر مزدوج ہے! اس اعتبار سے میرے خیال میں یہ روایت ناقابل اطمینان اور ترمیم بھی ہے اور صحیح کی محتاج ہے۔ انشا اللہ حضور قبیلہ عالم کے مشرب و مسلک کے قبود و شرائط کے بیان میں اس مسئلہ کو شرح و بسط کے ساتھ لگا کر دشکن گزیں گا۔

اور اس کے ساتھ یہ بھی عزم کروں گا کہ اب میری محدود معلومات قاصر ہے اور ناگور سے مسمیٰ بک کے داعفات کا مجھ کو بالکل علم نہیں۔ اس وجہ سے کہ مnas دیار کے خلاں اُنیں سے طاقت اسی اور نہ سرکار عالم پناہ کا کوئی ایسا ارشاد گوش گزار ہو جس سے میں معلوم ہوں گا۔ کہ آپ نے کس کس مقام پر قیام فرمایا۔ اور کیا کیا داعفات داں ظہور پذیر ہوئے۔ لیکن یہ دیکھ لہے کہ بعض مؤلفین سیرت والی نے ناگور سے آگے بھی چند مقامات کا مجملہ ذکر کیا ہے چنانچہ صاحب عین المقادیر صفحہ ۹ میں نگاش فرمائے ہیں کہ رنگوں سے، "بندھے مراحل تھیں میرزا احمد کو چھڑا ردنی اور ذہن سے بھر گئے آپ لکھتے ہیں کہ الفتن بعد انتشار مسافت گجرات تشریف لئے گئے پھر دہلی پر ہریان پہن اور حمد آباد تشریف ارتلانی۔ باہ اور دوستی قیام فرما کر شہر سینگھ تشریف لائے۔ بعد زیارت مزار حضرت فرید دشاہ برہمیں بھی سردار کی طرف تشریف لے گئے۔ تھا الامر بسی اور دلچسپی اور ذہن اور ذہن ہوئے۔

علی ہذا متوالی مذکورہ حفاظتی بھی اکھیں چند مقامات کی سیاست کو اختصار کے ساتھ سنیں گے میں لکھتے ہیں کہ "ناگور سے آپ شہر ہریان پہن اور حمد آباد بھکر دیگر غیرہ مقامات سے جوستے ہوئے

مبینی پہنچے۔

میری خود دو اتفاقیت اور ناتمام معلومات کے دلسلی یہ بہت آسان اور سہایت اپنی  
موقت خاکہ کو صرف الصدر مولفین کی نقل کردہ عبارت سے فائدہ اٹھاتا اور زکرناگر کے بعد  
انہیں پہنچ مقامات کے نام عین القین اور مشکلہ حقانیہ کے حوالے سے لکھ دیتا اور یہ ریکار  
عذر کرنے کی بھی قوت نہ آئی کہ ناگور سے بھی تک کے واقعات سے قطعی لاثم ہوں۔

لیکن اس وجہ سے یہ جرأت نہیں کی کہ روایت مذکورہ کے طرز تحریر کو انظر غایب سے دیکھا تو  
اس کو سریا بے ربط اور عام مشاہدہ کے صریح خلاف پایا اور خیال ہوا کہ مصنف ہوش بلکہ کسی  
لذاظی ہم عصر قصہ نویس نے جو مسلم الحافظ امنیشتر الحواس بھی تھا اس سماں ساخت تاکم رکھنے  
کے دلسلی تاریخی حالات کے پردازے میں واقعات کا جامہ پہننا کرچیت مقامات کے نام لکھ دیے اور  
اپنی خامہ فرسانی سے یہ کشمکش دھکایا ہے کہ شمال و جنوب کے ناموں کا تکمیل فرقہ مٹا کر دنوں  
سمتوں کو ایک بنادیا ہے اور لائیں مولفین نے بغیر کسی سند اور حوالہ کے اس ناموزوں اور بے  
معنی روایت کو پسند کر لیا اور آنکھ بند کر کے لکھ دیا کہ بعد قطع مافت گجرات اشرافینے لگئے  
اور احمد آباد اور بہکر ہوتے ہوئے مبینی پہنچے۔

انہوں یہ ہے کہ ممتاز مولفین نے یہ غور دیا کہ یہ ترتیب مقامات بتخانید کے بالکل نہ لٹا  
ہو اس لئے کہ گجرات اور احمد آباد وغیرہ راجپوتانہ کے آنکھیں مقامات ہیں اور بہکر صوبہ بچا ب  
میں ملتان کے تربیڈیرہ فائزی خاں کا ضلع ہے اور ان دونوں مقامات میں تقریباً یا چودہ مور  
میل کا فضل ہے لیکن راوی کے ذریلم نے بچا ب کو ہمچنکی گجرات سے نادیا اور گجرات کو ہمچنکی  
بچا ب کے عین دریا سکھا ب میں ڈبو دیا اور چہ خوش گفت ست سعدی وزیرخا<sup>۱</sup> کا  
مشمن صادق آیا۔

پہلی مرتبہ سہایت جب عین القین اور مشکلہ حقانیہ میں بھی اور القلاں غلام نظر آیا  
کہ پنجاب اور مندوہ میں سرحدی نہیں بلکہ حقیقی الحاق ہو گیا اور یہ دونوں صوبے ایسے متعدد ہو گئے

کچھ بیکھرے اصلاح سندھ میں اور سندھ کے انتظامات کا پنجاب میں شامی جنگی اکالی گینڈر سندھ کے ایک مشہور قائم بہکر تشریف کا نام نواح گجرات میں دیکھتا ہوں تو خیال ہو اکالیے لائق مونپین سے اور اسی فاش غلطی ہزنا تو محالات سے ہے کہ شمالی سندھ کے شاخ گجرات کا جنی قبہ بنادیں بلکہ قریب سے یہ ہے کہ نواح گجرات میں احمد آباد کے قریب ہیں شاید ان مقام کا نام بہکر ہو کا ہو بغیر معرفت مجذب کے لحاظ سے زیادہ شہرت پذیر نہیں ہے۔

سر گیر پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ میرا یہ شبہ کرنا غلط ہے کیونکہ خود صاحب عین ایقین نے نہایت وضاحت اور استدلال کے ساتھ صفاتِ ظن میں لکھ دیا ہے جس کا منہوم یہ ہے کہ ہم جس مقام بہکر کا ذکرِ حوالی گجرات میں کیا ہر دہ در حقیقت دیجی بہکر ہے جو صوبہ سندھ کے شمالی حصے میں سکھر کا مشہور اور مقدس شاخ ہے پرانا پنج مرصدوت تحریر فرماتے ہیں۔ ”حضرت احمد آباد سے بہکر میں تشریف لئے اور بعد نیارت مزار حضرت فرید شاہ ابراہیم بہکری سوت کی طرف تشریف لے گئے اور آخر الامر میتی میں مدنق افواز ہوتے۔“

اس خبرات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ اسی بہکر کا نواح سکھر میں ذکر یابا گیا ہے جس بہکر میں حضرت فرید شاہ ابراہیم بہکری کے مقدس مزارات میں اور یہ نہایت واضح اور مسلم ہے کہ وہ بہکرستان کے قریب اور سندھ کا مشہور کا شاخ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مؤلف موصوف اگر تمہارا غور فرماتے تو یعنی اس روایت کا موضوع ہزنا ان پر فرض رظا ہر جا جاتا۔ کیونکہ مہرچ بہت قابل اور خبردار شخص تھے مگر بمقابلہ الانان مركب من الخوار والنسیان۔ غلطی ہو گئی کہ راوی کے بیان پر بکھرہ سر کیا اور سیان عبارت کو ملاحظہ فرما علی ہذا مولف مشکلہ تھا نیز نہیں لیکن اس روایت کو لفظ غائر سے دیکھنے کی تخلیف کو ارادہ فرمائی۔ شاید سابق مؤلف سیرت ارشی کی پریدی کی اور جوش تقليید میں آنکھ بند کر کے لکھ دیا کہ ”رس کار عالم پنہ“ شہر پریان پنہ احمد آباد بہکر ہوتے ہوئے مبینی پہنچے۔

بلکہ نیادہ افسوس اس کا بیکھر مسلکہ تھا نیز کی بعض سچانہ انتظار حضرت سے تصحیح فرمائی۔ اور بعد کو

یہ کتاب ایسے مختصر اور زی کلم تھوس کے زیرِ اہم بحث زرگیریت ہوئی جن کو مخفی آمدیں کا نام اور ان جنہیں اپنی کام اپنے باہر کیا جائے تو بے باہ نہ ہو گا۔ مگر انہیں بنی سنتی صحت کتاب کی جانب قوچہ نہیں۔ اہ اس روایت کو دریافت کی نظر سے ملاحظہ نہ فرمایا۔ درستہ یہ الفعلی صورت پیش نہ آئی، کچھ باب کا ایک مقصس اور تاریخی مقام گجرات میں شامل ہو چکا۔

بہر کیس مولفین موصوف الصدر کی یہ بہت بڑی نزدیکی است اور قلت غور و تکری کیل ہے کہ لغتی تضیید و تصحیح ایک مرضیں عبارت کو کشادہ پیشانی سے اپنی تائیف میں دیج کر دیا جو تاریخ فرنگی کے شفات دامن کے داستے بدنا داغ ہے۔

قیام بمبدیٰ | چنانچہ اسی خیال سے میں نے اپنی ندم معلومات کا اعتراض کرنا پسند کیا۔ اور پھر ہی عنصون کر دل گا کہ بوجہ قلت واقعیت یہ نہیں کہہ سکتا کہ ناگور کے بعد بمبدیٰ تک کیا داعش پیش آئے۔ بلکن یہ روایت متواریت سے ہے کہ جب حضور بمبدیٰ کے بہت قریب پہنچنے تو حاجی الجعفر سیہنگ سے طاقتات ہوئی۔ اور وہ اس تقدیر گردیدہ ہوئے کہ بعد ازاں اصل پیشہ مکان پر لے گئے۔ اور اسی روز معاہلہ میں دعیاں حلقة بگوش ہوئے اس لئے کہتے ہیں کہ بمبدیٰ میں پہلے حضور کی غلامی کا اعزاز اور تمہارا لذ کا شرف سیہنگ حاجی یعقوب صاحب کے حامل ہوا۔ بعدہ دہان کے مشہور تاجر حاجی یوسف ذکر نہیں نئے ایک تھا عتیک شیر کے صاحب آپ کی بیعت کی۔ اور بہت دیست پہمیانہ پر آپ کی دعوت کا سلامان کیا۔ اور تا انتظار جہاد آپ انہی کے ہمان رہے۔ اور یہ سلسہ جانی رہا کہ ہر روز شخص غالباً آئے اور آپ کے فیروز و برکات سے مستفید ہوتے۔

اس روایت کی تصدیق حضور کے بعض ارشادات سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک مرضیہ حضور قہلة عالم بالکی پوری خانہ بہادر مولوی فیضیل امام صاحب فارسی کے ہمان نئے کہ مسٹر ابریم نہیں جو دہان ععبدہ منصفی پر مأمور تھے۔ اپنا قونی لباس پہنکر کئے اور حلقة بگوش ہوئے حضور کو معلوم ہوا کہ یہ میں ہیں۔ تو فرمایا تمہارا لگانام ہے انھوں نے کہا ابراہیم ذکر یا فرمایا کیا تم حاجی ذکر یا کہیں ہوئے کیا ان کا نواسہ ہے۔ فرمایا تم ہم کو رحمانتے ہیں۔ کہا نام نا تھا بچھو جو حیرت سے فما طلب ہو کر فرمایا۔ شیدا جب

ہم پندرہ برس کے تھے اس وقت ان کے نامہ میں عیال ہمارے مرید ہوئے تھے اور انہوں نے ہماری بڑی خاطری لی۔

حضرت کے ارشاد سے ظاہر ہو گیا کہ انتظارِ جہاز آپ نے حاجی یوسف ذکر کیا کے یہاں قیام فرمایا اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مبینی کے یہ واقعات اسی پہلے سفرِ جہاز کے ہیں لیکن آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہماری عمر پندرہ سال کی تھی اور یہ سفر پندرہ ہو یہ سال فرمایا ہے۔

**واقعاتِ جہاز** غرضِ حضیرِ تجہاز کے انتظار میں قیام فرمائے اور بعض ارادتمند ہوئے نے آپ کی ظاہری بے سرو سامان دیکھ کر آدم دراحت کا بہت تمیتی اسباب سفر فراہم کیا اور اسکے بھی انتظام کیا کہ چند خدمتگار ملازم آپ کے ہمراہ جائیں تاکہ دراست میں سکھیت نہ ہو مجھ سب تنہ کو اس اہتمام کی خبر ہوئی تو نہ آپ نے اس نمائشی سامان کو پسند کیا اور خدام کا ساتھ رکھنا مشلوہ فرمایا بلکہ اسی سادگی سے صرف اپنائیں لیکر باد بانی جہاز پر سواہ ہوئے اور جملہ سافر سے علیحدہ ایک تاریک گوشہ میں بستر کیا۔

کثر مولفین سیرتِ داشتی نے جہاز کا ایک عجیب واقعہ جس سے سب کار عالم پناہ کی فتح عللت کا نہ ہمارتا ہے کمال صلاحتِ نگارش فرمایا ہے اور اسبابِ قوی دہیں جن کی وجہت پر نظر کرنے کے بعد بھر تصدیق کے اس واقعہ سے کوئی پرستار بارگاہ، دارالشکار کری نہیں سکنا میرزا فسیل روایت کے اسناد کا علم نہیں نہ راویوں کا مسلسل معلوم نہ حضور تجلیاتِ عالم کے کسی ارشاد سے اتنا باظ کر سکتا ہوں بلکہ جن مولفین نے یہ روایت نقل کی ہے وہ بھی مثل میرے لاثم ہونے ہیں درستہ حوالہ ضرور دیتے۔ مگر ایسا نہیں ہے۔

میں نہ افرینہ ہے کہ ساحبِ تکفیرۃ الاصفیاء نے بھی اس روایت کو تین قیاس دیکھ کر درج فرمائے اور چونکہ موصوفِ تدبیم سیرتِ نگار ہیں اس لئے درج مولفین نے پہلو ایجاد ان کے رسالہ سے یہ روایت نقل فرمائی۔

اور نظر غائر سے دیکھا جائے تو یہ اتفاق اے درایت ہم اس روایت کو صحیح مانتے ہیں

کیونکہ قدم غلامان بارگاہ داری کا بالا لاندا تھا، میان ہر اور میں نے پانے والہ ماجد سے بھی بھی سنلتے کہ جب حضور نے پہلا سفر جہاز فرمایا تو اس زمانہ میں آپ صوم دosal رکھتے تھے جو تمیرے روزانہ طاہر تھا، اور بعده کمال تحمل و استقام مزاج بیان کی کیفیت تھی کہ انعام انتظار کا خیال بھی ناپسند تھا بلکہ عادت بھی کیلئے دقت پر جو چیز پر سیر ہے تھی اُسے آپ انتظار فرماتے تھے چنانچہ نیز خیال میں جہاں کا یہ داقہ آپ کی آئی زاہدیت، روشن داشتیاٹ کی وجہ سے دفعہ پذیر ہے اک جہاں پر حالت صوم میں سوار ہرستے اور سامان انتظار غیرہ ہمارا نہیں لیا جائے کہ میں روزا در بر دیتے سات رفیعے آب دانہ لگز گئے تو من جانب اللہ یہ خلطناک حادثہ روئما ہوا کہ دفتاً جہاں کی رفتار عطل ہو گئی اور اسی شب میں یہ صورت پیش آئی کہ ملبی کے مقتدر تاجر محمد ضیاء الدین یا ٹھنڈے جو اسی جہاں پر سوار تھے، حضرت سالت آب صلم کو خواب میں یار شاد فرمتے دیکھا کہ اے ضیاء الدین تم کھلتے ہو اور ہم سایہ کا خیال نہیں کرتے۔

وہ خوش نصیب تاجر جب خواب سے بیدار ہوا تو حسب ہے ایت حضرت بن معاذ ان کا تقین ہرگیا کہ کوئی ایسا یار گزینہ حق اس جہاں پر سوا ہے جس کی گرفتگی نے صیب پر دردگار کینہ نظر کر دیا لیکن مغلک یہ ہے کہ مجلا سا طاہر ہیں اس مقدس صاحب باطن کو تلاش کیں کر کرے۔ اس لئے مناسب حال اور بہترین تجویز یہ ہے کہ کل جلاں جہاں کی بغیر کسی آتیار کے دعوت کر دل جس میں دن تھم تھی بھی شرکیب ہو جائیگی چنانچہ ایسا ہی کیا اور جب سب لوگ کھلنے سے فائز ہو گئے تو تاجر نے مزید ہتھاٹکی نظر سے خود دیکھنا شروع کیا کہ کوئی شخص باقی تو نہیں ہر ناگاہ تدرست ایزدی کا یہ کرشمہ نظر آیا کہ دخانہ میں ایک ایسی غیر ذات مستغنى عن الصفات کو دیکھا کر گوشہ عزلت میں توکل کا تکیہ لگائے شاہیتی کے خیال میں محمود متغیر ہے۔

یہ دیکھ کر تاجر صورت فراؤ اپس آیا اور نہایت ادب را تمام سے ایک طبق میں لے لیا اور پر ٹکلف کھلانے لے گیا اور دست بستہ عرض کیا کہ مجھے بیضاعت کی دعوت قبل ہو جحضور نے یہ تہمنے خلص تھا دوچار لفڑ تناول فرائے اور اپنی کھانا اپس کر دیا اور تدرست الہی سے

تھوڑے عرصے کے بعد وہ ہزار چلنے لگا۔

بعض مؤذین نے یہ لکھا ہے کہ تابر ز صورت کو متواتر دعوت کا انتظام کرنا ہوا اس نے کہ پہلے روز حضور قبلہ عالم نے ہزار صد رشکب جادہ استعمال سے جنیش نہیں فرائی اور دعوت پر گرنسی کو ترجیح دی کیونکہ سیر شکی سے اگر تو اسے جمائی کو تقویت حاصل ہوئی تھے تو وہ قسمت الہی اور درج کی غذت کے خواستہ ہے یا یہ کہ فاتحہ درحقیقت شاہد ہے نیاز کا ایک کرشمہ ناز کی بیسیدہ ”وَلِلَّٰهِ بِالْحُكْمِ وَإِنَّ اللَّٰهَ فِي الْعِزَّةِ إِنَّ الْعَمَّالِينَ أَجْوَعُ“

ادرنگمن ہے کہ اس خیال سے پہلے روز حضور قبلہ عالم نے دعوت میں شرکت نہ فرائی ہو کہ تاجر نے ہماری گرنسی کی وجہ سے اپنا زکر کیا صرف کیا ہے تو لازم ہوا کہ ہم بھی کوئی ایسا فائدہ اس کو پہنچایں جو اس کے مصارف سے بہت زیادہ قیمتی پہنچانا پڑے ایسا ہی ہوا کہ اس روز دعوت میں صرف آپ کی شرکت نہ ہونے سے تاجر نے دیسری شب کو پھر ہی خواب دیکھا اور صلیب پر درنگار کے جہاں یا کمال کا نظارہ نصیب ہوا اور ایسی دولت..... لا زوال پائی جس کی قدر تجیت دی خال حقیقی جانتا ہے جس نے اس جیوب مختم ذرا فضل والکرم کو بیدار کیا ہے۔

غرض اس مکر فائدہ کثیر کے بعد سوداگر کا شوئی ضیافت سافری ہوا اور صبح کو دیوارہ اہل جہاڑک دعوت کا سامان کیا۔ اس کا یہ صدق دخلوں دیکھ کر حضور کے جوش عنایت نے بھی صحاب استوار اٹھایا یعنی تاجر کی مراد پوری ہوئی اور اس کے پیش کردہ کھانوں سے آپ نے صوم ہفت روزہ افطار کیا اور دیں گرفتہ جہاں خود بخوبی چلنے لگا۔

لیکن مؤلف حلوہ دارث کی صائب رائے سب سے بعد اہر اہل تو بجا ہے میں یا سات روز افطار نہ کرنے کے آپ نے چودہ روز کا فاتحہ لکھا ہے۔ دو میٹر انحرافات یہ فرمایا ہے کہ جہاڑکا یہ واقعہ ہے وہ مبینی سے نہیں روانہ ہوا اکھا بلکہ حضور مسیح علیہم السلام کے کنٹس اس جہاڑ بسوار ہوئے تھے اور ضیاء الدین کی دعوت کا واقعہ پیش آئنے کے بعد آپ سزا میں میں اس جہاڑ سے اگر گئے۔

چنانچہ آپ صفحہ ۲۷ میں سراجت کے بندہ اوقام فرماتے ہیں جس کا ناصحیت ہے کہ "حضرت عراق و جہاز کی سیر کرتے ہوئے پاپیادہ محیط عالم کے کنارے پہنچنے اور دہل سے جہاز پر سفر ہوئے اور چودہ روز تک افطار کے واسطے کوئی چیز نہ لی۔ فتح جہاز رک گیا! اور محمد فیض الدین تاجر نے خوب دیکھا اور صبح کو اہل جہاز کی دعوت کی جب حسنور نے افطار کر لیا۔ تو جہاز پہنچنے لگا اور گناہ سے شہر عدن کے پہنچا۔ اس مقام سے آپ پاپیادہ مژا حضرت اُسی ترقیِ رضی اللہ عنہ پر گئے اور دہل سے بیت اللہ شریعت روانہ ہوئے۔

مؤلف مددوح کا یہ اختلاف ایسا مخصوص اور متفقانہ اختلاف ہے جو نہ کسی مندادِ عالم کا جملج ہے اور نہ کسی کو تنقیح و تنقید کا اختیار ہے کیونکہ جناب مددوح صفحہ ۲۷ میں اختلاف عامم فرمائے ہیں کہ "صرف وہ واقعات ضروری اور صدقہ قلب بند کئے جاتے ہیں ہیں سے لوگ لا علم ہیں" پس معلوم ہو گیا کہ آپ کے رسائل کے بدل واقعات مصدقہ خاص ہونے کے ساتھ ہمارے علم کے محدود احاطہ کے باہر ہیں۔ لہذا کسی کو جون چڑھ کرنے کا حق نہیں چارہ نہ چار لصیت کرنا ہمگی اور بے دلیل ایمان لانا ہوگا۔ ع : شرط اسلام بود در نوش ایمان بالغیب :

حقیقت یہ ہے کہ مؤلف مددوح کے زیادہ مضافین میں ایسا افتخار اور انتہا پایا جاتا ہے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ فنِ تالیف لیکنیت سے آپ کی طبیعت کو مناسبت کہہتے ہیں اسلام اسی جہاز کے واقعہ کو گراڈ پر کے چند صفات پر صنیکے بعد نظر غارم سے دیکھا جائے تو مجہور ایجھی کہنا پڑے گا کہ سفرِ جہاز کے اس شذدانہ میدان سیاست کو آپ کے پریشان مضافین نے سمرپا پیڈیا اور تاریک کر دیا۔

جده پہنچنا بہر کیعنی میں اس سلسلہ میں دہی صورت اختیار کرتا ہوں۔ جو دیگر مضافین، سیاست داری کا نظریہ ہے یا اپر جو لگارش کرچکا ہوں کہ بھائی سے روانہ ہوئے بعد راستہ میں مگر عدن سے پہنچ کسی مقام پر دعوت کا واقعہ پیش آیا اور سرمهہ و عالم پڑا کی یہ رفت و غلت دیکھ کر آپ کی گرشنگی کا خیال حضرت مجتبی والجلال نے فرمایا۔ اہل جہاز اس قدر متشرب ہوئے

کاس روز سے سیدھا ضیاء الدین فاصل طرف کے اور درجہ اعلیٰ بہباز عام طور پر آپ کے آگردیدہ ہو گئے اور مقدس اور خدار سیدہ بھنست لگے اور ارادتمند شریعت سے مشرف ہوئے اور حسنہ قبلہ عالم بہباز نعم و جلال جدہ پہنچے۔

بعن مؤلفین نے لکھا ہے کہ جب جہاں بندگاہ عدن میں پہنچا تو دہل سے جہاں پھر گریبیت اللہ تک ہجندی قبیلہ عالم نے پایارہ سفر فرمایا لیکن نیرا خیال یہ ہے کہ دہل توں صبح ہے کہ جدہ تک بہباز پر انتساب لے گئے۔ کیونکہ سرکار عالم پناہ کے ارشاد سے آپکا جدہ تک جہاں پر جانا ظاہر ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک مرتب بعض عشاں کا ذکر ہو رہا تاکہ اسی سلسلہ میں حضور قبلہ عالم نے فرمایا۔ جب ہم جدہ اترے تو سیدھا ضیاء الدین بوجہاں پر ہم سے بہت محبت کرنے لگے تھے وہ بھی اُترنے لگے۔ ہم نے کہا ہبھرے ہے کہ تم پہلے مدینہ منورہ ہو اُدیکنگ جج کا ایک چار ہیئتے انتظار کرنا ہوگا۔ اور زندگی کا انتیار نہیں۔ انہوں نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ دل توہی چاہتا ہے کہ آپ کی محیت میں رہیں میر حکم کی تعمیل کرتا ہیں۔ بھرڑے عرصے کے بعد ہم سے لگہ میں کسی نے کہا کہ ڈپیا، اور دین جب روضہ اُدیس پر پہنچے اور اتنا نبوی کے دستے بھی تو اسی حالت میں اس طالب صادق کا دم بخلکیا۔

تلی ہذا حضور کے قدیم حلقت بگرش نعمت اللہ شاہ صاحب داری شمس اللہ میں جب سفر جہاں سے دلپس آئے اور حضور نے بعض مقامات کے علاط پر پہنچے تو موصوف نے عمال جدہ کے انتظامات کی کچھ شکایت کی جس نے ظہور اشرف شاہ سے مناظبہ ہر کر فرمایا۔ ظہور اشرف جہاں پر سب لوگ ہمارے ایسے یار ہو گئے تھے کہ جدہ میں اُتر تو سب نے اصرار کیا کہ آپ کا اُنٹ آگے اور ہمارے اُنٹ پھیپھی چلیں گے۔ تاکہ ظاہر ہو کہ ہمارے قافلہ سالار آپ ہیں۔ ہم نے کہا کہ یہ جھگڑا ہے۔ بس جب دو لوگ کھانے پکانے میں مشغول ہوئے تو ہم سرم دہل سے مدد تک پیدل چھٹے

اور اس سے میں کسی پدم نے ہم کو نہیں ستایا:

داغلہ حرم محترم | الحاصل ان ارشادات سے تبدہ تک بہاذ پر آپ سنا اپنے بتاتے ہیں اور یہ بالاتفاق منقول ہے کہ آپ ۲۹ ربیعہ کے وقت مکملہ پھر شیخ کے اوپر خداوند حسن مکی کے مکان میں قیام فرمایا۔ دوسرے روز یحییٰ رمضان کو مطوف موصوف کے ہمراہ پھر طواف جا رہے تھے کہ پاب اسلام کے قریب ایک جعلیل القدر بزرگ نے جو مکمل خلیفیں صاحب دربار کری می شہر کے آپ کے معانقہ کیا اور بشارت دی کہ صاحزادے مبارک ہے۔ آئی وہ انوار حضرت احادیث مشاہد کر دی گئی جن کے دیکھنے کی الہیت اور استعداد صدیل کے بعد ندانے تم کو محنت فرمائی ہے: ”ذلک فضل اللہ یو تیلہ مَن يَشَاءُ“

الغرض حضور قبلہ عالم بکمال خصوص اور بعد نیاز دردار شاہد ہے نیاز کے شوؤں میں داخل حرم محترم ہوئے: عنایت ہمیں سے حقیقت کعبہ منکشہ ہوئی اور جو دلکش پڑتے ہیں تھے وہ بے جواب دیکھا۔

بعض مؤلفین سیرت وارثی نے لکھا ہے کہ حرم محترم کے قریب ایک خدار میدہ بزرگ انتظار میں رکھتے تھے۔ آپ سے معانقہ کیا اور فرمایا آئنے میں بہت دریکی۔ اور جان سچن سلام ہو گئے۔ حضور نے ان کی تجھیز دلکشین فرمائی اور اسی روز سے آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قبل افطار حرم میں تشریف لاتے اور بعد فراغ تردد تحریر انتشار کرتے جب اس زیادہ جانی اور چیزیں لوگ رہ جلتے۔ اس وقت مقام ابراہیم ہیں بنیت نفل رکھتے ہو کر نہایت خوش الحلق کے ساتھ مصری ہجوم سے دو رکعت میں آپ پورا قرآن ختم کرتے، اور بعد نماز صبح بستر پر تشریف لاتھے تو اور تمام دن تاریخی مقامات اور مقدس یادگاروں کی سیرا در زیارت میں گزر جاتا تھا۔

چنانچہ آپ کے یہ اخلاق حسنة دیکھ کر خلق کی رجاعت برٹھنے لگی۔ حالانکہ آپ کے کذا ذات آں قدر متفبیط اور نقصم تھے کہ جائے قیام پر لوگوں کو ملاقات کا مرتع نہیں مٹا تھا بلکن طالبان جن

اہابل ارادت شب دروز سرگردان رہتے جہاں کہیں تبلڈ عالم مل جاتے۔ دبئی آپ سے فتویں  
دبرکات مہل کرتے حتیٰ کہ مکہ مظہر میں اکثر مقتدر اور ممتاز حضرات حلقة گلوش بھیجت اور فتحہ رفتہ  
تمام شہریں آپ کے تصرفات روشنی کا شہرہ ہو گیا اور بعض ایسے واقعات روشنہ جوں کہ  
بعد معلوٰات غزوہ اس رسالہ میں نقل کرتا۔

لیکن مکہ مظہر کے واقعات کا ذکر کرنے میں ایک اور ایم دشواری بیش آتی ہے کہ شرعاً  
کے ساتھ آس کا نام اور اس کی جملے دفعہ اور اسکے انباء کا خاص سبب بھی لکھ رکھنا لازماً  
ہے اور یہی سے داسطہ ان بالوں کا علم ناممکن است سے ہے کیونکہ آرمان واقعات کا ذکر رہا  
سے سنت آوان کی تفصیل بھی معلوم ہوتی اور ان کا نکارش کرنا بھی آسان ہوتا۔

مگر اس کا اعتراض کرچکا ہوں کہ سفرِ حجاز کے حالات صحیح روایات سے معادم کرئے کا  
شرط مجھ کو نہیں ملا۔ اس لئے کاس مقدس دیا کے قیم غلامان داری سے ملنے کا اتفاق  
بہت کم ہوا جو شل نہ ملتے کے ہے۔

لہذا میری محدود معلومات اور ناتمام و اتفاقیت کا انصراف صرف اس پر ہے کہ حضور قبلہ  
علم کے ارشادات سے اگر کسی واقعہ کا کوئی حصہ ظاہر ہوتا ہو تو اس کا حوالہ ددل جالانکہ سرکار  
علم پناد کے اکٹیاے ارشادات بھی ضرور میں کہ جن میں تھوڑا بہت سفرِ حجاز کے واقعات دکر  
ہے مگر وہ بالا جمال میں نہ بالتفصیل۔

منیز کاں یہ بالاتفاق ثابت ہو چکا ہے کہ حجاز کا سفر اپنے تین مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ کے غر  
میں کبھی تین اور کبھی چار سال تک حضور قبلہ عالم لے اس جو رحمت کے دیار امسار میں ہتھیا  
فرائی اور اس سیاحت کے دوران میں ہر سال یا مام جج میں آپ مکہ مظہر میں شریعت  
لالے اور اسی طرح سات یا بڑی لیتے گیا راجح نئے جس کا اخلاص ہے یہ کہ شہر مکہ مظہر میں سا  
یا گیارہ مرتبہ کچھ عرصہ کے داسطہ آپ کا آناملہ طریقہ ثابت ہے۔  
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضور کے کسی ارشاد میں مکہ مظہر کے کسی دانہ کا ذکر تو پہلا

پہچھے زندہ بھی پان کیونکری عرض کر سکتا ہے کہ پہلے یاد دسرے کے آئیں ہے دورہ سفر میں جس کیلئے جب آپ شریف لائے تھے۔ ہن وقت یہ راقعہ رد نہابو الہذا اس تید گھیٹا کی واقعہ کا ذکر کرنا جسکا ہندر قبل عالم کے ارشاد میں اُسکی صراحت کالی نہ ہو میرے خیال میں دشوار تر بلکہ محال ہے۔

اسکے ساتھ ایک اور ضروری احتیاط کا خیال پیش نظر یہ کہ اگر سفر حجاز و عراق کے لیے دعا خاتم جن کا حضور کے ارشادات سے الہا رہتہ اکارہ اور جن کو آپ کے لصقات سے واقعی تعلق ہے اور حقایقت درد حذایت سے گورا سرد کا رہے اور جو میرے حاظہ میں محفوظ ہیں۔ وہ جملہ محفوظات ان بیچ پڑی اور ان میں نہ مسطور ہو گئے بلکہ ان میں زیادہ محفوظات اور اکثر دعا خاتم ایسے ہیں جن کو حقائق دعا رف کے روز سے گہرا تعلق ہے اور جن کو عالم جوش اور حالت وجد میں فرمایا ہے اور ان کے بلند معنی و دینی مضامین عام نہیں ہیں ان کو لمحاظ ان کی اہمیت کے بخواش کرنے کی وجہت نہیں اسکے لیے نہیں ذکر دیں گا۔ بلکہ سفر حجاز کے دہی دعا خاتم ارشادات لکھیں گا جو خطا دلف لفڑا تحریر ہیں اسکے لیے نہیں پھر بھی اسکا وعدہ ہبھیں کر دیجا کہ وہ سوچ اپنے دفعہ کے اعیاد سے بقید زمانہ اور قدم ذات خرکی غلطی سے محفوظ ہو۔ بلکہ کیونکہ اس کا تھیس کرنا محال ہے کہ کلم مغلامہ کے کس سفر میں اور کس سال یا تاریخ یا زمانہ یا بیان میں محفوظ ہو۔ مثلاً حضور کے تدبیم خدمتگار جناب شا فضل حسین صاحب ارش سجادہ نشین حضرت شاہ ولایت محمد بن النعم قادی کنترال معرفت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ، یہ جب کلم مغلامہ پہنچا اور بھیت سرخ تدمک جنمائی انشاء اللہ صاحب ہبھر طبیہ الرحمۃ کا ہمان بروار حب طب اٹ کرنے لگا تو یہی دیکھا۔ حرم شریف کے دروازہ پر جاہ فرم کے تربیب ایک ہمدرد ہرگز جن کے لوگوں چہرے سے تھبھر طب کی شان نمیباخی۔ کھڑے ہیں اور یا عبد الحمی کی ضرب لگا رہے ہیں یہ جدید اور غیر بالنس ذکر سن لئے نہ مجبحا۔ تھبھ جوتا تھا آخر لیک روز جناب مولانا علیہ الرحمۃ سے ذاکر صاحب کی شخصیت اور حالت دیانت کی۔ مولوی موصوف نے مسکرا کر فرمایا کہ ان کا نام مزوی عبد الحمی صاحب ہے۔ اور مجذوب الحکایا کہ تمہارے ہم سلسلہ میں اور ان کا واقعہ معتمہ حضرت سے یہ سنا ہے کہ یہ کسی مقصد خداوندان کے کرن ہیں قبل اس حالت کے بھی ان کو ایں مکمل محسن اور وسیع النظر عالم سمجھتے تھے۔

مگر جامع اخلاق حسنہ اور صاحب مقامات علیٰ یا کوئی مقترب بارگاہ حضرت احمدیت جملہ تھیں  
یہ حضرت صحیثت نہاب جرس نامہ میں یہاں آئے تھے بیب آپ کے مرشد بحق سینا مذکور العالیٰ  
یہاں تشریف فرمائے۔ مولوی صاحب بھی ان کی خدمت میں بناظر طلب بل لے لگا۔ ایک دن  
کچھ ذکر آگیا تو مولوی صاحب موصوف نے مسئلہ خدمت و وجود سے قطعاً انکار کیا۔ میں بنیان  
لے غایت فرمائی اور اپنے کمل میں ان کو پہاڑا بیا۔ تجویزے و تفسیرے بحجب باہر آتے تو  
خدا کو علم ہے کہ مولوی صاحب نے اس پرده میں کیا دیکھا اور اپنی تفہیمت کے راز نکلنے کو  
کیا سمجھا۔ مگر اسی وقت سے انکی یہ تفہیمت ہے کہ ہمدرد مپر کیفیت رہتے ہیں اور اکثر خداہ نہ مرم کے  
قریب کھڑے ہو کر راہ از ملن را عبد الحجی کی ضرب لگاتے ہیں ابقیہ اور حالات الگ اور یافت کرنے پر  
تو وہ مرشد بحق سے پوچھنا بلکہ یہ ضرور عرض کرنا کہ اس غریب مولوی کو کیا دکھادیا جو خودی سے  
بنے خود ہو گیا اور اپنے نام کی آپ ضرب لگانے لگا۔

اس تھت سے یہ تو ضرور معلوم ہو گیا کہ مذکور مختصر میں مولوی عبد الحجی صاحب ہما بر حضور مسلمؑ کی  
کے فیوض و برکات سے مستفید ہوتے لیکن باوجود اس مراجحت کے اس کا اکشاف نہیں ہوا  
کہ یہ واقعہ کس سفر میں پیش آیا گیا کہ سرکار عالم پناہ سات یا گیارہ مرتبہ مذکورہ تشریف لے گئے  
ہیں اور قریب قریب جملہ داعیات سفر جہاز کے تذکرہ میں زمانگی تینہ نہ ہو گی۔

اور میں نے جو پہلے سفر جہاز میں اس داعیہ کی نقل کیا تو بعض اس خیال سے کہ اول تینیشلا  
اس کا ذکر گزا تھا۔ دوسرا یہ کہ داعیہ چونکہ صحیح ہے لہذا اگر زمانہ کا اختلاف بھی ہو گا تو وہ دفع  
داعیہ کے منانی نہیں کیونکہ یہ مسلم ہے کہ حضور کے دین سے مولوی عبد الحجی ہما بر از الملام  
ہوئے۔

علیٰ ہند شیخ محمد سعیل صاحب داریٰ ریس پہنچی مضادات بھار جب تھی بیت اللہ  
سے واپس آگر حضور کی قدیمی کے لئے دیوبی شریعت حاضر ہوئے۔ اور مذکور کے بعض  
مقامات متبرکہ کا ذکر آیا تو سرکار عالم پناہ نے ذرا بیا کہ آمیل ہم بھی یک سعدی غار جرا کی

جانب گئے تھے۔ دیکھا کہ ایک صاحب آنکھیں بند کئے مرتقبہ میں میٹھے ہیں جب آس مشغایے  
وہ دار غرہ ہوئے تو ہم نے پوچھا کہ آپ کس خیال سے ہی رضاخت کرتے ہیں انہوں نے کہا آپ کے کیا  
پردہ کہاں۔ طلبہ میری یہ ہے کہ مطلوب حقیقی کو دیکھوں لیکن عرصہ سے پیش کرنا ہوں اور ہم نہ  
مراد پوئی نہیں ہوئی۔ ہم نے کہا۔ جب آپ آنکھیں بند کر لیتے ہیں تو دھانی کیا دے۔ مشہور کرم  
کہ من کات لیں ہوں ہے اکٹھے تربوئی الکھڑی آئتی۔ اگر آنکھیں ہوں کر ثابت کی نظر  
سے آپ دھکیں تو انہیں موجودات کے پردہ میں وہ مطلوب حقیقی دھانی نے جیسا کہ حضرت  
مریم مطہرہ السلام نے جب مشاہدہ مطلوب کے داسٹے پہاڑ کو مستقر بنایا تو جعلیات اور شاہ حقیقی  
کی دید نصیب ہوئی۔

یہ نہ کہہ سکتے آئے مگر تھوڑے عرصے کے بعد وہ بزرگ مکملہ میں ہملے پاس آئے اور  
کہنے لگے مرشد میں جیعت کر دیکھا۔ آپ کی توجہ سے میری برسوں کی مراد پوری ہوئی۔ ہم نے کہا۔  
جیعت کی عندرت نہیں ہے سنا ہو گا کہ دناؤں پر سوار ہونے والا ہمیشہ ڈدتا ہے جس  
کا ہاتھ کچھ کلے ہواں کا دامن نہ چھڑتے وہی صورت ہمیشہ رہنا گی کرے گی۔

یہ کبھی فریبا ہو کر ایک روز غار شور کی طرف جو ہم گئے تو دیکھا کہ ایک بیوی سمی سوت نہیات  
دنک آؤنے سے رہ دی جانت کیا تو معلمہ ہوا کہ ابھی اسکا جزا بیٹا مریلیا ہے ہم نے اسکے سبکی پڑتائی  
کی تو اس نے کہا یحیم صاحب صبر اس دیوان میں کہا ادا رہ میرے پاس پیسے ہے جو مولانا اؤں  
تمہارے پاس اگر کوئی دو اہم ترالشک راہ پر اس کو کھلا دد کے زندہ مجاہے ہیں میرا ایک لڑکا کو ہم نے رکے  
کے منہ پر سے پڑا بشارک تھنڈا پالی چھڑک دیا۔ اغاف سے اس نے انکے ہوں نی اور بات کرنے لگا۔ بڑھا  
تو جوش محبت میں اس سے پٹ گئی اور ہم دہاں سے آگئے ٹکنے شاید اسکے ساتھ ہرگیا تھا۔

ایک مرتبہ تعلیم طریقت کا کچھ ذکر ہے رہا تھا۔ اسی سلایم میں آپ نے فریبا کا عافت  
تھا ایک خوشحال شخص علی بن حافظ نبی ہمارا مرید ہوا اور ہما تھے جو گلاس نے کہا کہ خدا کی خوش  
گزینے کوئی ایسا آسان عریت تعلیم فرمائے جس کی تعمیل کر سکوں۔ ہمے کہا اجھا آگر تم کو کہہ شوقت ہو کر خدا

ہم سے خوش ہو تو آخریت کیما احسنت اللہ الیک جیسی فضائل تھیں ہمارے ساتھی کی کی  
ہے تم اس کی مخلوق کے ساتھ دیجی بھی نیکی اور احسان کرنا اس نے کہا کہ بہت اچھا ایسا بھی نہ  
ہم جلے آئے۔

آنہر روز کے بعد وہ مکہ شریف میں ہمارے پاس آیا اور کہا کہ حسب ہدایت میں نے  
خدکے بندوں پر یہ ہی احسان کیا جو خدا نے مجھ پر کیا تھا کہ اپنا کام ال عن الدش فقر اور مساکین کو  
تقسیم کر دیا اور سمجھا کہ فراغت ہو گئی۔ اور خدا کے احسان کا بدل کر چکا مگر دوسروے دونے غیر علیحدے  
پھر مجھ کو لذیذ غذا پہنچا تا ہے تو آپ سے پوچھنے یہ آیا ہوں کہ اب اس احسان کے عوض اس  
کے بندوں کے ساتھ میں کیا بدل کر دیں کیونکہ اب تو میرے پاس مال بھی نہیں ہے۔

ہم نے کہا کہ اگر وہ گریم کار ساز رزم کو نہ لے لذیذ کھلا لے ہے تو اس کا بدل تم یہ کر د کہ روز  
اس کے بندوں کو بلایخال معاوضہ پانی پلائیا کرد۔ کیونکہ پانی بھی بہت بڑی نعمت ہے۔ ذ  
جعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَقِيقًا

چنانچہ اسی وقت اس کو ایک مشک منگادی گئی اور اسی دن سے وہ خدا کو خوش  
گز کے شوق میں خدا کے بندوں کو پانی پلانے لگا۔

کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر آیا اور کہا اب دوسروی پریشانی میں مبتلا ہوں وہ یہ کہ خدا نے  
کریم غذکے لذیذ تو آئی طرح مجھ کو روز پہنچا لے جاتا ہے مگر میری آنکھوں میں یہ مرض پیدا  
ہو گیا ہے کہ مسوائے اللہ کوئی دوسرا مجھ کو لنظر نہیں آتا پان کس کو پیدا کر لے۔

ہم نے کہا کہ اب مشک پھینک دا در غار ثور میں جا کے اس طرح بیٹھو کہ مر کے الجھو  
تمہارا کام ہو گیا یہ اللہ کی دین ہے۔ جاؤ۔

یہی فرمایا ہے کہ ایک روز طالعن کے نخست ان میں ہم نے دیکھا کہ ایک اونٹ  
محبین ہو گیا ہے اور اس کا ماک روہا ہے۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا میرے اور شیب  
اہل دعیوال کے رزق کا سہارا بھی اونٹ تھا۔ چند روز سے اسکی یہ حالت بکر کے کھانے کو

ادھر ہم لوگ نان شبدی کو نتاق ہو گئے ہیں ہم نے بول کے کانتے سے اس کی پیشانی پڑھا آبلپنگیا  
تمہارا اس کو توڑ دیا اور وہ اونٹ اپھا ہو گیا یہ سخن ہم کو ایک عرب نے بتایا تھا۔

غرض حضیر قبیل عالم نے تین ہی نہیں سے زیادہ مگر معظمه میں قیام فرمایا اور گرد و نوار کے  
مشہور مقامات کی خوب سیر کی اور اس عرصہ میں متعدد حضرات دہل سالہ ہرئے اور  
ہر ایک کو اس کی حالت اور استعداد کے لحاظ سے ہدایت فرمائی۔ چنانچہ کسی کو یہ حکم ہوا کہ  
اہل دعیاں کی ضروریات کے داسٹے تجارت کریں اور دل بیار دست بکار کے مصداں  
بیو، کسی کو دائم الصوام کسی کو تفاصیم اللیل رہنے کی ہریں کسی کے داسٹے زندہ دوکل تجربہ  
کیا کرنی بادہ محبت سے مر شاربیگی۔

مدینہ منورہ الحامل شہر خص کی اہمیت کے لحاظ سے اس کو ہدایت فرمائی اور ذا الجھ کے  
دوسرا ہفتہ میں پہلا قافلہ جب تباہ ہوا اور شریعت مذکور آپ کی سواری کے داسٹے ایکثنت  
کا انتظام کیا جکلام کی ہمراہ رکا ہے تھے مگر آج معظمه سے آپ پاپا صادہ مدینہ مشریہ کریمان ہوئے۔  
راستے میں ایک روز قافلہ جارہ تھا کہ بدودوں سے مقابلہ ہوا جو لوٹنے پر آناء نظر کے اہل  
قافلہ نے اس پریشانی میں حضور کو اپنا پشت پناہ بتایا اور اراد طلب ہوئے کہ پس اس آفت  
نامگہان سے بچائیے۔ آپ نے سب کو تکین دی اور خود ان محل بددوں کے پاس تشریف لیئے  
اور فرمایا کہ افسوس کا مقام ہے کہ تم کو نہ جس کارخانی بھائی ہوئے کاشرت حاصل ہے اُس  
کے لازمیں کو سمجھائے ہیں فرازی کے لوٹنے آئے ہو۔ بدودوں کے سردار نے کہا کہ اس قافلہ کی  
محافظت کے صدر میں ہم کو سور و پیسے ملتے تھے جو شریعت نے نہیں دیئے آپ نے فرمایا۔ رہ ہم  
سے لواد کیں یہ نہ تابر کو ختم ریا جاؤ آپ کا ارادہ مکندھا کہ تم دو سور و پیسے ان کو دے کر پانے  
دانہ کو سکایت سے بچاؤ۔ دہ تاجر و پیسے لے کر حاضر خدمت ہوا۔ بدودیہ دیکھ کر بہت محجوب  
ہوتے اور روپیے لیئے سے انکار کیا۔ اور ان کے دوسرا نہاد مدت سے گردن جھکائے  
خدمت والا میں عاصر ہوتے اور آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ آپ کی ہدایت سے متاثر

بُوکرِم آتے ہیں اور آپ کے سامنے الشہست ہبکر تے ہیں کہ آن سے توانگی کسی قیافا کو نہیں  
نہ پہنچائیں گے آپ نے خوش ہو کر ان کو رخصت فرمایا اور تناول لے گئے پہلا۔

یہ پہنچ قصہ بھی اگر تو مخدود تبلیغِ عالمی نے استبسم ببول سے فرمایا ہے کہ مدینہ منورہ کے راستے میں  
ایک روز ہم اونٹ پر سوار ہوئے اور ایک غیر معرفت ہو ہوئی صاحب تھے ان کو اپنے ساتھ جانا یا نہ جانا  
صاحب پار بار آیا کہیے اَنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ پڑھتے تھے ہم نے پوچھا کہ ہو ہوئی تھا  
اس آیت کی بتکرا تلاوت آپ کیوں فرمائے ہیں کہا صاحب اُد تکم کیا جانا تو یہ آئی کہ میرے  
صابرین کے لئے بشارت ہے اور ہمارا صابرین میں شامل ہے۔ کیونکہ اس دشوارگز اور راستہ  
میں مصیبت پر مصیبت اٹھاتے ہیں اور صبر کرنے پڑتے جاتے ہیں اتفاق سے شریعت کا پانی  
ختم ہو گیا اور قریب لفظ النہار گرم ہوا جو علی تو مولوی صاحب کو پیاس لگی۔ جگہ کر اپنے  
ہمراہ بیوی سے پانی مالگا۔ انہوں نے بھی سوکھا جواب دیا۔ آخر جب مولوی صاحب شدت  
شکل سے بہت پریشان ہوئے تھے ہم نے کہا۔ اَنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ  
یہ نکر مولوی صاحب کو نعشدہ آگیا اور کہا۔ صبر کی ایسی میسی ہماری جان جاتی ہے اُپر اُن اللہ  
مَعَ الصَّابِرِينَ کی ٹریکر اگر ہم پیاس سے مر گئے تو مجھے تونج الصابرین کو قریں لے جائیں گے  
اس عرصہ میں ایک شخص آیا اور اس نے مولوی صاحب کو کچھ کھلا کر ٹھنڈا پانی پلایا۔ جب  
مولوی صاحب کے حواس درست ہوتے تو کہا آج سے اس آیت کو میں کبھی نہ پڑھوں گا۔  
زبان سے کہنا تو آسان ہے مگر انہی صبر کرتا بڑے مرندل کا کام ہے۔

اسی سلسلہ میں بحکم صندوق علی صاحب اُن مژاں مزاح جلوہ و ارش صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں  
کہ راہ میں ایک مسجدی حجر میں محمد صلح مجذوب را کرتے تھے جب آپ دہاں پہنچئے تو مجذوب  
موصوف نے یہ فرمایا آپ کو سینہ پر سینہ کیا کہ اپنی امانت لیجئے اور خود جاں بحق تسلیم ہوتے  
حضور نے متنازع رہش اختیار کی جب دریا حضرت رسالت صلیم میں پہنچے تو آپ کے سارے  
حائل ہوا اور ساریک مجذوب کے بعد مجذوب سالک کا درجہ پانے نہیں جان سے پیا۔

موصوف موصوت کی نقل کردا، اس روایت کے بعض حصوں باوجود غیر صداقت ہرنئے کے قابل اعتراف ہیں، اس وجہ سے نہیں ہیں کہ حضرات مشائخین کے مذکور ذہن میں عموماً موقوفین ایسے مذاہین کی روایتیں نقل فرمائے ہیں۔ لہذا روایت مذکور کے اس فقرہ سے انکار کرنے کی کوئی دلچسپی مطلوم ہے کہ ”محمد صالح مجذوب نے آپ سے ملاقات کی“ بکھریں تو یہ عرض کر دیئے کرداروں میں سیرت داری نے حضور کے حالات سفر جاہز میں لیک یادوں مجازیب کی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ شاید یہ اُنکی اختصار پیشی کا اتنا انتہا تھا کہ درست خیال یہ ہے کہ خدا کی اس تھیں ہیں فوج نے جس میں متعدد کاملین عاذین مجازیب سالکین شامل ہوئے اپنے اپنے مقام پر حضور قبلہ عالم سے ملاقات کی ہوگی جس سے ہم عاذین ہیں بے خبر ہیں۔

یکن پہ کمال ادب یہ عرض کر دیں کہ روایت مذکور کے وہ جملے قابل خوارد لائن تفہید ہیں جن کو ضمہم آداب حضرت شیخ نے منانی ہے کہ ارشادات قبلہ عالم سے کھلا ہوا اختلا سے۔ ادل یہ کہ مولانا موصوف نے گھملے کہ محمد صالح مجذوب نے آپ کو سینہ ہو سینہ کیا اور امامت روحانی تغیییر فرمائی۔

بنا ہر یہ ایسا دادعت ہے جس پر اکثر مشائخین فخر کرتے ہیں۔ مگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو آپ کی یہ درپرداز تفہید ہے، چنانچہ خود حضور نے نہ لایا ہے کہ ”سیاحت عرب“ تیس ایک ابدال سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے کہا۔ ل تعالیٰ یا سیدِ قمی ہم قریب گئے تو کہا آدم سرسال کی ریاست کا تمرو تم کو تغیییر کر دیں۔ ہم نے کہا کہ ناطقِ تعالیٰ لٹک یا شیخ ہیں نہیں جائیں فرمایا ہے کہ ”تمزد دہے جو اپنی کمائی دوسریں پر تسلیم کرے اور نامرد دہے جو۔ دوسرے دل کے مال سے فائدہ اٹھائے“ یہ بھی فرمایا ہے کہ ”شیراپنا اشکار کھالیہ۔ اور دوسرے درندوں کے شکار کو سونگھتا بھی نہیں۔“ یہ بھی فرمایا ہے کہ ”عرب میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ اس نے کہا صاحزادے کیا تماش کرتے ہو جو خواہش ہو۔ میں پوری کر دوں۔ ہم نے کہا۔ ہمارے گھر میں کیا نہیں۔ تسلیم ہوا البتہ کی لونڈی نظر

شیر خدا کا نلام ہے اس نے کہا تھے کہتے ہو۔

ان ارشادات سے صنور کی سیئیوں اور مزان ہمایوں کی نیبوری اور اختیارات اضافت ظاہر ہوئی ہے اور تابستہ کے کمالات رو حانی سے نائدہ نہیں اختیار اور جو کچھ پکڑا ہے وہ عنایت وہی سے ملائے یا آباد اجادا سے بدلنی اور یہ افادہ ہو لے ہے مگر انہوں موات موصوف نے اپنے خیال اور حوصلہ کے خلاف سے یہ کہیا کہ محمد صالح مجذوب نے آپ کو نعمت تغییض فرمائی جو صریح حسنور کے درج علیا کی تفصیل اور آپ کی شان غیرہ کے منافی ہو۔ دوسرا جملہ جو یقینی قابل تمعید ہے وہ یہ کہ مولف موصوف نے اپنی دیدویافت کے اعتباً سے پیش رکھے کامل کے حق میں یہ نگارش فرمایا کہ محمد صالح مجذوب کی عنایت سے آپ نے مستانہ روشن اختیار کی لیئے مجذوب ہو گئے اور بارگاہِ رسالت سے آپ کو مجذوب سالک کے بعد سالک مجذوب کا درجہ ملا۔ گواہ مددح نے اپنے خیال میں مرتبہ سالک مجذوب کو ملنچ علیا میں شمار کیا اور اس کا نزدین سہر الیسے جلیل القدر اور مستانہ عاشق کے سمرے یادِ حاجی بنے جملہ منازل عشق امام کے ساتھ ملے فرمائے اور اپنے وقت کا بجدا ہوا۔

جناب مرتن کا یہ صوفیانہ انمازہ اور رو حانی تجربہ بالکل اس تکمیل اور مشہور مثل کا اسم منی ہے کہ نیپال کے ایک دیہاتی اور مکمل شخص نے ہندوستان کے ٹبرے مقصد ریس کی عالیش مکان رکھا اور اس کے متول کا عال سنا تو بے ساختہ کہا کہ یہ تو روزگار لکھاتے ہوں گے۔

چونکہ مولف موصوف بصورت مشاہدین زانہ صاحب کیفیت حال شخص ہیں۔ اس نے اپنے خیال میں مرتبہ سالک مجذوب کو صوفی کامنہ تھا تے کمال تصویر فرمایا اور اس کو ایک کامل و مکمل ہستی کے درج و نعمت کی آخری حد قرار دیا اور شاید آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ مجذوب کے حال و تعامل کی نسبت حصہ نے کیا فرمایا ہے۔

چنانچہ ایک روز صنور قبلہ عالم نے اپنے ایک خادم کو خشم ننانی فرمائی اور درستک تاں کی تبلیغ کرنے کے رہے۔ مگر غادم خاموش رہا۔ صنور نے حاجی اور حضرت شا و صاحب سے مخاطب

ہوگرفیلایکری رخادم) اس قدر ناخوش کیوں ہے اونکت شاہ صاحب نے دستابتہ سرمن کیا کہ سرکار یہ پچھہ اس وجہ سے ہیں کہ شاید انہوں نے سن لیا ہے کہ انکو تو یہ آپ کو بندوبستی ہی ہیں یہ سن کر پہنچ آپ دہن مبارک پر ماہر رکنگر مسکلے پھر تنرا میز برلنیہ سے سر اندس کو جنش دیکھ فریبا۔ عورتیں ناقص اعقل ہوتی ہیں ہم بندوبست نہیں ہیں بلکہ یہ لذگوٹ بندجہنہ کا اثر ہے۔ کہ خسرو آجلا ہے اور مجذوب تو مسلوب الواس؛ مدلوب الال کو ہتھے ہیں جو نوڑ آگر کامل بھی ہو لیکن دسردیں کیں نہیں گر کرتا۔

اسی طرح دیگر ارشادات میں بھی مجذوب کے سال و مقام کا انتہا ہوتا ہے مگر میرے خیال میں یہی ایک ارشاد اس طبقہ کا ہے کہ سرکار عالم پرناہ مجذوب نہ تھے بیونکہ دنیا جانتی ہے بلکہ خود مرلاف موصوف نے اپنے رسائلے میں خشنعت میں اس کو تحریر فرمایا ہے کہ حضور قبلہ عالم کے فیض، تصرف سے نیز مدد و مخالق الہی مستفیض ہوئی اور آج بھی ہوئی ہے۔ لہذا اگر آپ مجذوب یا مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہوتے تو آپ کے دسردیں کی تھیں ظہور پذیرہ نہ ہوتی۔

البتہ یہ ضرور ہے کہ حضور نبیلہ عالم مشتاق دیدار حب مدینہ منورہ میں اپنے جد علیؑ کے مزار پر اوار پر پہنچے ہیں تو در در فراق سے لیکنی مضطرب اور بے قرار تھے۔ اور اس وقت آپ کے قلب مصفا کی جو حالت بیان کی جائے وہ بالکل قریں تیاس ہے جس کو دیکھ کر حضرت مسعود عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نعمتیبرہ کو ایک نظر عنایت سے قربا الہی میں آن مقام ارفح تک پہنچا دیا جس کے اثرات سے صدیوں کے بعد دنیا کے ہر گوشہ میں عشق و محبت کے پیغمبیری ہو گئے۔

علیؑ ہذا حضرت خالون جنت کی آرامگاہ میں جب آپ کا گزر ہوا ہو گا۔ تو اس جذبہ امداد کی جانب سے کیا انعامات پر لے کر تغییض ہوئے اس کا بھی علم اس مبدہ نیا صحن کو ہے جس نے اس محظیہ کو شرف اعزاز مرحمت فرمایا کہ رسول کریمؐ کی وہ لاذیلی میشی جملہ عورتوں کی سردار

اور صاحب مقام رضاستیم ہے۔

چنانچہ حضور قبلہ عالم نے اکثر فرمایا ہے کہ ”بی بی ناطق کی منزل رضاستیم کی تھی۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ”صبر در حنا کا مرتبہ جس کو ملا۔ الجبریت کے گھر سے بلہ۔“ اور یہ بھی فرمایا کہ ”صبر در حنا کا مرتبہ جس کو خاتون حبنت نے تفویض فرمایا دہ حضور فائز المرام ہوا۔“

یہ سبب ہے کہ حضور نے کمال ثبات و استقلال رضاستیم کی ایسی تکمیل تام فرمائی۔ کہ انہاسی سال تک اگری ہر دری، بھوک ریاس جنی کہ بیماری کی مکملیت کا ذکر بھی کبھی نہیں فرمایا اور کسی وقت اکری حالت میں ہجوت شکایت سے نہ ان آشنا نہیں ہوئی۔ اس لئے الگی کہا جائے تو شاید بے محل نہ ہو گا کہ حضور کو رضاستیم آپ کی جدہ ماجدہ نے تفویض فرمائی۔

سبحت اشرف اسی صورت سے دیگار اجداوے کے مزارات کی زیارت کا شرف عمل فرما کر برداشتے تین میتینہ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ اس عرصہ میں متعدد طالب علم شریعت سے مستفید ہوئے جب شوق زیارت سبحت اشرف نے زیادہ بے میں کیا تو آپ نے عنم سفر فرمایا۔ اور بعد قطع مسافت سبحت اشرف پہنچے اور جدنا مدارکے مزار اقدس سے لبٹ کر زیارتی روتے رہے اور اسی حالت میں عنایت حضرت مرتفعی سے آپ کا سینہ فیوض و برکات سے معجزہ ہو گیا۔ اور جو دیکھنا تھا وہ دیکھا۔

چنانچہ مولا نے کائنات کے فیوض دریکات سے آپ کا بلا دامتہ سبق فیوض ہونا اسی لحاظ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آس تھیر کر ۱۳۲ھ میں حضور نے سفر عراق کی جب اشارت فرمائی تو یہ بھی حکم ہیا کہ سبحت اشرف پہنچنا تو وادی السلام میں در سبحت ڈھونڈنا۔ اور بادن نگئے در سبحت اور بادن موئے سبحت کے ہمارے دامستے لانا جس سب ہزاری ایسا ہی کیا۔ اور بعد اپسی جب ہر دو تمکے نگئے پیش کئے تو حضور نے مسک اکر فرمایا کہ موئے سبحت تو لائے مگر تصبر سبحت بھی دیکھی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ دیکھنا کیسی اتصور سبحت کا نام بھی نہیں ستا۔ اور نہ تصبر سبحت کی حقیقت معلوم ہے فرمایا جس طرح موئے سبحت میں بال فکھال دیتے ہیں اور اس

کو موتے بخشنہ کہتے ہیں۔ اسی طرح بگئے میں شیر خدا کی شبیہ دھمان دیتی ہے کہ آپ کھڑے ہیں اور ذا الفقار اتحمیں ہے اور اسی کو تصور بخت کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضور نے تصور بخت دیکھی تھی اس وقت بنابر حضرت نے تھی نظر کے آہ سرد کے ساتھ بیساختہ فرمایا کہ ”اسی کو دیکھ کر تو یہ حال ہوا“

بلکہ میکر الدلائل بھی کہتے ہیں کہ بعد از جمیع سفر حجرا حضور قبلہ عالم نے ذاتاً ذلتاً زیارت بخت اشرف کا جب ذکر فرمایا تو آپ کی تقریب کے اکثر اشارة سے یہ تصریح پڑتا تھا کہ آپ کی تھیں بطریق اسریہ بخت اشرف میں مولائے کائنات کے روحاں تصرفات سے ہری اور اس کا بھی اشارہ ہوا کہ رقبا میں تمہارے دادا صاحب رضائے اکم و تسلیم کامل میں ان کی تعییں سے مستفید ہو۔

کربلا میں معلل حضور قبلہ عالم نے بتعیین اس حکم کی تعییں فرمائی اور کربلا میں مغلی میں آگرام عالی مقام حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے آستانہ اقدس کی زیارت سے شرف اندر ہوتے اور نعمۃ نما کی تاکید کے بعد یہ راز مناشفت ہوا کہ شنگی اور گرنگی شاہد بے نیان کے ادا نانے کے درکشے ہیں جن پر صبر کرنا سیادت کی محبوسیں شان اور عاشقین کا عین مسلک ہے۔

جب نہ میں کربلا کی تاثیر آب دہول سے خیالات کا رخ بدل گی تو آپ کاظمین اور سامرا ہستے ہوئے بنداد شریف پہنچے اور خانقاہ حضرت غوث پاک پیں کچھ دن تمام کیا اور طریقہ یہ خستیار کیا کہ دن کو مزارات صوفییے متقدیں کی زیارت کرتے اور رات کو رضا حضرت غوث القلین کے قریب مسجد میں عبادت فرماتے تھے۔

چنانچہ یہ حیرت ۱۳۷۴ھ کے سفر میں اس وقت بغیر اثر لہیت پہنچا جس زمان میں پیر مسید مصطفیٰ صاحب خدمت بجادگی سے دست کش ہو کر خلوت نشین ہوئے تھے بگر آپ کے یوں سید ابراہیم صاحب کی عنایت سے یہ سعادت نصیب ہری کہ حضرت مسیح

کی خدمت بارگفت میں حاضر ہوا جب حضرت کو یہ علوم ہوا کہ یہ ناجائز جناب حاجی صاحب تبلیغ کا غلام ہے تو فرمایا۔ حاجی صاحب بھی یہاں عرصہ ہوا آئے تھے اور تمام رات عبادت میں مصروف تھے اور آپ کے اکثر محدثین کے اور بعض دانشمندان کے اسی میں مصروف تھے اور آپ کے طور پر ذکر فرمایا۔

مکہ مظہر مفتول ہے کہ بغداد شریف سے روانہ ہو کر آپ یکم صبح کو مکہ مظہر پہنچ گئے جج میں شرک ہوئے یہ صحیح دشنبہ کو ہوا جسکو عرف عام میں صحیح النبی کہتے ہیں اور بعد اداۓ مناسک صحیح مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر بیت المقدس تشریف لئے گئے اور بنا برطہم اسلام کے مزارات کی زیارت کی اور اسی سفر میں آپ نے افریقی کی سیاحت فرانی اور اپی میں کمز عقبیت اور بعد اسے صحیح مدینہ منورہ میں زیادہ قیام کیا اور دوستاً وقتاً شام اور حاشیت غیر کی سیر فرمائی۔

مرا جھٹ وطن مالوف الحاصل پہلے سفر حجاز میں حضور قبلہ عالم نے تین یا بر دلیتے چار صحیح کے اور چار مرتبہ مدینہ منورہ کی زیارت کے مشعر ہو کر صحیح بامجد سے رخصت ہوئے اور پہ سواری جہاز بھیجنی پہنچے اور ان دور، اجین، ٹونک، ابھیر، دہلی دیگرہ ہوتے ہوئے ۲۵ نومبر میں لکھنؤ کے اور ایک ہفتہ قیام فرما کر دیکھی شریعت میں ردنی افراد ہوئے۔

حضرت قبلہ عالم کو اس شان سے کرتے ہیں پوش پا برہنہ نشانے سر دیکھ کر پہلے لوگوں نے پہچانا ہیں بعد کو شہر ہو گئی کہ میان میان تشریف لائے ہر شخص کو مرسٹ ہو گئی اعزاز نے دعوییں کیں اکثر افراد کو آپ کی شادی کا خیال ہوا چنانچہ سید علی صاحب نے با اصرار کام چاہا کہ اپنی دختر سیدہ رجب بن بی بی صاحبہ کا جو پیدائش کے وقت سے آپ کے ساتھ نسب تھیں نکاح ہو جائے مگر حضور قبلہ عالم نے بھوال آئیہ کریمہ کیا ایتہا الذین امْنِیَّاْتَ أَنَّهُ أَجْلَمُهُ وَأَوْلَادُهُ مُدْعُوٌّوَ اللَّهُمَّ فَاخْذُرْهُمْ هُنْمَمْ - الکار فرمایا اور دوسرے روز لکھنؤ چلے گئے۔

دوسری سفر حجاز حضور قبلہ عالم کا یہ سفر جیسا بھی امقدار متناہی ہے کہ با دبودس اختیاط

کے کہ ان مخصوص داقعات اور پا سردار اشادات کا ذکر نہیں کیا جن کا لئے پرده الفاظ میں  
اطہار کرنے مانظر نہ تھا۔ بلکہ چند حالات وہ بھی عام فہم مفہمیں میں اختصار کے ساتھ لکھے  
گئے یکن ہجتوار اندر کرنے سے یہ شان نظر آتی ہے، کہ جائز آئکی ذات با برکات.... اپنے زمانے  
میں بیش دیگا نہ سمجھی گئی۔ اسی طرح آپ کا یہ سفر جواہ بھی اپنی نوعیت میں فرد ہے۔

لیکن مؤلف جلوہ دار شنے اپنی ذات سے اس میں بھی غیر ضروری جدت فرمائی کر آج  
تک جملہ مؤذین سیرت داری نے پہلا سفر جواہ کو سواری بہاڑ لکھا ہے۔ مگر موصوف الذکر نے  
یہ نگاہ رکھ کیا ہے کہ پہلا سفر حضور نوٹھی کے راستے طے فرمایا۔ حالانکہ وہ دوسرا سفر ہے جو  
کابل و قندھار کی طرف سے آپ تشریف لے گئے۔ اور یہی حضور کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے  
کہ آپ نے پہلا سفر دریا سے اور دوسرا خشکی سے فرمایا۔

چنانچہ ایک مرتبہ بربیل تذکرہ سفر کے مختصر کا ذکر گیا تا اپنے فرمایا کہ ”هم نے یک ساری  
سے منہ پہنچ کر تاجر، کارکو جہاز سے جانا چاہئے۔ تجربہ ہو جائے تو خشکی سے سفر کرے۔ کید نہ  
درواہ کا سفر آسان ہے اور خشکی کی راہ سے جانا ہر لیک کا کام نہیں۔“

علاوہ اس کے مؤلف موصوف نے صفحہ ۳۸ میں از روئے نقش راستہ کے مشہور شہروں  
کا ذکر کیا ہے اس کی ترتیب بھی آپ کی جودت طبع کا ایک دلچسپ کر شکر ہے کہ جو مقام پہلے مانا  
چاہئے تھا۔ اس کا نام بعد کے شہروں سے تگے ہے۔ اور جو گئے کے شہروں۔ ان کا نام پہلے  
مقامات سے پہلے نہ کوہ ہے۔

مثلاً راستہ میں کیجے بعد مگرے جو شہر میں ان کے نام اندوئے نقشہ آپنے اس مرتبہ  
سے نقل نہیں ہیں۔ لکھنؤ، رامپور، سہارپور، پیالہ، لاہور، امرتسر، جہول،  
سری نگر، راولپنڈی، پشاور، کابل، قندھار، کوئٹہ، جمن، سستان، ہرات،  
مشہد مقدس، ایران، خراسان وغیرہ وغیرہ!

اس تحریر میں مؤلف موصوف نے ان شہروں کا ذکر کیا ہے جتن مقامات سے گزر کر

جنور پاچاہ، کاغذی سے کوئی خلیہ تک تشریف لے گئے تھے۔ مگر جس نقش سے مقامات کی نہرست ترتیب دی گئی ہے وہ نقش عزرا نبی کی تقلید سے مستغنی تھا۔ کیونکہ آس نہرست میں دیکھتے ہیں کہ لاہور کے آگے جو مقام حضور کے نزدیکی ساخت آیا ہے اس کا نام امرت سر لکھا ہے۔ حالانکہ دائیں یہ ہے کہ امرت سر کے بعد لاہور ہے۔ مزید بآں سری نگر کے بعد راوی پنڈی کا نام ہے مگر ہندستان کے نقشے میں پہلے راوی پنڈی ہے اور لقریباً دسمیل آگے سری نگر ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کتنہ حار کے بعد آپ کو ستہ تشریف لے گئے۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ کوئی شہر بلوجستان میں بلوجستان کا دارالخلافہ ہے اور قنیہار کابل کے آگے ہے۔ پھر مشہد مقدس سے ایران اور بآں سے خراسان جانا مردم ہے۔ انوس مولف کو اتنا سکی نہیں معلوم تھا کہ مشہد خراسان کے ایک مقام کا نام ہے جو ملک ایران میں مشہور شہر ہے۔

غرض یہ مختلف مقامات کی نہرست صورتاً دیوان ہاندی کی حقیقی ہیں معلوم ہوئی ہے کہ لکھنؤر قبلاً عالمِ دنال شہر سے فلاں مقام پر تشریف لے گئے اور ایم سے بالمعنی یہ مکلتا ہے کہ قنیہار سے آگے پلے تو کوئی شہر پہنچے یعنی سات آٹھ سویں پچھے پالس آئے حقیقت یہ ہے کہ لائن مولف کو اس کی ضرورت نہیں کہ کون شہر آگے کون پہنچے ہے بلکہ اپنے مشہور مقامات کے ناموں کی ایک نہرست تالیف کرنا آپ کا عین مقصد و تھا ہ کردی۔

پھر ہنگام مراجعت صفحہ ۹۶ میں آس انداز کی ایک دوسری نہرست میں موصوت نے یہ لکھا ہے کہ (حضور قبلہ عالم نے) ”جانبِ طن مالوت عزم بالجنم فرمایا اور مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر بصرہ اور جدہ ہوتے ہوئے مددی پہنچئے۔“ شاید یہ واقعہ انہیں مصدرہ و افات میں سے ہو گا۔ جس کا اعلان آپنے صفحہ ۳۶ میں کر دیا ہے کہ ”لوگ ان سے لاطم ہیں۔“

آخری آس تاریخ نویسی پر اور تاریخ بھی وہ جو مرشد برجی کی سیرت ہے اور آس قدر بے سرو بامضائیں کرمدینہ طیبہ سے بصری عینی جانب شمال برابر بارہ سویں لئے اور پھر بصرہ سے آئئے تھے اسی طرف ہزار سویں دلپ جا کر جدہ پہنچے کجا مدینہ کجا بصرہ۔ اسے گھٹنا پھیٹے آنکھ

کامنون ہے کہ مدینہ جہاڑ کا متعدد مقام اور بصرہ دریائے دجلہ کے کنارے عراق کا ہر اور جدہ بحیرہ روم کی بندگاہ، کاشم ایک سمت بھی الگریہ مقام دائم ہوتے تو سری  
حالت میں نگاہ منظری۔

مگر لائن مولف کی آس بعید العقل جوانیہ اپنی پرستی ہے کہ بعد المشرقین کو اپنے زور تھم سے ایک اسرہ میں محدود کر دیا۔ ہمارے ممتاز مولف کا یہ کارنامہ ہمیشہ تعجب کی نظر سے دیکھا جائے گا لیکن یہ سچھیرہ سمجھو رہا بھیاں انہیاں حقیقی عرض کرے گا۔ کہ جبا مولف کے یہ طبع زاد مصنایں ہمارے پیڑا سے کامل کے نہ متعدد مواد نہیں۔ نہ مقصود واقعتا  
کہ آپ مدینہ سے بصرہ گئے اور بصرہ سے جدہ۔

بہر کیف لائیں مولف نے سیرت طریقی کی ترتیب میں جو کچھ جدت فرمائی اور حضور کے پہلے جہاڑ کے سفر کو خلائق کا سفر نہیں دیا۔ اس کے ذمہ اور خود وہ ہی ہیں مگر میں اپنی محلوں کے لاظھ سے یہ عرض کر دیں گا۔ کہ حضور قبلہ عالمتے دوسرا سفر بخشنی کے راستے سے بہت جلد فرمایا۔ تو علاوہ دیگر اسباب کے شاید اسکا ایک ظاہری سبب یہ بھی ہے۔ کہ آپ کے اقرباء جب عقد نکاح کیلئے کوشش ہوئے تو حضور کے ہندو خیال نے بزرگوں کے مکرا صارے پار بار قطعی انکار کرنے بھی خلاف ادب متصور فرمایا۔ اور لکھنؤں چند روزہ قیام کے بعد ہر سفر جو کام عزم کیا اور اسی سال یعنی ۱۲۵۷ھ میں آپ کی ہمت خداداد نے یہ تہیہ کیا کہ یہ سفر پاپا دادہ اس طرح کیا جائے جو جہاڑ کی ساری کامی محتاج نہ ہو۔

چنپے منقول ہے کہ کابل و قندھار کی طرف سے بعد قطع محلل ذیلقد کے میسر ہفتہ میں آپ مدینہ منورہ پہنچے اور امامگاہ جدا علیؑ کی زیارت سے شرف ادا نہ ہو کہ کلمہ مظہر روانہ ہوئے اور بعد ادای مناسک حج تک قافلہ کیتھا قسطنطینیہ تشریف ییگئے اور عبدالعزیز حاجب جو اسی سفر میں آپ کا ارادہ تھا ہرچکا تھا اس کے مکان میں قیام فرمایا۔ اور ایک دن اس کے ہمراہ آپ بلاغ سلطانی کی سیر میں مصروف تھے کہ سلطان عبدالجیڈ خاں سے ملاقات

ہو گئی دہ آپ کے چہرہ حنخ نما کی شان ایلات دیکھ لیے گردیدہ ہوتے کہ پا اصرت امام منزل سلطانی میں سے کئے اور اپنی ارادتمندی کا ایسا عذر و اقرار کیا۔ بعدہ دیگر ارکین سلطنت بھی خلق کیش بھی اور کچھ عرصہ تک آپنے مصنفاتِ ترکی کے مشہور و تاریخی مقامات کی سیر کی۔ اور طالبان حنخ کو نصیح مندوں سے مستفیض فرمایا جنا پسجد رومی شاہ صاحب شاریٰ حنخ کا پہلا نام حسین بک تھا اُسی زمانے کے زماندار امام مجتبی تھے جو حضورؐ تدبیری کے ذمیں ملکی سے ہندستان لئے اور چند سال نماہان زندگی بسر کرنے کے بعد کوہ آب پر جاں بحقِ تسلیم ہوتے۔

اس خوش نصیب ترک انسل کا واقعہ ہے کہ حضور قبلۃ عالم حسین وقت در دنیا لیں سیر میں مسروط تھے افغان سے آپ کو شنگی معلوم ہوئی تو اس افسوس سرداپانی کا گلاس ہنایت از بے یا آئی کر کر پڑھ کر پیش کیا۔ یاستیدی هَلْ جَزَاعُ الْإِعْصَانِ إِلَّا لِلْجَنَاحِ اسکے مسلم میں آپ کی چشم عنایت نہ یہ کشمکش دکھایا کہ اُس بخوبی ترک کی قلب ماہست ہو گئی۔ اور خدا کی مجتبی میں دنیا کے تعلقات سے بکدوش بہر کر آپ کی تہبند پوش فقیر ہو گیا۔

الخرف نسطونیہ میں آپ اس قدر ہر دلخواہ ہو گئے کہ کسی کو مقابلت گوارا نہیں بھرا کا پ نے جب حج کا ارادہ ظاہر کیا تو سب لوگ مجبور ہوئے اور اس حساب سے آپنے ارجمند فرمائیں کہ ایام حج میں کہ مظہر بہر نجیگی کے اور بعد اوقٹے ارکان حج بیراللہ وغیرہ کے عجائب و غرائب ملاحظہ فرمائے اور اسی سفر میں بوقت دوپی سنگلکب بھی گئے اور اللہ یا نہستہ میں آپ لکھنؤ بابیں تشریف لائے اور پہنڈو ز قیام فرمادی یہی تشریف روشن اور ذہن ہبے اور تھوڑے عرصے کے بعد حضور قبلۃ عالم نے تیرسے سفر کا صنم ارادہ کیا جنا پسچا اکثر حضرات نے نقل فرمایا ہے کہ یہ سفر ہی آپنے خشکی کے دشوارگزار راستے سے پا پیدا ہ فرمایا لیکن نتیجیم غلام ارشی نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ حج نہستہ مطابق نہستہ میں بمدینی تک آپ پا پیدا ہ تشریف لئے گئے اور دہاں سے دھانی جہاز پر سوار ہو کر پہنڈگاہ بنیوں میں اُس سے ادار بعد قطع مسافت مدینہ طیبیہ کی زیارت سے مستفیض ہو کر جماعت الفارکی محیت میں یہی ذبح کو

مکہ کمر پہنچے اداخیزدی الجھ میں بھی قافلہ کے ساتھ ایران تشریف لے گئے۔  
**سفر یورپ** مُؤلفین سیرت داشت نے ایران کے بھی بعض دیجیٹ اتفاقات لکھے ہیں۔ اور اس کو مستند سمجھا ہے کہ حضور قبیلہ عالم محمد عارف کے ہمراہ ایران سے بغرض سیاحت روں روانہ ہوتے اور اسی سفر میں بعض شخص دیگر مالاک یورپ اور چندر متبصرہ شاہ جہانی کی بھی سیر فرمائی جہاں اکثر عیسائی آپ کے برکات صحت سے الیے متاثر ہونے کا انکھانیان تثییثِ إقان توحید سے مبدل ہو گیا اور جن کو محبتِ اللہ کے صفات سے اسکا دیکھا گیا۔ وہ خدا پرست ماسوائے اللہ سے بلے نیاز ہو کر بیان از دل کی چوریوں پر بیٹھے اور زندگی عبادت میں نہیں اپنی اپنی  
بلگ حضور قبیلہ عالم کی سیاحت یورپ کا انہل را اکثر آپ کے ارشادات سے بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حجت مسید شرف الدین امشی رئیس تین نے مالاک یورپ کا بنا لازم کیا۔ تو حضور نے ہر ہوتی کے لیکے مشہور مکہ حجود میں شہر کام لیکر فراہم کریں تو تم دہل بھی گئے تھے جس موصوف نے عرض کیا کہ گیا تھا ارشاد ہو اک کہاں ہٹھے تھے عرض کیا ہو ہوں میں فرمایا۔ اس ہو ہوں میں تو گجرجا کے پاس ہے۔ عرض کیا۔ حضور ہاں فرمایا۔ دہل ہم بھی گئے تھے اور میرزا جو اس وقت دہل کے رکن غلام تھے ان کے مکان میں تین روز رہے تھے۔ لوگ دہل کے بہت خلیق ہیں۔

علی ہذا ایک مرتبہ حضور قبیلہ عالم اکٹیشن بارہ بیگی سے رددی جانے کے لئے منح خدام کے ریل پر سوار ہوئے۔ اتفاق سے اس گاڑی میں ایک معتدر یورپین کو بھی بیٹھے دیکھا ہیں۔ نے ہبہ دب طریق سے کہا کہ اگر ہم لوگوں کی وجہ سے آپ کو تکلیف ہو تو ہم آپ کا اسباب دوسرے کیا لئیں ہیں پس پختا دیں۔ صاحب موصوف نے اس کو شکریہ کیتا منظور کر لیا اور ذر اُر کرد و سرے درجہ میں بیٹھ گئے۔ جب گاڑی چلی تو حضور نے ترش انجمنیں فرمایا کہ مئے یہ کیوں کہا کہ دوسرے درجہ میں چلے جاؤ جو مکتہبہ رے پاس ہے دہی اول درجہ کا مکٹ ان کے پاس تھا۔ یہی نے دست بست عرض کیا کہ تصور ہوا۔ جب گاڑی دوسرے دوسرے دشمنی صفت دکھنے میں ٹھہری تو ارشاد ہوا کہ صاحب کو بلا لاد جس بحکم میں نے اُر کر للاع کی ہے۔

فرمایا۔ مخصوصاً ان کو پہنچے پاس بھالیا اور پہلے چند نگارے دیتے بھر خادم سے ارشاد ہوا کہ ادنیٰ تہبینِ ان کو دے دو۔ بھر فرمایا کہ سیب اور انگور کی لوگری ان کو دیدو ایک بڑی ہندی یہ کسی نے نہ ہی بڑے پیش کئے تھے جکم ہوا کہ یہ بھی ان کو دیدو۔ غرضِ تخفف چیزیں ان کو دے کر بھپا کہ تہارا مکان کھاں ہے۔ انہوں نے ایک گزی میں لپٹنے والی کامام بتایا۔ جو جرمی کا ایک خوش منظر مقام تھا۔ فرمایا۔ خلاں شخص کو جانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ دہمیرے وادا تھے۔ دہ میں تھا کہ مر گئے۔ وہ ہمیشہ زین پرست تھے اور ایک کتاب پڑھا کرتے تھے فرمایا۔ ”ہمارے یار تھے جب ہم گئے تھے تو انہوں نے بڑی خاطر کی تھی۔“

اگر بہ نظرِ تعالیٰ دیکھا جائے تو اس قصہ سے ہم بہترین اخلاق کے مبنی لے سکتے ہیں لیکن اس کی صراحت چونکہ اس مقصود پر بے خل ہے اس لئے میں اس تدریج عرض کروں گا۔ کولا دیر گزیوں کے ان تقصیوں سے بغیر کسی تاویل کے یہ نظاہر ہوتا ہے کہ حضور قبلہ عالم عدد دیور پر میں تشریف لے گئے اور جرمی کے بعض مقتضات کی سیاحت کی اور وہاں کے ممتاز باشندوں نے چھلوٹ کے ساتھ خدمتگزاری کی۔ یہ ان کی ارادتمندی کی تین دلیل اور ان کے عقیدت شعار ہوئے کہ کافی ثابت ہے۔

الحصہ اسی سلسلہ میں آپ نے مصر کی بھی سیر فرمائی اور سیت المقدس ہوتے ہوئے مدینہ طیبہ میں اگرچہ دوز کے بعد کم مظہر روانہ ہو گئے اور بعد ازاں کے روح چونکہ طبیعت ناہاز ہو گئی تھی۔ اس لحاظ سے عالمیں کرنے آپ کو سفر کرنے سے روکا جب صحت ہو گئی تو آپ عن تشریف لے گئے اور داپی میں یہیں کے یادگار ملا جعلہ فرم کر رمضان المبارک میں کم مظہر ہیچ گئے اور تا الامم رح قیام فرمایا۔ جب زیارت بارگاہ حضرت رمالت کے شوق نسبتیں کیا تو آخرذی الحجر میں غیر معمولی طور پر اہل مکہ سے رخصت ہو کر محرم کی ابتدائی تاریخوں میں مدینہ طیبہ پر پہنچے اور دو ہفتہ حاضرہ کر ایذا نماز جمعہ جدید نگار کے مزار پر اتوار سے رخصت ہوتے اور اسی طرح جنت البقیعہ میں جا کر دیگر احمداد کو خصتی سلام کیا اور جده اجدہ حضرت خاتون

جنت کے سنگ آستان کو پوسہ دیکر اولاد کہتے ہوئے جانبِ طفل مالوٹ روانہ ہوتے اور بمبئی کے قیام کے بعد احمدیہ شریف ہوتے تھے ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ علیس سرزین دیوبنی کو شریف پاپسی سے ایسا مشترک کیا کہ آخریں دنیا نے اس کی شرافت کا اقرار کیا۔ اور لفظ شریف اس کے نام کے ساتھ فرم ہو گیا چنانچہ سرکاری ڈاک خانہ کی ٹھہریں بھی دیوبنی شریف ہی تحریر ہے۔

منقول ہے کہ حضور قبلہ عالم نے دام علی شاہ و حضرت حاجی سید خادم علی شاہ صاحبؒ کے مرید اور ایام قصہ میں متوفی طبقہ کے شریف تھے۔ ان کے مکان میں اور برداشتے اس کے قریب مسماۃ راجن کے مکان میں عاصی قیام کیا۔

خصوصیات حج | الخرض خلاصہ اس تفصیل کا یہ ہے کہ حضور قبلہ عالم نے چودہ سال کی مسلسل ساخت میں ہندوستان سے تین مرتبہ سفر جا ز فرمایا۔ اور سات یا بڑائی تھے گیا وہ حج ادا فرمائے لیکن مولفین سیرت داری نے تعداد فراز حج میں اختلاف کیا ہے پہنچنے پڑے مشکلہ حقانیہ نے صفحہ ۱۸ میں ایک روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "حضرت سترہ حج" ادا کئے۔ بارہ سال تک ملک عرب دعجم کی آپ نے سیاحت فرنائی اور اس دوران میں دس تا مرتبہ حج میں شریک ہوئے اور واپسی کے بعد پھر ہندوستان سے ساٹ مرتبہ تشریف لیئے۔ اس میں تین حج خلکی کے راستے سے براہ کابل و قندھار کے اور دو حج دو قافی چہاڑ سے اور دو حج بادبانی چہاڑ کے ذریعے، اور یہ سفر حضور نے مختلف مقامات سے کئے کبھی ابھر سے کبھی دہلی سے، کبھی ملکان سے اور ایک حج کے لئے دیوبنی شریف سے تشریف لے گئے۔

حالانکہ رہائیت غیر معروف ہر یامیرے کان اسی نا آشنا ہیں لیکن علی الاخلاق الرذیلات اگر سترہ حج مان کبھی لئے جائیں تو یہ مادہ شما کے مبالغہ کا مقام ہے۔ نہ کہ حضور کے داس طے، کیونکہ ملاشی کیا جائے۔ تو اکڑاہل دنیا بھی حج لیں گے کہ سترہ یا سترہ مرتبہ سے کبھی زیادہ شریف حج سے مشرف ہوئے ہوں گے۔ اور یہ عکس اس کے اگر درحقیقت آپ نے مات

ہی صح ادا فریلے ہیں۔ تو بھی کوئی وجہ تضمن نہیں یہ نکہ ہزار دل هر قبیل باگناہ احمدیت  
ایسے نظر کے ہیں کہ جنہوں نے ایک یاد و حج ادا کرنا کافی سمجھا۔

لہذا اگر تبصرہ ہی کزنا ہے۔ تو سائی اور سترم کے لفظی اور عدودی فخر و مبارکت کے بجائے  
ادراس باطنی خیال کبھی اٹھا دینے کے بعد کہ جانب حضرت احمدیت میں آپکی بعد وجدہ اور  
ایشارہ عافیت کی حقیقی قدر و قیمت کیا ہے۔ ہم کو بغیر غلواد رانہماں کے انصاف کی آنکھ سے ضر  
یہ دیکھنا چاہیے کہ بظاہر وارث ارش مصطفیٰ دھال علم مرتضوی نے عقزان شاب میں کس  
قابل قدر عجزان سے متواتر لیسے صح ادا فریلے جن سے آپکے غیر معمولی صدق خلوص شبات و  
استقالل دفور شوق اور یوسُد محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور خدا کے حکم کی تعییل میں جانشاری  
اور جفا کشی اور ایشارہ عافیت تدم قدم پر نظر آتی ہے۔

اگر غدر کیا جائے تو یمان یہی کہتا ہے کہ حقہ کا ایک صح ہمانے ہزار بلکہ لاکھ جوں سے  
بد بھا بہت ادنفل ہے۔ اسلئے کہ ہمارا ج ہمیشہ اور بروحت میں تھوڑا یا بہت اغراض دینی  
سے والبرہ ضرر ہوتا ہے اور آپکے صح دینی خیال مفاد سے بھی پاک اور منزہ اور کلیتہ عشق محبت  
سے مکار اور اس سے ایضاً غلام اللہ ہوئے جو یقینی اپنی نویت میں فرد اور بیش میں۔

چنانچہ بظاہر آپکے جوں کی شان فرازیت کا اس سے بھی اظہار ہوتا ہے کہ عام حجاج کا  
دستور ہے کہ صح بیت اللہ سے فائز ہونے کے بعد فخریہ اپنے نام کی تھان غرض سماجی بھی لکھتے  
ہیں۔ اور بعض حجاج بے محل اپنے صح کا تذکرہ کیا کرتے ہیں، مگر ان کے صح کا عام طور پر  
شہر ہوتا ہے اور نہ سولئے ابل غشامد کے لوگ ان کو حاجی کہتے ہیں۔ البتہ حضرات صرفیہ  
کرام کے داسٹے یہ ہوتا ہے کہ ان کے ارادتمندیاں ان کے شہر کے مہذب باشندے بغیر حاجی  
کا لفظ اضافہ کئے ان کا نام نہیں لیتے۔

مگر حضور قبلہ عالم کے صح میں قدماً یہ غیر معمولی خصوصیت ہے کہ باوجود اس کے کہ آپ نے صح  
اُس سادگی سے کئے کہ نہ مرید دل کا قابل ساتھ تھا نہ بظاہر ازدگوئی سبب شهرت کا ہوا

اور اس کا توکونی مگان بھی نہیں کر سکتا کہ آپ نے کبھی لپٹنے نام کے ساتھ لفڑا حاجی لکھا ہو۔  
میز کے خصوصیات عادت یہ ہے کہ آپ نے کتابت نہیں فرمائی بلکہ بیضات اس کے آنکھی طبیعت اس تدریگی کی مناسبت کے مزاج ہماری ہمیشہ نمود شہرت سے نتر زرا جی کر اپنا نام بھی اپنی زبان سے کبھی نہیں لیا۔

لیکن آپ کے حج ادا کرنے کی مبنی انتساب اللہ شہرت ہوئی اور منادی غیریں نے چار ایک  
عالم میں ڈنکاب بجادا اور بغیر کسی تحریر کے خلص اللہ آپ کو حاجی کہنے لگی۔ بلکہ ہندستان کے  
باہر بھی آپ کے نام نامی کے ساتھ حاجی کا خطاب ایسا مشہور ہے جو محسان جیavan نہیں۔

علاوہ اس غیر معمولی شہرت کے لیکھ لطیف خوبی اور دین خصوصیت اس میں یہ بھی ہے  
کہ صرف لفڑا حاجی ہی آپ کے نام کے ساتھ ضم نہیں ہوا۔ جس سے آپ کے نام کی عنفلت د  
منزلت کا انہمار ہوتا بلکہ آپ مجسم حاجی ہو گئے۔ یعنی اس کی ضرورت ہی ذہنی کہ آپ کا نام بھی  
لیں۔ تب آپ مقصود متكلّم کہے جائیں۔ چنانچہ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں جب کوئی کہتے ہے  
کہ حاجی صاحب ہے تو ہرگز تھے یا فلاں شخص حاجی صاحب کا مرید ہے۔ تو مخاطب کو اسی  
ضرورت نہیں یا تو رہتی کہ وہ دریافت کرے۔ کون حاجی صاحب بلکہ مجرد اسی تدریج ہنسنے سے سمجھ  
چاہتا ہے کہ دیوبی شریف کے حاجی صاحب کی طرف اشارہ ہے اور یہ سمجھنا آپ کے قبول  
اور بے مثل حج کی عین خصوصیت ہے۔

اس سے صریح یہ معلوم ہوتا ہے کہ کعبۃ اللہ کے ساتھ آپ کو اسی گہری نسبت اور دحالت  
تلئی تھا اور حقیقت کعیدہ کا ایسا انہمار کامل اور انکشافت میں ہوا کہ دیگر صفات جسمانی  
پر یہ صفت غالب ہے گئی اور درج پر نتوڑ کو عین ذات سے سرد کا رہ پہنگا۔ جو حصول مقصود اصلی  
کی خاص دلیل اور فتنہ اتم کا آخری تیجہ ہے کہ جس کے شوق دید میں لگتے تھے اس کو دیکھا  
اور جو شاشتیاں میں جس کی جستجو تھیں اس کو پایا۔ بصورت عوام ایسٹ چونہ کاظموں منتظر  
دیکھا بلکہ اس پر وہ میں صاحب خانہ کی تلاش تھیں وہ لا اور شاہزادیں کا اصل مطلب تھا وہ ہر اچنچھے

اگر آپ حضرت مولانا کا یہ شمر ٹھکار تھے۔

چج زیارت کردن خا شلود رحیب البت مروانہ بود

علیٰ ہذا عرض کرنا بھی شاید نامونہ نہ ہوگا کہ حضور قبیلہ عالم کا کعبۃ اللہ سے ہے اتنی از  
حقیقت کعبے کا ہقر آگئی کا انہار اس سے بھی ہوتا ہے کہ اسی نسبت کی کیش ہے کہ  
جناب والا کے زیادہ حلقوں گوش حج بیت اللہ سے فائز ہوئے اور ہم ہیں اور سفر دوڑہ  
درانی کی اہمیت کو برداشت اور دشوار اگزار است کی صعوبت کو برداشت گزار کرتے ہیں۔  
بعض نے متواتر حج کے بعض طین والوں کو چھوڑ کر سرزین جہاز میں پناہ گزیں ہوئے۔ اور  
ایک یادوں حج ترجمہ افلامانی وارث نے کئے بلکہ یہ مخصوصیت ہے کہ جماعت پرستاں اُرثی  
میں الگ بھکھا جائے تو ہر مقام میں پر لحاظ اپنی تعداد کے حاجی زیادہ ہیں اور یہ شرف اسی  
نسبت کی ہوتی ہے کہ ہمارے رہنماء کاں پر حقیقت کعبہ منشافت ہوتی۔

اللہ ابہزاد خود ہبہات ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے حاجی الحرمین سرکل عالم پناہ نے  
ہم غلاموں کو کعبۃ اللہ سے نسبت تفویض فرمائی اور یہ پردہ شے طلب ہوئی۔ ہدیہ یہ تو  
روز مرہ کا قصد تھا کہ جس نے جو انگل کو دھرم حوت ہوا چنانچہ منقول ہے کہ بعد اپنی سفر جہاز  
دیوبی شریف کے قیام میں حضور قبیلہ عالم کو معلم ہوا کہ وہ سما رفرایا جو آپ کی جلدی زینل دی  
پر آپ کی عدم موجودگی میں قالب ہو گئے تھے اس اندیشہ سے پریشان ہیں کہ شاید اپنی ملکت  
آپ اپس سے لیں، مگر ایک روز وہ طاقت کوئتے تو آپ نے یہ فرمایا کہ ان کا اطمینان کرنی کا  
المبیت کرام کے مشرب میں چھوڑی ہوئی چیز کو داپیں لینا حرام ہے۔

صرف سیاحت اندوں یہ روایت بھی مستند ذرا کم سے منقول ہے کہ ایک  
ہندوستان کا وعدہ! روز دنہم علی شاہ صاحب نے جو اس وقت حضرت کے  
مینے پان تھے۔ آپ کے محض وہ ارادتمندوں سے تذکرہ کیا کہ شاید پھر حضرت نے کبی دُور  
کے سفر کا ارادہ کیا ہے۔ اس وحشت ناک خبر سے سب کو انتشار ہوگا ہی وزن لکھنہ نہیں

ہوا ہے اور پھر مختارت کا سیال پڑی ہے۔ چنانچہ پنڈ مخصوص حالتے گوش ہم خیال اور آزاد  
ہو کر حاضر خدمت ہرئے ادا آبدیدہ ہو کر دست است بستہ عرض کیا کر بنہ تو از ہمیشہ آپ کی بارگاہ  
عاليٰ سے باری ایسی پوری شہری ہے کہ جوانا کادہ ملا۔ آج بھی دددولت پر لکھا تھا لیکر آئے  
ہیں اور مستدی ہیں کہ حضرات پختان پاک کے صدقے میں ہماری یہ انتہاں تبلیں کی جائے  
ارشاد ہو اکیا چاہتے ہو؟ ان میں جزویاً ہم سن اور مقرب تھے انہوں نے ردو کو عرض کیا کہ  
اپ ہم لوگ ہرسوں کی جعلیٰ کا صدر برداشت نہیں کر سکتے۔ لہذا گزارش یہ ہے کہ اگر ہنر  
سفر در دراز فرنائیں گے تو ہم فلامول نے صمم ارادہ کر لیا ہے کہ محابیں و عیال آپ کے  
تمراہ رکاب، ہموں گے اور چونکہ یہ سرو سامان چلیں گے تو یقینی راستہ میں فلتے کے مر جملہ  
گے۔ مگر آپ کے قدموں کی قسم آپ کا دا ان نیچوڑیں گے جس اگر تباہ دیر باد کرنا اور ہماری  
عورتوں کو در بذریحہ اما منظور ہے تو بہتر پہلے ہم بھی سانچھیں چلیں گے۔ در نہ اس کا وعدہ  
ذرا سی گہ ہندوستان کے باہر نہ جائیں گے۔ زیادہ سے زیادہ سود دسوسو گوس کے اندر سیر  
سیاحت فریتیے تاکہ ہبہ دو ہبہ کے بعد تو قدموںیں لنسیب ہو۔

نمایوں کی پر دلہ مگر خلوص آئیز انتہا س ننک سرکار عالم پناہ کھٹے ہو گئے اور فرد افراد  
سب گویسے نے لٹا کر فربیا کہ تم ہمارے یار ہو اور تمہاری عورتیں ہماری ماں ہبہیں ہیں ملک  
تکلیف کا خیال بھی ہماری غیرت کے خلاف ہے اگر تمہاری محبت اجازت نہیں دیتی ہے  
تو ہم دعہ کرتے ہیں کہ ہندوستان کے باہر نہ جائیں گے۔ مطمئن رہو:

اس کے بعد حضیر قبلہ عالم نے فدا را تمدن ان کے ہر فرد کو نصف تہبند اور سرمنی دریکر  
رخصت کیا وہ نیاز مند خوش ہو گئے اور دعا میں دیتے ہوئے اپنے پانے کھلے گئے۔

شاید اسی سلسلہ میں یا اس کے بعد کسی موقع پر مقرب ادا تمدن دل نے عزیز کیا کہ اب  
سفر حضرت میں ایک قابلِ ثوثی خادم آپ کی خدمت میں رہے اور اس کے نئے دائم میں  
شاہ زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ جھنول نے ہمیشہ آپ کی خدمت کی ہے۔ حضور نے

بعد صد اصرار و درخواست بھی حضور فرمائی اور اکمیل شاہ صاحب کو خادم خاص کا جلد تقرر فرمایا۔  
اس روز سے حضور قبلہ مسلم کی سر دیساحت مجدد ہو گئی لیکن سنگر ناچھے بھی آپ کے شرب  
خاص کالازمہ لون تجویز ہے اس نے ترک رہنیں فرمایا لیکن رذہ کی تفریح کے واسطے ادویہ اور  
مالک مغربی دشمنی کو کافی سمجھا۔ دوین سال کے بعد جب پرستاران بہار مکار اصرار کی تھے  
وآپ عظیم آباد شریعتی نے ہلتے تھے اسی طرح برسوں کے بعد اگر جلا کرتے تھے۔

لیکن اس قیمت کے ساتھ گتین روز سے زیادہ کہیں قیام نہیں فرماتے تھے اہلگری  
خاص وجہ سے کہیں ایک یا دو روز یا زیادہ رہنے کا آفان ہوا تو نقل مکان کے ساتھ دوسرے  
شخص کی دعوت قبل فراستے تھے تاکہ سلسلہ سافرت منقطع نہ ہو چنانچہ حضور اکثر فرماتے تھے  
کہ ”ہم مسافر ہیں“۔

آپ کو اس کا بھی بہت زیادہ لحاظ تھا کہ ہماری ہمانداری کا باری شخص کو شوارہ ہوائی  
خیال سے ابتداء میں ایک خادم آپ کے ہمراہ ہوتا تھا۔ بعد ورنہ سنگلے اور خادم کو بتا کیا ہے  
تھی کہ میزبان سے کسی چیز کی فرمائش کا اشارہ بھی نہ کیا جائے اور اکر اس کے خلاف معلوم ہو اؤخا  
کو سزا دی یا لکھ بھیں کو اس جرم میں خدمت سے محروم کر دیا۔

علاوه اس کے غذا آپ کی اس قدر قلیل اور بالکل سادہ اور بے تکلف تھی جیسا کہ انصرم  
سموں چیزیت کا آدمی بھی بیگری ترود کے پاسانی کر سکتا تھا جس کی صراحت آئندہ نگارش  
کروں گا لیکن اس میقہ پر یہ غریب نظر مقتدا کی ہمانداری کا ایک تصدیقی نقل کرتا ہوں  
کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالمت پر لحاظ پابندی وضع تھیہ ستر کے وابسی کے وقت زوابنگ میں  
پنے تدیکم حلقوں گوش حافظ ر مضان کے نہایت چھوٹے اور بسید مکان میں ایک شرکت کی تھی مفرما  
حافظ صاحب موصوف قلیل البضائع شہنس تھے مگر بکال مرت انتظام ہماندلی میں مصروف  
ہے اور شب کو دستران پر مشی کے کوٹھے میں جوش کئے ہوتے ہیں اور نکھل پیش کی کے دست بستہ  
عرعن کیا کر بنہ پر دنکاپ کی دعوت کا اور کچھ سامان نہ کر سکا۔ آج میرے پاس آئی تدبیج تھی ج

لیا ہوں اور آپ کی تدبیح غرباً ازدی سے امید ہے کہ حضرت رسول فرمائیں گے قبلہ عالم نے نہایت خوشی سے دمچنے تناول فٹائے اور حافظ صاحب کی آس پر خلاص ہمت کی تحریف فرمائی۔

لیکن ایسی حمہنداری جس کو عرف عام میں دعوت شیراز کہتے ہیں۔ اسی حالت میں تزاہہ پر سطھ اور خوشگوار ہو سکتی ہے جبکہ حضور قبلہ عالم سماں ہان تارک لذات اور فضائل خاتما پر غالباً اور متصرف ہوا دیزبان کو حافظ رمضان کے صدق و خلاص کی مثل آں تعلیماتی بینے جو شمعت اور شوق حمہنداری بھی ہر محنت فریبا ہو۔

آپ کے دیزبان کو سواری کا تردید اور انتظام کرنے کی بھی چندال ضرورت رکھتی۔ اس لئے کہ آپ پاپیادہ سفر نامی تھے بلکہ ۱۹۵۰ء میں بسیر جہاز کے آپ نے کوئی سواری پسند نہیں فرمائی جب شکرہ آباد میں آپ علیل ہوئے اور بعد صحت مگر ضعف کی حالت میں آپ کے اہل دہن لا دکن دوں نے جو خبر علات سن کر پھر بخیج گئے تھے۔ دیوبی شریف نامچاہا۔ تو ان کو خیل ہوا کہ ایسی ناقوانی میں پاپیادہ سفر کرنا صرف دشوار ہی نہیں بلکہ آپ کی صحت کے لئے محسوس بھی ہے اس لئے ان جہاں نشادری نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند آپ کو اس تضییغ سے ہے کہ معمولی اکان سے نہیں میں ہیجان ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اسنا ڈا سفر اور دہکنی پر کرنے میں اندیشہ ہے کہ خدا نخواستہ پھر تپ نہ آجائے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم منہ دکھلنے کے قاب نہ ہیں گے۔ قطع نظر اس کے راستے میں جو دیکھے گا۔ وہ ہم کو سبی کہے گا کہ تمہاری ارادت پر لعنت ہے کہ سواری نہیں کرتے اور لپتے رہنا کو ایسی ناقوانی میں پیدل لئے جاتے ہو جہذا اگر دیوبی شریف پھر بخیج بھی گئے تو مینڈا بی بی صاحبہ کو اس کا لیا جواب دیجئے جب یہ فرمائیں گی کہ تمہے دربیہ کالائج کیا اور ایسے صرف میں میرے بھائی کو پاپیادہ لاتے۔ اہذا اگر کم کو دینا کی پھٹکا رسمی سے بچانا منظور ہے تو حکم دیجئے کہ ہم سواری کا انتظام کریں۔

حضرت قبلہ عالم نے تھوڑے تاہل کے بعد بکرا ہمت فریبا کا ایسا ضعف نہیں ہے۔ جو ہم چل نسکیں یا جلنے سے بمار ہو جائیں لیکن تمہاری خوشی اسی میں سے تو سواری بھی کرو۔

لیکن بعد صحت کامل پھر کی آپ نے پاہداہ بسی سفر فرمایا۔ البتہ سلطنت سے باقی تھے  
عمر دن اسازی مزاج جب ستعلی طور پر ضعف بہت زیادہ ہو گا۔ اس وقت سے پاکی  
پرسواہ بونا منتظر فرمایا۔

آپ کی جہانداری کے دلستے ایک بھی ضرورت نہ تھی کہ مکان دستی اور سچتہ اور اساب  
آلش سے آ راستہ ہو بلکہ دکھایا گیا ہے کہ اگر آج حضور کسی مقدار میں کی عائیشان کوٹھی  
میں جہاں ہر ہم کے آرام و آلاتش کے اساب ہتھیار خیال پذیر ہے۔ تو دسمبرے روز ایک غرب  
کو بات کے چھر میں اسی خندہ پیشانی سے استراحت فرائی مگر و اللہ غور کرنے سے بھی کچھی تباہ  
نہ ہو اکر کوٹھی اور چھپر کی راحت اور تکلیف کا آپ سے لے کیا اڑ لیا۔

ارہاب طریقت نے بمال صراحت لکھا ہے کہ صاحب مقامات علیا کی یہی شان ہے  
ہے کہ تعلقات و جوادات سے دستبردار ہونے کے ساتھ اثرات عالم اساب سے بھی تعلق نہیں  
رکھتے۔ جس کو عرف صوفیہ میں ترک قطبی کہتے ہیں۔ مثلاً زبان سے گری دسردی کی شکایت نہ  
گزارنا کا پہلا مقام ہے لیکن حقیقی تعریف رضا و تسلیم کی ہے کہ اسی تعلیم ہنسنے مجبوبیں کا  
محروم ترقی ہو کر گری اور سردی کی حرارت درودت سے اس کا تلبیط میں منتشر و متاثر نہ ہو  
شاید اس کا ذکر حضور قبلہ عالم کے باب ترک تعلقات میں آئندہ بصرافت آجھتے لیکن  
اس موقع پر اسی قدر عزم کروں گا کہ حضور قبلہ عالم نے امارت اور غربت کو ایک نظر سے  
دیکھا اساب تکلیف و راحت سے متاثر نہیں ہوتے۔

چنانچہ تمثیلیہ و اتعہ بھاڑ کرتا ہے ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم صوبہ بہار سے گورکھپور  
ہوتے ہوئے حسب عده شیخ صوصام علی صاحب تعلقہ اگزدار کے ایک شرکتے ہے مہماں  
ہوتے اور جس سید شرف الدین داری معد جنڈا عزیز کے اور سفید من خاص صاحب نہیں گویا چھپا  
آپ کے ہمراہ رکاب تھے چونکہ شیخ صوصام علی صاحب اولو العزم ہونے کے ساتھ نفس مزاج  
بھی تھے اور اسی خبر سے ان کا غالیشان مکان تھی اساب آلش سے ہے اسے تھا۔ اور

اسی اذان سے موصوف نے سامان بہانداری بھی کیا۔ صحن کو حضور خصت ہوتے افسوس یا کے پوکا ہجور فراہر جس دقت نادے اُترے تو ایک شخص کیفیت انگلی باندھنے قدیم بوس ہوا اور اپنے چڑک دیہلان زبان میں عرض کیا کہ اس کے قبل یہ آپ گندارہ تشریف لائتے تھے تو اپنے ہیں ایک شب میرے یہاں قیام فریبا تھا۔ اس لئے امیدوار ہوں کہ اس مرتبہ بھی غلام کو سفرزاد کیا جائے۔ ارشاد ہو گکہ سامان کر لیا ہے ہمارے ساتھ آدمی زیادہ ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ حضور نبی میں نے سامان کی تھا اس کیا ہے۔ سامان کرنے والے تو آپ ہیں آپ نے مبتنی بیوی سے فرمایا۔ ”اچھا چلو!“

حثوڑے فاصلہ پر جا کر دیکھا کہ میدان میں پیچی پیچی دیواروں پر تھوٹا سا پچھر پڑا ہے اس میں حضور کو لے گیا اور اسی حیثیت کا ایک بستر تھا۔ اس پر آپ بیٹھ گئے جب اس خدمتیا فراغت ہوئی تو میز بیان نے اسی ناہوار میدان میں ٹاٹ بچھایا اور اس جو بیس سیدھر نالہ دین اور صدقہ جسدن غلام کو بچھایا اور لقیدہ استعداد سبکی مدارت کی۔ شب کو چند مت سلطنتیہ کے مسلمان سربر ٹران رکھے آئے اور کہا سر کار کا کھانا آگیا۔ دسترخوان بچھا۔ کھانے میں مونگ کی دال، تمنی کی ترکاری، چاول، گندہ روٹیاں تھیں۔ جب حضور خاصہ تناول فرما چکے تو درگر چھلوٹ کے تگے کھدا لٹکایا گیا جس میں بجائے مونگ کی دال کے ماش کی دال تھی۔

اور دیکھا جس قدر میزبان حضور کی تشریف آدمی سے مسود تھا۔ اسی تعدد تبلہ عالم اس پچھریں خادموں سے خوش ہزاری کی باتیں کر رہے تھے۔ اور اس نسبت کا یہ اثر تھا کہ اس میدان میں یہ مقنود جہان آرام سے سوئے اور صبح کو حضور کی معیت میں بارہ نیک ردانہ ہوتے۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس نا اشتنا میز بیان سے بھی روشناس کر دوں بننے کا لام کلام میاں رحیب تھا اور قوم کے لال بیگی متر تھے۔ مگر اس کے ساتھ بارگاہ وارثی کے قریب علماء گوش تھے اور بالآخر ہمارا دھن شناس بھائی ۲۳۶۴ھ میں بوقوعہ میزد کا تک

حضرت کا ہبند پوش نقیر ہو کر احمد شاہ کے متاز خطاں سے سرفراز ہوا اور اسی روز حکم ہوا کہ  
جن چکنے جاؤ چنانچہ حسب الحکم دھ گئے اور بعد اسے حجج مدینہ طیبہ کے راستے میں وہ جان  
بحق تسلیم ہوتے۔

اگر تو نبی اللہی شامل حال ہو تو اسی واقعہ سے اخلاق حسن کے بہترین سبق ہم حاصل  
کر سکتے ہیں گریغیر کسی تشریح کے بھی اس قدر سمجھنا آؤ زیادہ دشوار نہیں معلوم ہوتا ہے کہ واقعی  
جو حقیقت شناس ہیں وہ دنیا کی فانی اور نیپال اور ہریزیل پر نظر نہیں کرتے۔ کیونکہ امیرزادہ غریب  
ہونا انسان کی صفت اضافی ہے جبکہ ہمیشہ تغیر اور انقلاب ہو اکرتا ہے۔

البتہ خلوص اور محبت کی قدر قدمت ماشقان رب العزت ہی جانتے ہیں جس کی  
مثال کے لئے بھی کافی ہے کہ ہماری آنکھیں شاہد ہیں کہ ایک بے لفناعات بھنگی کی ایسی پری  
اور عزت اذنای صرف اس کے خلوص و محبت کی وجہ سے شہر یا رامیم سعادت نے فرما  
جو بڑے بڑے شرافتے اہل ثرثت کو فیض نہیں ہوئی۔

یہ بھی حضرت کی مخصوص عادت تھی کہ دوران سفر میں کسی شہر یا قصبہ یا گاؤں میں پہلی  
مرتبہ جس کے مکان میں ایک شب کے لئے بھی قیام پذیر ہوئے پھر جب آپ ہمارا تشریف  
لے گئے تو اسی کوہ ہمال قیام فرمایا بلکہ اکثر مقامات پر یہ ہو لہبے کہ حضرت قبلہ عالم ایسے شخص کے  
ہمال ہوئے جو غریب یا چھوٹے طبقہ کا آدمی تھا اور بعد میں ہمال کے شرافاء اور سربرا آددو  
حضرات حلقوں گوش ہوئے اور انہوں نے ان الفاظ کے پروردہ میں التجا کی کہ اس مکان میں  
آپ کو تکلیف ہوئی ہے حضرت ہمارے مکان میں قیام فرمائیں۔ مگر مسکار عالم پناہ نے  
کبھی اس کو پسند نہیں کیا اور یہی فرمایا کہ درج کے خلاف ہے۔

چنانچہ ایسے مسعود و اعمات میں سے میرے سامنے کا ایک داعم یہ ہے کہ شاید  
۱۳۰۷ھ میں ہجری میں بمقام بہراجح حافظ بیارے صاحب نے ہمایت اول العزیز سے  
آپ کی دعوت کی جس میں چمند ابھی ان کے ہمال تھے۔ واپس کے وقت حضرت قبلہ عالم کے تین

حلقہ بگوش محمد سلیم مستری نے جو معمول تھا اس پر بریاست پیاگپور میں ملازمت کئے اپ کو کیا تھا  
دکھا کر مدد و کیا کہ قبل اس کے مجھے یہ سعادت لنصیب ہو چکی ہے کہ بہرائچ سے واپسی میں  
ایک شب کے لئے آپ نے میرے غریب خانہ پر قیام فرمایا تھا جب یونیورسٹی راجہ صاحب  
پیاگپور کو ہوئی جو اسی جگہ میں موجود تھے تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دستی برہ  
بلجی ہوئے کہ محمد سلیم غریب آدمی ہے اور اس کا مکان یہی استینشن سے دور ہے اور غاکساری  
کوٹی گویا استینشن پر ہے لہذا آپ کوئی میں قیام فرمائیں تو میری عین عزت افزائی ہو راجہ  
صاحب کا سامنا کرنا کہ مستری غریب آدمی ہے تب عالم کو ناپسند ہوا در ترش ہجھے میں فریاکر ہم کرنے  
کسی امیر سے غرض ہے غریب سے مستری کو محبت ہے ادا اس کے یہاں ہم ہر چیز میں اب  
دوسری جگہ رہنا واضح کے خلاف ہے چنانچہ ایسا ہی ہو اک محمد سلیم کے خس پوش مکان میں  
استینشن سے درجہ کار قیام فرمایا اور یاد ہجود اصرار تبغیح راجہ صاحب کی نفع الشان کوئی میں  
رہنا گوارا نہ کیا۔

انہیا یہ کہ حضیر قبل عالم کو وضح کا الحاظ اس تدریج تکارکہ دیہات کے سفر میں اگر کسی مقام  
پر استخراج کیا یا کسی دخت کے سایہ میں تھوڑی دیر کے واسطے قیام فرمایا کسی کنوئیں کا پانی یا  
توجیب کبھی اس راستے سے گز ہو تو اسی مقام پر ضرر استخراج کیا جہاں پہلے کیا تھا اور اسی دخت  
کے سایہ میں وقفہ کرنا لازمی خفلا اسی کنوئیں کا پانی نوش فرماتے تھے۔

غرض اس زمانہ میں حضیر قبل عالم زیادہ اصلاح کھنڈیا اطراف بارہ بیکی میں یعنی  
تحتے اور کنگاہ گاہ اگرہ دغیرہ کی طرف جانا ہوتا تھا اور اس سیاحت میں دامکم علی شاہ اہل شان  
سے ہمراه رکاب پہنچتے تھے کہ حضور کا سیاہ مکمل کامن ہے پر ادنکھا دسرہ نہیں ہاتھ میں۔

لیکن اداں میں سرکار عالم پناہ کی آمد اور روانگی میں یہ شان محبوبت تھی کہ نتائج  
تشریعیں دی سے یہ زبان مطلع ہتا تھا اور اس کی بخوبی تھی کہ آپ کس قدر قیام فرمائیں  
طنبیہ یہ تھا کہ جب اس حقیقت میں شوارکے مکان کی جانب سے آپ کی گزر ہوتا تھا جس کو خدمتگاری کا

استحقاق پہلے سے مالی ہے تو آپ اس کے بہاں ضرور تیام پذیر ہوئے تھے اور جن وقت میں  
گھبرا تھا تو عزم روانگی فرماتے تھے۔

چنانچہ میں نے اپنی صفر ستری میں دیکھا ہے کہ جناب والا کی تشریف آوری عموماً دن بیان میں اور  
دفتار ہوتی تھی۔ اور زبانہ مکان کے اس کمرہ میں آپ چلے جاتے تھے جو ہمیشہ سے آپ ہی کے  
تیام کے واسطے شخصی تھا اور دو ائمماً شاہ کا بستر مردانہ مکان میں ہوتا تھا اور ایک یاد درونکے  
بعد میں آسی روز اگر عزم روانگی فرمایا تو اس کی بھی خبر میزبان کو پہلے سے نہیں ہوتی تھی۔ اور نہیں  
کی بیوی مجال تھی کہ رُکنے کا خیال کرے۔

خلاصہ یہ کہ مشری نسبت کے لحاظ سے آپ کی آمد در روانگی بھی انتظام سے تعلق اور  
تمحی اگرچہ یک طور پر آپ کی تشریف آوری کی یہ غیر معمول صورت دیکھ کر ہم ظاہر ہیں یہ کوئی  
خیال ہو سکتا ہے کہ دختا یا یہ علیل القدر ہمان کے آجائے سے میزبان فوراً سامان کرنے  
کی وجہ سے ضرور متعدد اور پریشان ہوتا ہو گا۔

مگر جب اس تصور کا دوسرا رُخ دیکھتے ہیں تو ہمارا خیال ہدل جلا ہے اور اعتراض  
کرنے پڑتا ہے کہ حضور کی یعنی منظم تشریف آوری بھی مقادِ خوبی سے ملود معمور اور نہایت  
بکار آمد ہے۔ بلکہ آپ کے خدمت گزاروں کے واسطے اس علمی کو اگر روحانی جاہدہ کہا  
جائے تو یہ جانہ ہو گا۔

کیونکہ حضور قبلہ عالم کے ده خدمتگزار ادمند جن کے غریب خانہ پر آپ تیام پذیر ہوتے  
تھے تاریخ تشریف آوری سے لامب جو نے کے باعث ہر روز آپ کا انتظار کرتے تھے۔ اور  
ہم وقت اسی خیال میں رہتے تھے کہ اگر حضور بھی آجائیں تو ہم ان کی خدمات کسی نئے  
تیار رہیں۔ جو ہمارا فرض منصبی ہے۔

چنانچہ میں نے اپنی والدہ کو حضور کی تشریف آوری کے خیال میں اس طرح مصروف  
دیکھا ہے کہ ان کا مسحول تھا۔ ہر روز بعد نماز فجر میں کرد کو صاف کرنی تھیں جس میں آپ کا بستر

ہمیشہ سچا رہتا تھا جب لوگوں یا اگر کسی بھی جلا کر کرہ کا دروازہ بند کر دیں تو پھر آپ کی انتظاری کام سامان آلو، اردی، شکر قند وغیرہ کو بھتیں چیز خراب ہو جاتی اس کو نکال کر وسری منتظر کر رکھ دیں گے جو پنگ نظر آسکتے تھے ان کو ہٹا دیا جاتا۔ کیونکہ حضور کو پنگ کا لیکھنا بھی ناگوار رہتا۔ اگر سہ پہر کو حضور کے واسطے انتظاری اس سرگرمی سے پکا تھیں کہ معلوم ہوتا تھا آپ تشریف فراہیں ناوریہ ان کی خدمت میں مصروف ہیں جب رات ہو جاتی تو مایوس ہیجا تھیں اور کہتیں کہ اب مر کار نہیں آئیں گے۔

اس اشعار سے بھتائیوں کے جملہ خدمت اگزاروں کا لایہ طرزِ عمل یا اس سے زیادہ غلوا در انہاں ہو گا اور شبانہ روز آسی خیال میں محدود مستغقی رہتے ہوں گے۔ لہذا انور کی اجھائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا دفتر اُنہاں صلحت سے خالی نہ تھا بلکہ اس پر وہ میں حضور قبلہ علمت اپنے ہر خدمتگار کو اس ممتاز نیاضت میں شب رو زمشنوں رکھا جو محبت کامل کی شخصیں علامت ہوتے ہیں اور جس کو اصطلاح صرفیہ میں تصویر کامل کہتے ہیں اور یہ وہ حالت ہے جو صاحب دید ویاقت اور فائزِ المرام حضرت کو نصیب ہوئی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ خدمتگار القینی محولی دنیا دار تھی جنکی روحانی استعداد کا میسا رکھی ادنیٰ اور مدد و ہونا لازم ہے پس اپنی حیثیت کے خلاف اسلامیت سے بہت زیادہ ایسی رفعِ المرتبت رُوحانی ریاست کے دہ ماں اور محل کیز کر رہی ہے۔

اس کے جواب میں ہم سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے کہ اتنی ان خدمتگاروں کی بظاہری طاقت ہرگز نہ تھی کہ ایسا جلیل اللہ شغل اور اس آسانی سے کرتے بلکہ حقیقت اس صفات توست تصرفات کا یہ کرشمہ تھا جس کی خدمت کے اثرات درکات نے اپنے ادنیٰ غلاموں سے وہ کام کرایا جو صاحب مدارج درج کرتے ہیں بلکہ اس سے زیادہ تجسس خیز و اتفاقات بعض غلط داری کے حالات میں آئندہ ایسے منقول ہوں گے کہ تصرفات داری نے ان سے خلاف نظرتِ اثنانی مجاذبہ کرایا۔

لیکن کچھ عرصہ کے بعد صورت قبلہ عالم نے اس طرز سیاست میں اس جہت سے تجویزی ترمیم فرمائی گئی تھی مغلات کے مشائقین زیارت اور طالبین بیعت نے جب متواتر یہ استخاشیہ کرنالاں مقام پر چنانچہ والاکی تشریف آدمی کی خبر ہم کو آپ کی روانگی کے بعد ہونے سے ہماری حضرت تدبیحی دل کی دل ہی میں رہی۔ لہذا آنسو کے لئے کوئی صورت ایسی تجویز فرمائی جائے کہ ہم گھنگار بھی زیارت سے محروم نہ رہا کریں۔

چونکہ ارادتمندوں کی یہ شکایت جزویان حال سے ان کے جوش بخت کی شہادت فی رہی ہے قابل لحاظ اضدر کی کہ ان کے قرب وجاہیں آپ تشریف لے گئے۔ اور وہ مشائق دیدار اپنی لاطمی کی وجہ سے حاضری سے محروم رہے مگر اسی کے ساتھ خزر کے والابھی اپنی مجبوری کے باعث بے قصور تھا۔ کیونکہ دیکھا یہ ہے کہ جس خدمتگزار کے یہاں آپ فتنا تشریف لیجاتے تھے۔ وہ میزان بلکہ اس کے اہل و عمال بھی حضور کی خدمات میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے تھے۔ اور یہ اندیشہ ان کو اور زیادہ بدرواس کر دیتا تھا کہ ہماری کوئی بات خلاف زاج آؤں نہ ہو جائے۔ پس ایسی حالت خطراری میں قرب وجاہ کے اخوان ملت کو آپ کی تشریف آدمی سے خبردار کرنا وہ بھی فوراً یقینی دشوار تھا۔

بلکہ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ آگر آپ نے روانگی میں کبھی عجلت فرمائی تو اسی بستی کے بعد لگ بے خبری کی وجہ سے قدموں نہیں ہو سکتے تھے اور بعد کو جب معلوم ہوتا تھا کہ حضور قبلہ عالم لئے تھے اور چلے بھی گئے تو ان کو بہت زیادہ افسوس ہوتا تھا۔

چونکہ اہل ارادت کی یہ اتماس قابل لحاظ متصور ہوئی۔ اس لئے ہمارے بندہ نواز شاہی نے ان کی آسانی کے داسٹے اس روزے یہ اختیاط فرمائی گے جس طرف کی سیاست کا رادہ ہوا۔ اس جانب کے عقیدتمندوں سے دچار ہفتہ قبل آپ وعدہ کر لیتے تھے کہ فلاں تاریخ کو فلاں مقام سے ہم ہمارے یہاں آؤں گے۔ اس عرصہ میں آپ کی آمد کی جراس نوح میں منتشر ہو جاتی تھی اور جملہ صدقہ بگوش و تسلی کے منتظر ہتھے۔

چنانچہ اس معمول تریم کے بعد آپ کی سیاحت کا یہ طریقہ ایسا مفید ثابت ہوا کہ پھر ہبہ بیانی کی ضرورت نہیں ہوئی اور آخر زمانت تک اسی تابعیہ پر عملہ را مدد ہوتا تھا۔ بلکہ اسی دران میں بعض غلاموں سے ہمیشہ کئے بھی وعدہ کر لیا کہ خالائق کو ہر سال تمہارے یہاں آیا کریں گے۔ خلا شیخ عنایت اللہ صاحبؑ اُن تعلقدار میزپور پر خباب دلانے یہ عنایت فرمائی۔ کہ ان سے وعدہ کر لیا کہ ہمیشہ تبریزیہ تمہارے ہاں کیا کریں گے۔ یا راجہ دوست محمد خاں صاحب وارثی تعلقدار موبہنه صلح سلطان پور سے یہ وعدہ فرمایا کہ ۲۹ رمضان کو لیا کریں گے اور عیید تمہارے یہاں ہو جائے گی۔

**پابندی و ضح** حضور قبلہ عالم نے ان متقل دعویوں کو بھی ہمیشہ پور کیا کیونکہ مراج ہاں کیا یہ انداز تھا کہ اتفاق یہ طور پر اگر کوئی کام ایک مرتبہ بھی آپ نے کیا تو بمحاذ اوضع ہمیشہ اس کا خیال رکھا اور اسکی پوری پابندی کی جیسا کہ شرائعاً سفر کے تجھت میں بعض راترات کا ذکر آگیا ہے لیکن اس سلسلہ میں بھی جو بلا جناب والا کے بعض عادات تمیث لائیں گا اس کرتا ہوں جنکے دینے سے حکوم ہو گا کہ حضور نے روزمرہ کی معمولی باتیں یہ بھی یہی متقل پابندی فرمائی جسکی نظر نہیں ملتی۔ چنانچہ آپ کے ترک عادات میں سے ہے کہ نشست چارز ای قطعاً ناپسند کی گئی۔ گوئیست اواب نفر کے بھی خلاف سمجھی جاتی ہے لیکن بمحاذ اوضع دیکھا جائے تو حضور نے اس نشست سے ایسا احتراز فرمایا کہ بھی اور کسی خاص ضرورت کے وقت بھی اس نشست کو اپنے لئے جائز نہیں رکھا۔ چنانچہ ہر روز سر اقدس ولیش المہم شانہ ہوتا تھا۔ اس ضح کا ایسا خیال تھا کہ ہمیشہ معتبر پروردگار شاہ کیا بلکہ وقت مقررہ پر اگر خادم حکمی دوسری خدمت میں مصروف ہو تو اپنے اس کو یاراٹا علی ہذا سرمه لگانے میں بھی یہی پابندی دیکھی کہ ہمیشہ دہنی اکھوں میں تین سال ایساں بیٹھیں اکھوں میں دو لگاتے تھے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ سرمه لگانے کا جو وقت مقرر تھا اس میں تنہیہ ہو یا کسی حالت میں سلاسلیوں کی تعداد میں کمی یا زیادتی ہوئی۔ یہی دینے میں داخل تھا کہ اگر ایک مرتبہ کسی مناسخ کی سماجت روائی کی توجیب دلت پڑے۔

حاضرہ اس کی آکر کشادہ پیشانی سے آئی تاہم بروز کی گئی جو بھلے کی تھی۔ خاصہ تنادل فرلانے کے بعد آپ خلاں کرتے تھے۔ اس میں یہ وضع کی پابندی تھی کہ آئی بوجگاڑ اسی قدر عرصہ تک خلاں ضرور کرتے تھے اور چون خادم خلاں پیش کرتا تھا اسی کے پاتھ سے لیتے تھے۔ اسی کی مرخوذگی میں دوسرا سے خادم کی مجال نہ تھی کہ خلاں پیش کرے۔

ہمیشہ جو بھر کے روز قبل چاہست آپ غسل فرلتے تھے۔ تو سوم سرماں بکاری میں باڑا ہی بھی آپ ذات اور اسی قدر پالی سے ہمیشہ آپ نے غسل کیا۔ وہ بھی اس پابندی کے ساتھ کہ خادم کو غسل کے مقام میں قلوص نہ رہتے تھے کہ کوئی سرائدس کے والوں کو میں سے صاف کرتا تھا۔ کوئی ہاتھ کوئی پاؤں کوئی پیٹ کوئی تھا اور اگر ان میں سے کوئی خادم تھوا تو اسکی خدمت دوسرے خادم سے کبھی نہیں لی بلکہ خود اس کو انداختا دیا۔ اور یہ طرح حضور تبلہ عالم نے کمال احتیاط احراز کیا انہیں کل متردکات عادات میں شمار ہوا مثلاً یا خلاف آداب فقر متصور ہوئے ان سے کمال احتیاط احراز کیا انہیں کل متردکات عادات میں شمار ہوا مثلاً نہ سنت چار زانو شاید اسلامی لحاظ ہی اُشیٰ اقیار سے ایسی پابند تھی کہ اس کا ترک طبع، خل و ضع تھا چنانچہ آپ نے احتیاط فرائی اور کبھی اور کبھی خاص ضرورت کے وقت بھی اس نہ سنت کی پسندیٰ جائز نہیں کھایا پنگ تھت کری۔ مونڈہ وغیرہ میں نہ سنت۔ بہت کمال نہ خلاف و ضع تھی بلکہ منحصر متروکات میں ایک اشمار تھا جس کی کسی ارادتمند کے گھر میں اگاپ تشریف لے گئے۔ اور پنگ پر نظر پہنچنے تو دا پر آئے اور اس کے گھر میں جانا ہمیشہ کے لئے ترک فریبا۔

علی ہنچھلی آپ نے کبھی ستمال نہیں فرائی گواں تو اس ترک کا واقعی سبب نہیں حلوم ہوا بلکہ محفل کا کھانا ایسا خلاف و ضع سمجھا جانا تھا کہ حضور کے بعض خدمتگزاروں نے بنظر احتیاط اس مطیع میں کبھی محمل نہیں پکائی جس میں آپ کا خاصہ تیار ہوتا تھا۔

بعض تسبیبات میں جانا کسی وجہ سے اس طرح ترک فریما تھا کہ سرعت صبر میں بھی کبھی تم نہیں لکھا بلکہ کیم اور حضور خدمتگزار آپ کے پسلے لازم است ایسے ایک تسبیب میں رہنے لگے جو آپ کی گزر گافتے خارج ہو چکا تھا۔ بخوبی نے بہت کوشش کی مگر حضور نے ان کی دعوت صرف اور جسے قبول نہیں لیں البتا

قصبے میں جاتا تک عادات میں ہے جب انہوں نے حدود قصبه سے دو کوس فاصلہ پر ایک مکان آپکی قیام گاہ کے نام سے بنایا۔ تب آپکی ہمانداری کا شرف ان کو حاصل ہوا۔ معینہ اسرے پاک لباس آبائی آپ نے قلعہ تک فرما�ا اور ستاریہ کیلئے احرام پاڑھنا ختیار کیا حالانکہ ۶۰ تک کوئی مسلم سے خاص تعین ہر جملہ ذکر آئندہ آئی گا لیکن پابندی وضع کے لحاظ سے دیکھا جائے کہیں اور کسی مجبوری سے بھی حضرت کے لباس کی آنحضرتی وضع میں سرفوش نہیں ہے۔ ۱۲۵ میں اول یا رجولباس پہنکر حضرت مالک الملک کے سالانہ دربار میں حاضر ہوئے تھے کیونکہ لباس اور آسی عنوان سعیم صدر ۱۲۶ وقت وصال تک نیب حبہ نہ۔ بلکہ آسی لباس سے آلاتہ ہو کر پہنچا وصال شاہقی جلوٹ عام سے خلوٹ خاص میں آتشریف لے گئے۔

العرض آپنے بمال اختیاط وضع کی پابندی فرائی اور ہر سرم کی ترمیم و افادہ سے آپکی مقدش بسا ہمیشہ محفوظ رہا۔ چنانچہ ایک مبصرہ بہار کی سیاحت میں آپکے پاؤں کی انگلیاں متور میونٹس اور گھنے نے زبان بہار کے کچھ نہیں فرما یا مگر انداز فقار دیکھ کر خیال ہوا کہ درد بھی ہے طبیب کی پرملے ہی کہ رعنی سرخ منگل کی لاش ہوا اور درد ہو لے سے بچایا جائے۔ شب کو میں نے رعن سرخ کی لاش کی اور جلاہ کر دئی۔ پھر کپڑے سے بندھ دیں اس کو حضرت نے پاسنڈ کیا تھی میں نے ادنی مبتا اس التاس کے ساتھ پیش کیا کہ توہم کے عبار سے طبیب کی پرملے ہی کو سرد ہو لے سے خلافت کیجاتے اسلئے اگر مضاف القدر نہ ہو توہم مبتا اپنی لمحے مسکل کر فریا کر سرم نے کبھی پرتا باہپنا نہیں ہے۔ علاوہ اس کے جتنے ہمہ بانی ختیار کچھ کے توہمتا پہنچا بھی وضع کے خلاف ہے۔ تمہنے رعن مل یا ہماری اسی سے خدا کو منظور ہو تو اچھا ہو جائے گا۔

وضع استراحت | اذاناً استراحت یہ تھا کہ ہر وقت صحنوں قبلہ عالم داہنے پہلو سے آرام فرمائے جائے اور کبھی کسی حالت میں جتنا یعنی زین سے پشت لگانا۔ مترکات قطعیہ میں داخل تھا۔

اور سرکار عالم پناہ نے اپنی آس دشوار ترین وضع کی تاحیات ظاہری کا حصہ پابندی فرائی۔ اس طرز استراحت کا ذکر پابندی وضع کے باب میں آس دجمے اگیا کھنڈوں کی نیا ہادا نہ تھا۔ پابندی وضع کے پروہ میں اپنی نظیر اپسے بلکہ یہ عرض کر دیں تو کبھی شایدیں کو اختلاف نہ ہو گا کاظمیا۔

سے دیکھا جائے تو صفات ظاہر ہوتی ہے کہ اس انداز استراحت سے حضور قبلہ عالم کے ملک عشت  
کی ہمیت اور ہمہ وقت خیال شاہقہنگی میں آپ کی گھوست نیلیاں ہوتی ہے۔

کیونکہ اس طرز استراحت میں دو ناقابل برداشت مجابرے فطراتے ہیں ۔ اور یہ  
دوں مجابرے یہ آپ کے مدرج حلیاں کی دلیل اور آپ کے عشق کا مل کے شاہد صادق ہیں ۔  
اس نے کہا کہ اپنے پہلو سے ہر وقت استراحت فرمائی ۔ اسی عاشق جانباز کا طرزِ امتیاز  
ہے جو صاحب مقام فنا نے اُم ہوا در میدان توحید میں اپنی ہستی کو حضرت ماجب الوجود  
کی ہستی کے سامنے غیبت دنابود کر کچلا ہوا در وہ سری ریاضت شاقد نہایت دشوار اور  
تو ساتھی سے ناہر ہے کہ اٹھائی سال تک زمین سے پشت نالگانے جو درحقیقت  
غیر محولی نفس کشی اور غلاف نظرت النانی نجات دے رہے ہے جس کو اپنی نظر اپ کیا جائے تو  
بلے جان ہوگا۔ بقول ”آفتاب آمد میں آفتاب“

لیکن ہے ہر کس ازدست غیر ناکند سعدی ازدست ختن فلو  
کا مضمون ہے کہ میں نے جس انداز استراحت کو فخر یہ ہجہ میں ریاضت شاقد اور ناقابل برداشت  
مجابرہ کہا ہے مولف جملہ دار شے اس طرز استراحت کے وجود ہی سے احکام کیا۔ اور  
بجائے زمین سے پشت لگانے کے دھمر فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم چت لیتے تھے  
چنانچہ ۱۰۔ باب ذکر استراحت میں آپ لکھتے ہیں کہ جب احیاناً کبھی تھوڑی درپ کے واسطے  
چت لینی پشت پر لیتے تو ایک پیر کو در سرے پیر پر کھلیتے تھے تاکہ سر عورت نہ کھل جائے۔  
لائے مر لفت کا یہ دل آزار مضمون جو سراپا یہ بنیاد اور میرے کچین سال کے ستم دید  
را فہر کے باکل خلاف ہے۔ نظر سے گزر اتوال شدھیرت ہو گئی کہ ایسا شخص جس کو خاندانِ قرآن  
غلامی حاصل ہے۔ اس نے یہ جادوت کیونکہ کی کہ آفتاب ہیات کی مخصوص جلوہ گری کو چھڑ  
ادتار کیک اتھام کی مکروہ خاکستر سے پوشید کہنا چاہا اور پیشتر اے برق کے اس انداز استرا  
سے جس کا ناڈیہ معرفت ہے قلمی انکار کیا اور اپنے نلم سے یہ لکھ دیا کہ آپ چت لیتے تھے۔

المحترم کو بھجے تھے حال کے خدا نے یہ سمجھ دی کہ اس نا اہل نے اپنے علم اور حافظہ پر بکھرنا نہیں کیا بلکہ یہ نظر صحیح دیم حلقة گوش یا رگا و دارثی اور میرحضرت یا یونی شریف اور حضور کے خادم خاص فیض شاہ صاحب سے مؤلف موصوف کی اس معلومات کا ذکر کیا۔ سب نے بالاتفاق جب لائی محنت کی اس جدید تحقیقات کو نظرت کی تھیا اسے دیکھا اس وقت مجھ کو اطمینان ہوا اور اپنے علم اور حافظہ پر اعتبار کیا اس اور یقین ہوا کہ مؤلف مذکور کی جدت پسند طبیعت کا یعنی ایک کرشمہ ہے۔

محلوم نہیں کہ اس میں دینی یاد نیوی کیا فائزہ تھا کہ جس حالت میں قریب قریب جملہ حلقوں گوش جاتے ہیں کہ فعل حضور کے متروکات میں داخل ہے اُس کو کشاہ پیشان سے آپ کے مادات میں لکھ دیا اور اس کا بھی خیال نہ کیا کہ ہمارے رہنمائے کامل پرست بہتان صرف کہے۔ اہذا باب آزاد مبنی شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے سرکار عالم پناہ کی تھوڑی سی اساتذہ میں ہر کوئی خیال مجاہد یا پر محفل و ضم تھا جیات نظائری زمین سے پشت نہیں لگائی۔

بہر کھٹ پسلہ ہے کہ حضور قبلہ عالم نے کمال ضبط و استقلال وضاحت کی پابندی فرمائی بلکہ بعض لفاظات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صفت اپنی خاندانی تھی چنانچہ کثرہ فرمایا ہے کہ: سیٹھ میں سب وضودار تھے جو کہتے تھے وہ کرتے تھے۔ یعنی فرمایا ہے کہ: ہمکے خاندان میں ایسے پابند وضاحت کے چیز ہمارے والدے ناخوش ہو کر بریلی چلے گئے اور کہہ گئے کہ جب مر جاؤ گے تو آذنگا۔ وہی کیا کہ جب انتقال کی خبر سنی تو آئے اور فاتحہ میں بہت ردد پسیہ صرف کیا۔

شاید اسی مناسبت سے حضور قبلہ عالم نے اپنے غلاموں کو کسی پابندی وضاحت کی مددیت فرمائی اور جس خوش نصیب نہ تعلیم کی ہے اس سے آپ خوش نہیں جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب داشت کہل دیں دیں عظیم آباد جن کو سرکار علم پناہی وضودار کا خطاب ہے جس تھی فرمایا تھا کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے جطلیق اختیار کیا تھا۔ اس کے پابند رہے۔ جسی کہ میرا کامک میں جس تاریخ کو دیلی

مرتبہ آئے تھے۔ اسی تاریخ کی حاشیہ حاضر ہوتے رہے۔ بلکہ ایک مرتبہ ان کو یہ دشواری پیش آئی گیان کی لڑکی عمارت سے یہ میں مسلمانی اور تاریخ حاضری آئی۔ موہنی صاحب اس کو احتساب کی تھا میں چھوٹا کردہ بھائی شرف چلتے تھے جس کے دوسرا روز مریضہ کے معاملج ڈاکٹر اسدی خان صاحب کا نام آیا کہ لڑک کا انتقال ہو گیا۔ جب یہ خبر ہنور قبلہ عالم نے سنی تو موہنی صاحب کو بیا کر فرمایا کہ موہنی صاحب تم نے تو اپنی وضعداری دکھادی تھیں لیکن اکثر مرلین کو سکھتا ہو جاتا ہے۔ اور تیاردار بھیتھے ہیں کہ مر گیا۔ اس وقت خاضرین نے اس کا خیال نہیں کیا کہ اس ارشاد کے پرده میں کیا اصرفت فرمایا مگر تمیسے روز موہنی صاحب کے شعبتی بھائی شش الحمار نواب سید احمد امام صاحب کا خط آیا کہ چھوٹنے کے بعد لڑکی زندہ ہو گئی اور اب اپنی ہے بھمان تخریج الْحَقَّ مِنَ الْمُتَّهِدِ تُعْذِيْجُ الْمُتَّهِيْتَ وَنَ الْمُجْتَهِيْتَ۔

غرض ہم سمجھتے ہیں کہ وضع کی پابندی طاعات و عبادات میں داخل نہیں ہے بلکہ صفاتِ حمود میں سے یہ بھی ایک اخلاقی صفت ہے اور عموماً کم لفظ اور ایکم الطبع شخصی اس صفت سے موصوف ہوا کر کے ہیں اور تمیش اس صفت کا اپنے موقع پر لہار ہوتا ہے مگر وہ کیجا یہ کھستہ بنے علم کی پابندی وضع بھی بھن ایسے طاعات جناب یاری سے ملوثی جس کا دم و خیال بھی نہیں آسکتا۔ کیونکہ بظاہر وضع کی پابندی کو ریاضت و تجارت سے کیا اعلیٰ منزہ رکھتا ہے اس کے پہلے سرکار عالم پناہنے پائیں کہ نفع کے پرداہ میں وہ کام کیا جو درحقیقت ناقابل برداشت مجاہد تھا۔ اور خصوصیت صرف پابندی ارض پر موقوف نہیں بلکہ اس کی نظر سے دیکھا جائے تو حضور قبلہ عالم کے جملے عادات غیر معمولی تھے اور آپ کے طرزِ حشرت کا کوئی حدود ریاضت شافتے خالی نہ تھا۔ اسی خیال سے رسالہ نبی میں آپ کے ریاضت و تجارت کا منتقل باب رکھنا غیر ورثی بھاگیز کو افغانتے دیکھا جائے تو آپ کی پوری سیرت ریاضت و تجارت سے نہیں ہے۔ پانی نوش فرمانے کا انداز اپنائیجہ ہمارے سرکار عالم پناہ نے پانی نوش نہیں کا یہ طریقہ نہیں فرمایا تھا کہ اول تو پانی بہت قلل مقدار میں پیتے تھے لیکن تجربے تھوڑے ترقی کے بعد کم مقدار میں

اور پانی پینے کے وقت سکوت کا عالم اور کسی شخص میں خیال اس نویست کی صورت ہو جاتی تھی اور پانی  
میں کے بعد بولوں کی جنبش محسوس ہوتی تھی جس سے یہ انہمار ہوتا تھا کہ آپ کچھ فرماتے ہیں۔  
اور پانی طلب کرنے کا انداز اور خاص تھا کہ بوت تشنی کبھی نہیں فرمایا کہ پانی لا اذ کیونکہ جب نہیں  
خود ریات کے داسٹے کوئی چیز طلب کرنا لکھتے مشرب اور متروں کا تعادل میں سمجھتا۔ بلکہ آپ کا سورہ  
تھا کہ خادم سے مناطق طلب ہو کر نہایت زرم اور خوشگواری میں فرماتے تھے کہ پانی بی لیں۔ اگر خادم نے یہ عرض  
کیا تو بھی تراپ پانی پی چکے ہیں تو آپ خاموش ہو جاتے ہیں اور اگر وہ لے آیا تو آپ نہیں پی لیا۔  
خلاصہ یہ کہ آپ کا پانی پینا اتنی شگر تھا بلکہ خادم کی مرضی پر موقوت تھا۔

حضرت قبیلہ عالم کا بجا ہے حکماً پانی طلب کرنے کے بکال حلم اور دل آدین طریقہ سے یہ فرمایا۔  
کہ پانی بی لیں نہایت معنی خیر ہے لہبے جس سے آپ کے مقام رضاۓ کے کمال اور تسلیمِ اتمم کی شان  
نمیاں ہوتی ہے کہ وارث ارش ساتی کو ترنے تشنی کے وقت بھی حکماً پانی طلب نہیں کیا بلکہ خادم  
کی رائے پر جو مول فرمایا اور سکون کے ساتھ چاہک انتظار کیا۔ اگر اس نے منع کیا تو بکال ہتھ علاں جبر  
کیا اور اگر دھمے آیا تو نوش فرما کر شکر کیا۔ اگر یہ مارے آتے تو دی صفات خادم کے پڑھ میں مشاھر  
داجب الدیور دریافت کیا کہ پانی بھی بغیر آپ کی رفتار کے پینا منظور نہیں ہے۔

اگر پانی نہ اور پانی بی لیں ان چھوٹے چھوٹے لفظوں کے فرق ایسا کہ نظر غائر سے دیکھا جائے  
تو دونوں جملوں کے مفہوم میں جو تفاوت ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضور قبلہ عالم نے  
عاداتِ معاشرت میں بھی اپنے ارشادات و اختیارات کو ارادہ الہی کے سامنے کلیدیہ سن کر دیا  
تھا اور تعلقات عالم سے انقطاع کامل قطعی کے جلد مرحل و منازل ط فرما کر ہر جاں میں کرن  
وٹنائے پر مدد کا سے سر دکار تھا اور مراد آپ کی عین مراد تھی۔ جیسا رضاۓ کا مل کی تلفی  
میں تاج العازین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے ”عوارف المعاشر“  
میں حضرت حارث مجتبی کا جو میسری صدکی میں شیخ الرقت اور صاحب مقامات کبھی تھے  
یہ قول فرمایا ہے کہ ”أَنْتُ ضَاعِمُ سُلُوكَ الْقَلْبِ تَحْكُمُ جَرِيَانَ الْحَلْمِ“۔

غرض حضور قبیل عالم نے خادم سے بھی حکماً پانی طلب کرنے میں اختیار فرمائی اور اپنے بعد آنکے اس طرزِ عالم سے متکل قلاموں کو اس قسمی سنت کا خلاصہ سمجھا دیا کہ جس طرح ہالے مشرب ہیں سوال کرنا خرام ہے اس طبق ضرورست حسابت کے واسطے خادم سے بھی حکماً کوئی چیز طلب کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ پانی لاو کرنے میں اشارہ ہوتے سوال آتی ہے۔

یہ بھی خیال ہو سکتا ہے کہ حضور قبیل عالم نے شاید اس لحاظ سے پانی لاو نہیں فرمایا کہ اس جملے کے ساتھ کرنے میں کیسی قدر نہیں تھی اس کی شان تھی کہ حکم دینے میں مخالف کی گئے تحریر ہوتی ہے آپ کا مراجع نظر امت واضح تھا بیس صینہ امر و حکم جو فرقہ کی ضد ہے۔ اس کو زبان سے ادا کرنا بھی ناپسند کیا اور ایکسار کے لمحے میں بجا کے پانی لاو کے یہ فرمایا کہ ”پانی نہیں“ اس سے آپ کے حکم کا یہ درج و کمال ظاہر ہوتا ہے کہ با وجود یہ آپ منہدم عالم ہتھے۔ مگر خادم سے بھی فرقہ کے تھا مخالف طلب فرمایا۔ بقول سعدی علیہ الرحمۃ ہے

تو ارض رُگردن قرازل نکوست      لگاگر راضح کند خوستے اوست

خاصہ نوش فرمانے کا طریقہ ٹھی بذا خاصہ نوش فرمانے کی حقیقت بھی مشرح اور بصرحت نگارش کرنا بھی ذات کے واسطے ضرور دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکہ مسلم ہے کہ اسی آدم کی ننگی کے لئے غذا کا ہوتا لازم ہے اور حضور قبیل عالم نے اپنے حبم اقدس کی صحت تو ان کے واسطے مطابق اصول طبی غذائے بناتی سے پورا نہ ہنسیں اٹھایا۔ اسکے ادراکیا کہ سمجھے میں کس طرح آپ کے دیگر عادات و معاملات میں رو حیات کی شان ہے۔ اسی طرح رُحانی ننگی کے واسطے غذائی رو حانی ہوگی۔ بقول مولانا علیہ الرحمۃ ہے

قوت جریل از مطیخ نبود!      بلکہ بداند یہ خلاق، الوجرد

اس نے رو حیات کی حقیقت بھیزایا بصرت کے مجھے اسی ایچیز ضبط تحریر میں کیجا رہا سکتا ہے البتہ تسلیل حالات کے اعتبار سے یہ جمارت کر سکتا ہوں کہ آپ کے خالق تعالیٰ فرمائے کہ ظاہری صورت جو زرگوں سے منی ہے یا سچم خود دیکھی ہے اس کو مجملًا نگارش کر دوں۔

چنان پرست آپ کو معلوم ہے کہ صدر قبل عالم کی ابتدائی عمر کا چھٹا حصہ اپنی جدہ ماجدہ کے آغاز  
حادثت میں گزرا درپندر سال اپنے نسبتی بھائی حاجی خادم علی شاہ صاحب علیاً الرحمۃ کے قتل علیف  
میں پرداش پالیں اس کے بعد اعزاز کی تحریر کا درخشم ہو گیا۔ اس وقت سے دعوت کا سلسلہ شروع  
ہوا لیکن یہ متعدد حضرات سے منتقل ہے کہ عذری سے خدا آپ کی بہت تلیل رہی جزا دیا سے عظام کا  
طريق اور ابنا علیہم السلام کی سنت ہے بمصداق: **أَجْوَعُ طَعَامُ الْكَبِيَّاعِ**

اور جس طرح ہمیشہ کے ہانے کی جانب آپ کو غربت کم رہی اسی طرح تعمیم کرنے کا شومن  
ابتداء سے زیادہ تھا چنانچہ جانب شافضل جیں صاحب دار الخیرب سجادہ حضرت شاہزادیت محمد  
عبداللہ بن فاروق قادری اگر لمحہ تعلیم نہ ادا تھے کہ ایک زمانہ میں یہ شہرت ہوئی کہ بنی ایلہ کا دی جنہا  
کے مکان میں ایک ہیں ہے جو روز آندر میاں اور بھی برلن اٹھالے جاتا ہے کچھ عرصہ کے بعد بعض بین  
 محل کے غربا کے گھر میں دیکھ گئے۔ درافت کیا تو معلوم ہوا کہ میشمن میاں ان میں کھلانے کے تھے جب  
 آپ پر چھاؤ فرمایا ان تمہارے یہاں تو عذر بھرا ہوا ہے اور برلن اس تند ہیں کہ رکھنے کی جگہ نہیں  
 اور وہ غریب ناد کرتے ہیں اور میشمن کے برلن بھی ان کے پاس نہیں ہم سے دیکھا نہیں گیا۔  
 لہ میاں بھی لیجیا کرم ان کو دیتے ہیں اور برلن بھی ہم ہی دے آئے ہیں۔

القرض غرام اسکین کی امداد کرنا آپ کی فطری عادت تھی بچپن میں اپنے سبم کے کپڑے جب  
 کسی محتاج کو آپ دے لئے تھے اور نہایت سرفت سے یہ واقعہ گھر میں بیان کرتے تھے تو جو کہ ذلیل  
 البلل کی حالت تھیں اس لئے دادی صاحب بھی کچھ نہیں کہتی تھیں اور ہمیشہ ضرورت سے زیادہ آپ کے  
 کپڑے تیار رکھتی تھیں اور پرکھافت کھانے آپ کے داسٹے و ناٹے سیا کری تھیں مگر وہ کھانے آپ کو غریب  
 شئے کیز کہ ابتداء سے آپ سادی اور بہت تلیل خدا فرملے کے تھے۔

حی کے تعیل فذل کے علاوہ جب چودہ سال کی عمر میں آپ نے رمضان کے وزد کے شوشن عید کے  
 روزے کے تو اسی سلسلہ میں آپ دلہم الصوام مرگئے اور جب حضور نے جبار کا سفر فرمایا تو اس وقت سے  
 آپ سفہت اور افتخار کرنے لگے اور قریباً پچاس سال کی عمر میں جب شکرہ آباد میں آپ ملیل ہی نے امامت کے

متواتر اصرار سے شویں بھی اپکے گھانزے میں داخل ہوا اور دن آنکر ساہی اور بہت میل خدا تعالیٰ فرانگ لگے  
لیکن عوام پا کھانے میں منتظرِ نجک یا ماش کی ایں پا لک یا بھرے کا ساگن پچالی لوڑ چاہل ہر تھے  
اویس قصداً نہ کمال حیر طرح دیکھا باب نیل سطحی اخراجِ تھا اسی طرح کھانے کا انتظام بھی متروک بلکہ  
مشراً منزوع تھا جو غافل از مرد فخری صیکارِ امام الی المرتباً بعد اراب شریان نطبقاتِ الکبریٰ میں شوخ ہے اب  
بلوط علیہ ارجمند کا یہ قول غریب ہے: **أَقْفَرُ بِيَقْدَمَ الْقَلْبِينَ الْعَلَاقَيْنَ إِنْ شَقَّلَاهُ بِاللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى**  
خلاصیہ کو عنوانِ شباب سے حضور قبلہ عالمی دعوت کا کھانا نوش فرمایا اور اس خوبی  
سے کبھی امیر و غریب کا امتیاز نہیں کیا اور ایسی خندہ پیشان سے سب کی دعوت قبل  
فرانی کی میزانِ سرور ہو جاتا تھا اور اپنی خدمتگزاری پر خود نمازِ کرتا تھا پھر اچھے اس مصنون کے داعا  
بکرث منقول ہیں جن کو سخنِ طالتِ نقش کرنے کی ضرورت نہیں معلوم ہے۔

ادر خاصہ نوش فرمائے کاظمیہ تھا کہ با وجود اس کے کھنور و قتنے کے بہت پابند تھے  
لیکن کبھی اگر کسی وجہ سے کھانا آئے میں کچھ عرصہ ہوا تو بھی آپ نے کھانا طلب نہیں فرمایا بلکہ  
میزان کھانے لے کر جب حاضر ہوتا تھا تو خادم عرض کرتا تھا کہ حضور کھانا آگیا جس کے جواب میں  
اکثر آپ فرماتے تھے کہ "ہاں کھانا آگیا۔" اور کبھی متبہم لبوں سے ارشاد ہوتا تھا کہ: آپ آگئے  
اور تمہیں دونوں ناؤں کھڑے کر کے یعنی اوکڑوں بیٹھ کر اراد گوشہ تہبند سر بریڈاں کے آپ خاصہ  
نوش فرماتے تھے۔ نبھی اس لشست میں تغیر ہوا۔ اور نہ برہمنہ سر آپ نے کھانا  
تناول فرمایا۔

خادم دستر خوان پر ہر ایک کھانے کا نام لے کر حضور قبلہ عالم کے سامنے پیش  
کرتا تھا لیکن پر تکلف کھاول سے آپ کو غبعت نہیں اس لئے اکثر دریافت کرتے تھے کہ  
dal کس میں ہے خادم تبادیتا تھا اور بہلے dal ہی سے چند لمحہ تعالیٰ فرماتے تھے۔ اس پر  
میں خادم نے ایک گرم چپاچ توڑ کر شور بہ میں تک اور جب dal سے آپ نے دست لشی  
فرانی تو شور بہ کا پسالا پیش کر دیا جس کو عربی میں شریدہ کہتے ہیں اور جس کو تاجدار سمنے

خیر الطعام فرمایا اور ملکے نظام و صوفیتے کرام کا آنکھاں ہے کہ اس سرچِ ابضم نما کا کہنا  
مبادر اور منون ہے۔ پھر خادموں میں شور بہ ملا کر خادم نے پیش کیا۔ تو اس کے سمجھتے  
چھوٹے دو میں لئے نوش فرمائے خادم کی طرف دیکھا۔ اس نے پانی کا کلاس پیش کیا۔ تو قریب  
نصف کلاس پانی پی کر فرمایا کہ دستِ خوان اٹھاؤ۔ اس وقت خادم پر تکلف کھانوں کی طرف  
اشارہ کر کے عرض کرتا تھا کہ حضور ان میں بھی ہاتھ لگاویجئے۔ اس کے اصرار سے آپ نک  
چشی کے طور پر چک لیتے یا ہاتھ لگا دیتے تھے۔

ای کوہم خاصہ نوش فرمانا کہتے ہیں جس کی کل مقدار ابتدائے زمانہ میں پانچ تو لے  
کبھی زیادہ تھی جس میں پرماں نو آنکھیل ہوئی۔ گئی جبی کہ حالتہ سے آپ کی روز آن غذا  
نقرہ سا لیک تو رہنے لگی وہ بھی بصدق اصرار درد نکسی روز انکار فرمایا تو وہ بھی نہیں۔

اور دیوبھی شریف کے تیام میں بھی آپ کی دعوت کی بھی صورت تھی۔ اگر کوئی فرق  
تحاول صرفت اس تدریک عالمین دیوبھی شریف کی دعوت کا تقریب طور ستمار بیارگاہ داری سے  
منثور ہو گیا اور جب حضور تشریف لاتے تھے تو حسب سندھ اکثریتین ہی روز قیام فرماتے تھے  
پہلے روز شمع کرم احمد صاحب اعلیٰ جن کو بعد میں ہبند پوش ہوئے کا اعزاز اور حرف شا  
کام تاز خطا بہ جمت ہوا تھا۔ اور دوسرا روز شاہ فضل حسین صاحب اعلیٰ شجاعۃ ثنتین حضرت  
شاہ دلائیت محمد عبد السلام قادری کنز الغرفت علیہ الرحمۃ اور تسلیمے روز شمع فلامم علی صاحب  
داری عرب گھسیتے میاں آپ کی خدمتگزاری اور آپ کے ہمہ انوں کی ہمہ نماری نہیاں  
کشاد مہیشانی سے کرتے تھے کیونکہ طریقہ یہ تھا کہ آپ کی دعوت کے ساتھ آپ کے ہمہ انوں  
کی بھی دعوت ہوتی تھی۔

بعد میں کچھ دنوں کے لئے بادشاہ حسین خاں صاحب داری تعلق دار کبر کو اس خدمت  
کا اشتہر ماحصل ہوا۔ پھر عیاس حسین خاں صاحب اعلیٰ رہیں با پوپور و چوچ دہری لطافت حسین  
صاحب اعلیٰ رہیں رامعلہ مسادی حسینیت سے ان کے شریک رہتے پھر راجہ دوست محمد

غانصاہب داری تعلقدار موبہنہ کوئی شرکت کاموئع نہ اور پچھر روزے چاروں حضرات اس خدمت کو انجام دیتے رہے بعدہ راجہ شیر محمد خان صاحب داری تعلقدار اے پورا راجہ ادوات نرائی ملکہ صاحب تعلقدار رام مگر شرکیک ہوئے اور انہیں پچھلے خدمتگزاروں نے آخر تک اس خدمت کو انجام دیا اور عرف عام میں آئی خدمتگزاری کا نام باری مشہور ہو گیا۔ لیکن دیوی شریف کی دعوت میں ایک ادا تھیاتی شان کا اضافہ ہو جانا تھا کہ علاوہ مقررہ دعوت کے بعض عمالین دیوی شریف بھی روزانہ آپ کے دستے کھانا لیکر حاضر ہوتے تھے اور ان کا لکھنا بھی مقررہ دعوت کے کھلانے کے ساتھ دستخوان پر لگایا جاتا تھا۔ علاوہ اس کے جو ایسے مقتدر حلقوں پیوش قدر مسوی کو تھے جن کے ہمراہ بادی ہوتا تھا تو وہ بھی پر تکلف کھانے پکار لاتے اور آپ کے دستخوان پر لگاتے تھے اور خادم عرض کرتا تھا کہ شیر بخش تھا کہ تجھ منگل لائے ہیں اور پلاٹا نواب عبدالشکر خاں نے آپ کے دستے سیار کرایا ہے اور یہ کباب بادشاہی سن خاں کے بادی ہی پکلتے ہیں اور کھانے کے نام کے ساتھ یہ بھی ہر مرتبہ عرض کرتا تھا کہ حضور اس کو بھی ذرا چکھ لیجئے۔

بمقتضائے لطف عیم آپ کا دستور تھا کہ خادموں کی التامس اگر اپنے منضبط عادات کے خلاف نہ ہری تو اکثر منظیر فرماتے تھے۔ اس لحاظ سے کچھ تو خادموں کی محبت آیزگزارش کا خیال کچھ ان ارادتمندوں کی عزت افزائی جو بکمال عزیزیت کھانا لائے ہیں۔ آپ میں مختلف کھانوں میں سے بھی کسی کو صرف اٹھ لگا دیتے تھے اور کسی کو کذا تقہ کے طور پر زبان سے لگا کر تعریف کر دیتے تھے۔

چنانچہ ایسے موقع پر اکثر یہ دیکھا ہے کہ حضور قبل عالم نے شیر بخش میں انگلی لگانے کی بہت پر بھی اور فرمایا کہ دال اچھی پکائی ہے یا پلاٹ کے دو جار چادل کھا کر ارشاد ہو اک بادی ہتھ ہو کشیا رہے کباب خوب پکاتے ہیں۔ پڑھ کر خادم کا بیک وقت بار بار مختلف کھانوں کا نام لینا خیال میں تھا۔ اور اس کے

اصرار سے کسی کھانے کا ذائقہ لیا تو انہیں کھانوں میں سے جن کا ذکر ہوا تھا۔ ایک کھانے کی تعریف آپ نے کر دی۔

الغرض حضور قبلہ عالم کے خاصہ نوش فریلنے کا طریقہ جو متعدد صفات سے ملبوہتے۔ ان خوبیوں کا اگر فرد افراد اذکر کیا جائے تو بہت طوالت ہوگی۔ اس لئے پناظراحت صفات اسی ایک صفت آخزاں الذکر کو کسر کار عالم پناہ نے شیرینج کا ذائقہ لیا تو دال کی تعریف کی کسی تدریج صراحت کے ساتھ لگا کر شرکت کرتا ہوں۔

حالانکہ با دی النظر میں یہ کوئی اہمیت کی بات اور خصوصیت کا واقعہ نہیں معلوم ہوتا ہے اور کہہ سکتے ہیں کہ حضور نے ذائقہ لینے میں خوبی نہیں فرمایا اور جن کھانوں کے نام خاص میں لئے تھے۔ انہیں میں سے ایک کھانے کا نام زیان سے برجستہ بھل گیا۔

لیکن جب لگاہ تامل دکھایا جائے تو ہمیں ایک صفت آپ کے رفیع المرتبت ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے اور اسی ایک صفت سے آپ کے فخر کامل اور الفقار ع تعلقات کی غیر معمولی شان کا اظہار ہوتا ہے۔

کینونکہ فقر کی حقیقت یہ ہے کہ ما سوئے اللہ کے الفقار ع قطعی ہو یعنی جملہ مسجدات کی خرابیاں سے فراغ اور ان کی یاد دل سے محوار فراموش ہو جائے جس کو اصل طلاق صوفیہ میں ترک کہتے ہیں اور اقسام ترک میں ترک لذات بھی ایک ترک کا نام ہی لیک کو جس کا ترک کرنا لازم است ہے۔

امتحین ارباب طریقت نے تصریح فرمائی ہے کہ ترک لذات کے میں مدارج میں درج اذل کی تعریف یہ ہے کہ لذیناً اور پر تکلف لذائیں چونکہ مرغوب نفس ہیں۔ اس لئے نظر کو ان کے اعمال سے احتراز لازم ہے تاکہ نفس مضحل ہو جائے اور درجہ شانی کی صفت یہ ہے کہ ترک لذائے لذینے کے ساتھ لذائے لذینے کی خواہش بھی خاتا ہو جائے۔ مگر اس دشوار بجا پیدہ میں تارک کو کامیابی مشکل سے جوئی ہے اور درجہ شانث کی تعریف کا خلاصہ یہ

ہے کہ تارک کے خیال سے غذائے متعدد کا ذائقہ بھی خواہ فرماؤش ہو جائے۔ یہ مجاہدہ بہت سخت اور دشوار رہتے اور یہ مرتبہ شاد و نادر مجاہدین کو حاصل ہوتا ہے۔

ترک لذات کی یہ تعریف سنتے تھے لیکن حضور قبلہ عالم کے ترک لذات کے درجہ کمال اور مرتبہ اتم کے خصوصیات کو تائگھوں سے دیکھا کر آپ نے صرف اشیائے لذیذ اور خواہ مشات اشیائے لذیذ ہی کو ترک نہیں فرمایا۔ بلکہ اشیائے لذیذ کے حقیقی ذائقہ خیال کو صفوٰ قلب سے الیسا خواہ فرمائیا کہ منگ کی دال اور شیر بنخ کی لذت کافر قبائل پلاؤ اور کباب کے ذائقہ کا امیاز باقی نہ رہا۔ اسی ترک کا نام اصطلاح صوفیہ میں کہ ترک یا ترک قطبی یا ترک صادق ہے۔

چنانچہ صفات ظاہر ہے کہ خادم نے شیر بنخ اور مشکر دال کا نام لے کر اس نزدیک ساتھ پیش کی تھی کہ عکسِ الحجہ تو محض اس خیال سے کہ ان کی خاطر اُنکی نہ ہو حضور قبلہ عالم نے انگلی سے چھوکر زیان سے بھی لگائی لیکن شکرا و رمک کے ذائقہ کا امیاز جو چند فنا ہو چکا تھا۔ اس لئے بجز اس کے آپ کیا فرماتے کہ خادم سے نہ ہوئے جودہ نام تھے۔ انہیں میں سے ایک کی نسبت یہ ارشاد ہوا کہ دال بھی پکانی ہے۔

لہذا میرا یہ عرض کرنا شاید ہے محل نہ ہو گا کہ جس طرح حضور قبلہ عالم ترک تعلقات میں عدیم التغیر تھے۔ اسی طرح ترک لذات میں بھی آپ کو بدرجہ اتم من جانب اللہ کمال حاصل تھا کہ شیریں و نمکین ذائقہ کافر بھول گئے۔

چنانچہ اسی مضمون کا ایک حصہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے تفاتۃ الانس میں تقدیر ملا ہے کہ ایک روز حسن بصریؒ شفیقؒ لمحیؒ دلائلؒ دینا رحضرت رابعؑ کے مکان پر موجود تھے کہ صفات صدق کا ذکر آیا تو حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ ”لیکن یہ صادق بنی دنخداہ ہمہ ن لئے یہ مسیدہ علیؑ صدیؑ مولانا۔“ یعنی وہ اپنے دعویٰ میں صادق نہیں جو ابتلاء کے خلدوں پر صبر نہ کرے رابعؑ کے کہا تھے۔ مگر اس میں بتے خودی ہے۔ شفیقؒ لمحیؒ نے فرمایا کہ

لیں یصادتی فی دُنْوَاهُ مِنْ لَمْ يَشْرُكْ عَلَى هَذَا بِ مَوْلَاهُ<sup>ع</sup> یعنی وہ صادق نہیں جو  
جنکے محبوب پھر شکر کرے۔ رابعہ نے کہا تھا ہے۔ مگر جنکے محبوب کو جتنا بھائنا آداب  
عشق کے خلاف ہے۔ ماکج دنیا نے فرمایا۔ لیں یصادتی فی حکمَهُ مِنْ لَمْ يَتَلَدَّ ذِبْشَهُ  
مَوْلَاهُ<sup>ع</sup> یعنی مطلوب کی دی ہوئی اوریت سے لذت حاصل نہ کرے۔ رابعہ نے کہا درست ہے  
پھر ہر سہ بزرگوں نے راجحہ سے کہا تم کیا کہتی ہو۔ رابعہ نے فرمایا۔ لیں یصادتی فی  
دُنْوَاهُ مِنْ لَمْ يَنْسِيْتَ اللَّهَ الظَّرْفَ بِ مُشَاهَدَةِ مَوْلَاهُ<sup>ع</sup> یعنی پسند دعویے میں وہ  
صادق نہیں جو مشاہدہ محبوب میں تخلیف کو بھیل زجاجے۔

حضرت راجحہ عدویہ علیہ الرحمۃ کے اس آخری فیصلے سے ثابت ہوا کہ سالک کا اہلیت  
کلائے دعویی میں صدق واقعی یہ ہے کہ راحت کی ابتلاء کو ابتلاء جلنے بلکہ حقیقت ابتلاء  
کا خیال بھی فنا ہو جائے۔ جیسا کہ حضور قبلہ عالم کے خاصہ نوش فرمانے کا اطراف و انداز سے ظاہر  
ہوا کہ مجاہدہ ترک لذات کے سلسلہ میں تقلیل غذا کے واسطے لذپذی فناوں سے بلے رغبی  
کے ساتھ لذات غذا بھی اس طرح فراموش کر دیئے کہ دال اور شیر برخ کا ذائقہ اور پلاڑکیاں  
کی لذت کافر قطعاً محو اور فنا ہو گیا۔

قیلولہ وجہل تدبی | لیکن موہی فضل حین صاحب داری مرحوم مؤلف سیرت ارشی نے  
مشکوہ حنایس کے صفحہ ۲۱ میں اب اکل و شرب کا خاتمه نہیں دو جملوں پر کیا ہے کہ جنہیں  
کھانے کے بعد دن میں قیلولہ اور شب کو چہل تدبی فراہتے تھے۔ مگر مؤلف مر منتنے  
جس عنوان سے یہ دونوں جملے نقل فرمائے ہیں ان کا معنی علاوه بے ربط ہونے کے خلاف  
شان سیرت ارشی ہے لہذا ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اس کی بھی صراحت ہو جائے  
اوہ چند تصریح تھے طلب ہے۔ اس لئے قیلولہ کی وجہ تدبیہ اور جہل تدبی کی حقیقت تکمیلی  
ووضاحت کے ساتھ لگا کر شکر تباہوں۔

واضح ہو کہ حضور قبلہ عالم کے جن عادات کو قیلولہ اور جہل تدبی کا باگیا ہو دہ چہل قسمیں

کی شل تھی۔ اور نہ وہ قیلو معرفت قیلو کے مشاہد تھا۔ بلکہ حضور کے یہ دو دلیں عادات اپنے طریق مخصوص اور انداز میں لیگانے تھے۔ جسی کہ غور کیا جائے تو آپ کا قیلو اور چیل قدی آپ کے مارچ علیا کے شاہد عادل ہیں۔

لیکن قبل اس کے کچھیل قدی اور قیلو لے کی تصریح بخارش ہو۔ آپ کے مارچ ہالی کی اس کریمانہ صفت سے بھی ہم فلامول کو اگاہ ہو جانا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کسر کار عالم پناہ کے خلی عظیم کا یہ انداز تھا کہ روزمرہ کے عادات میں اگر فلم نے بعثضاۓ محبت کسی معمولی تمیم کے لئے متواتر گزارش کی اور وہ گذارش منافی سک نہ ہوئی تو اکثر حضور نے اس کو منظور بھی فرمایا ہے جو آپ کے خلی عیم کی کافی دلیل ہے۔ اور جو رہ خواست بارگاہ داری میں منظور ہو جاتی تھی اس کا عملدرآمد ہمیشہ کے لئے فوائد شروع ہو جاتا تھا۔ یہ نہ کہ آپ کو پابندی وضع کا بہت خیال تھا۔

اوخدمام کا نصب العین حضور کی عافیت تھی۔ خصوصاً آپ کی صحت کی نسبت جب ان کو کوئی مناسب تدبیر معلوم ہوتی تھی تو اس کی منظوری کے واسطے قدامت والامیں مختلف عذان سے عرض کرتے تھے اور چونکہ اصرار ان کا خلوص دار دات سے ہوتا تھا اس لحاظ سے اگر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوتے تھے۔

چنانچہ تقریباً ۱۳۰۰ھ کا یہ واقعہ ہے کہ ایک قدیم حلقة بگوش طبیب خاذن نے کہا کہ شب کے ہمانے کے بعد چھل قدمی کو ہملے متفقین نے معین صحت لکھا ہوں اور بس اسی وقت سے خدام کو فکر ہوئی اور خدمت با برکت میں اس طبی مسئلہ کے مفاد کو مختلف پیرا یہ میں عرض کرنے لگے اور جب حضور کو خوش نہ ہوا پیا۔ مستدعی ہرئے کہ شب کے ہمانے کے بعد آپ چھل قدمی فرمایا کریں۔ مگر ہر مرتبہ حضور نے آزاد خیال کے لحاظ سے فرمایا کہ روز کا جھگڑا ہے۔

یہ روز ایسے چند لا اونمند دل نے جن کو مارچ دالی کا شرف اور دربار داری میں

میں پاریاں کا اعزاز حاصل تھا۔ فدامنے شرک ہو کر اس درخواست کی منظوری کیلئے اپنے آفتابے نامدار سے بچوں کی طرح صندکی۔ اس وقت ہمارے علمی الطبع اور یمن الامان مقتد لئے ان کے خلوص پر نظر فراکار ارشاد فرمایا کہ ”اچھا آج سے ٹہل بھی لیا کریں گے۔“

لہذا یہ تاریخی واقعہ چل قدمی کی منظوری کا ہے۔ اداہی روز سے چل قدمی بھی خپڑے کے عادات روزمرہ میں داخل ہو گئی لیکن اب دیکھنا یہ چاہیئے کہ آپ کی چل قدمی کی شان کیا تھی۔ چنانچہ صورت یہ تھی کہ شب کے گھانے کے بعد آپ خلال کرتے تھے۔ گو ضرورت ہو یا نہ ہو مگر حسب محصول تھوڑے عرصہ تک یشنل رہتا تھا۔ پھر ایک خادم کے تھا پائیں ابتری مختصر جگہ میں عجیب میتوانہ اذاذ اور تازہ روشن سے چار پارچ تقدم چل کر آپ فراز تھے بس خادم عرض کرتا تھا کہ ابھی چالیں تقدم کہاں ہوتے۔ پھر دھار تقدم چل کر آپ قیام فرما تھے۔ خادم پھر دی عرض کرتا تھا۔ عرض خادم کے بار بار تقاضے اور اصرار سے بمشکل دس بارہ تقدم ٹہل کر آپ استینجا کے لئے تجویں پر چلے جلتے تھے جو مشتملیٰ صفحی میں لگی ہوتی تھی اس ہیئتِ محمدی کا نام چل قدمی تھا۔

لیکن اس غیر معمول چل قدمی کی حقیقت کو دیکھا جائے تو بعض اہم مسائل پر دشمنی پڑتی ہے اور صاف ظاہر ہوتی ہے کہ حضور قبلہ علم بدرجہ اکم راضی برضاۓ حق تھے اور تقدیر قضاو دار کے سامنے ہمیشہ تدبیر کر آپ نے یقین سمجھا۔ چنانچہ دیکھا کہ باوجد اس کے کہ خادم کے اعلار سے چل قدمی کا دعہ فرمایا اور بظاہر حسب وعدہ چل قدمی بھی کی مگر اس عنوان سے جس کو معین عائیت اور محافظت صحت ہونے سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ایسی چل قدمی سے کبھی کوئی نادر مترتب ہو سکتا ہے۔ لہذا کس خوبی سے الیفاء دعہ بھی فرمایا اور کمال ضبط کا مصالاں اپنے پختہ اور موحدانہ خیال کیلوٹ تدبیر سے محفوظ رکھا۔ جس سے لامتحر لامذہ الاباذین اللہ کا حقیقی مفهم طاہر ہوتا ہے۔

اسی کے ساتھ آپ کے خلیل خطیم اور لطف عیم کا بھی انہیاں ہوتا ہے کہ غلام نوازی

ایسی منظور تھی کہ آپ نے ارادتمندی کی خوشی کے واسطے چہل قدمی کا دعوہ فرمایا جو بنو پروردگر کی عین دلیل ہے۔

اس چہل قدمی سے آپ کی وضعیت کی شان بھی ظاہر ہے کہ با دیوار کے ترتیب صحیت مخصوصہ نہ تھی لیکن خدمت میں استعمال منظور کی تھی۔ اس لئے روزانہ کی تکالیف گواہ فاظی انہیں افراد میں اس مختصر تصریح سے ظاہر ہو گیا کہ حضور قبلہ عالم کی چہل قدمی و تحقیقیت عالم چہل قدمی نہ تھی جس کو مؤلف مشکوہ تھانی نے قلم بدو استہ کھدیدا کہ شب میں آپ چہل قدمی فرماتے تھے؛ جس کے مطابعہ سے ہر شخص یہ سمجھا ہو گا کہ جس طرح عام لوگوں پر نہ مدد اور رعایت کی تقریب کے واسطے صبح دشام ٹھہرتے ہیں۔ اسی طرح اداہی خیال سے ہمارے سرکار عالم پناہ بھی اپنی صحیت قائم رکھنے کے لئے کسی داکڑیا حکیم کی تقلید میں چلنے لگتا ہوں گے۔ اس وجہ سے میں نے یہ عرض کیا کہ مؤلف موصوف کا یہ جملہ سیرت ابوالثی کی شان کے خلاف ہے۔

علی ہذا فقط قیلو کی نسبت بھی میں نے اس خیال سے بے ربط کہا کہ اصطلاح میں قیلو کے معنی بعد طعام روز استراحت اور آرام کرنا ہیں اور حضور کا استراحت فرماداں کے کھلانے پر موقف نہ تھا بلکہ آپ ہمہ وقت ایک پہلو سے استراحت فرماتے تھے۔ اس لئے ان کے کھلانے کے بعد استراحت کا مشرطہ ہونا بلے ربط اور خلاف واقع ہے۔ اور قطع نظر اس کے حضور کی جز عادت قیلو کے نام سے موصوف ہے وہ صدر تباہی و قیلو نہ تھا جو مفہوم اداہی ہے۔

تحقیقت یہ ہے کہ چہل قدمی کی طرح حضور قبلہ عالم کا قیلو کرنا بھی اپنی شان میں در اور نوعیت میں لگاہ تھا۔ لظاہر قیلو کرنا ایک معامل بات ہے بھر جی بھی مسلم ہے کہ آپ کی ممکن بات بھی غیر معامل اہمیت سے خالی رسمی۔ چنانچہ آپ کا قیلو کیا تھا اور کیونکہ اس کی ابتداء ہوئی اس کا تصریح ہے۔

ایک مرتبہ آپ کی بیویت ناساز ہوئی خداوم اے حکم ہبہ العزیز صاحب الْحَنْدِی کو  
بلیخا اور بھنڈل افانہ بھی وہت بدل دی گیا لیکن عکم صاحب نہیں نے اپنے ایک دُنکھا میں  
میں ایسی بھی دیکھا کہ آپ ہر وقت دلہنے پہلو سے استراحت فرماتے ہیں۔ موصوف نے  
خدمت سے کہا کہ جناب قبلہ کی اس عادت میں کم سے کم اس تدریز میم ضروری ہو کہ شب کے  
بکال تھے کہ بعد پہنچ کر تھوڑی دری کے دامنے باہیں پہلو سے آپ استراحت فرمایا کریں ورنہ  
آپ کی محنت پر زرایب اٹر پہنچے کا خوف ہے۔

خدمت کو جب یہ معلوم ہوا کہ اصول طقی سے بیدار استراحت مفترضہت بھی ہو سکتا ہو تو  
سب سے بیک زبان ہو کر نرم سوت والا میں دست لبست عرض کیا کہ حضور شریب کی تقدیک  
بجود دکھرے پہلو سے بھی ایک وقت معین کے دامنے استراحت فرمایا کریں۔ مگر کچھ عرض  
نیک یہ رخواست منقول نہ ہوئی لیکن متواتر اصرار کے بعد حضور قبلہ عالم نے خدمت کی یہ گزاریں  
بھی اس شرط کے ساتھ تبول فرمائی گا پھر اسکے کو باہیں پہلو سے بھی لیٹا کریں گے۔ مگر  
اس تدریز کے جتنے عرصہ میں گیارہ دفعہ سائنس لئے جاتے ہیں۔

اس روز سے یہ معمول ہو گیا کہ شب کو حضور حب خاصہ تنادل فرماتے تھے۔ تو اس وقت  
خادم دلہنے جانب سے اگالہ ان اور وہ ردمال نہیں زیب کا مکمل جس کو حضور دست میں کل  
میں لے کر خساراً نہ کئے نیچے رکھتے تھے۔ اٹھا کر باہیں طرف رکھ دیتا تھا۔ اور آپ چل  
تکمیل اس تنجا کے بعد لہتر پر تشریف لا کر پہلے باہیں پہلو سے استراحت فرماتے تھے۔  
لیکن صاف ظاہر مرتبا تھا کہ حضور کو باہیں پہلو کی استراحت سے کوئی خاص انتہا برابر نہ  
سمیکیت ہوتی ہے کیونکہ تھوڑے دتفے کے بعد ہی ارشاد ہوتا تھا کہ اب رخ بدل لیں  
خادم ہماری کرتا تھا۔ مگر کچھ التفات نہیں ہوتا اور زیادہ سے زیادہ ایک منت  
کے اندر آپ باہیں پہلو کو بدل کر دلہنے پہلو سے استراحت فرماتے تھے۔ اس مجموعی صورت  
کا نام ہمارا خدام میں قیلو تھا۔

لیکن یہ بھی ذہن نشین رہے کہ حضور کا بائیں جانب سے دلہنے طرف پہلو بدن اس صورت سے نہ تھا جس طرح عمر ماؤگ کو کروٹا دلتے ہیں۔ بلکہ آپ پہلو بدنے میں جو احتیاط اور اہتمام فرلتے تھے اس کو بھی نظر فائز سے دیکھنا چاہیئے جنما پندرہ خاص طریقے یہ تھا کہ پہلے بائیں پہلو سے اٹھ کر آپ دزنازو بیٹھتے تھے۔ پھر خ بدل کر دلہنے پہلو سے استراحت فرلتے تھے اور غادم الگالدان اور رہمال بھی دلہنے جانب رکھ دیتا تھا اور چھرے نمایاں ہوتا تھا کہ دیکلیف اب نہیں ہر جو بائیں پہلو کی استراحت میں بھی۔

پہنچ کر چوت لیٹا یعنی زمین سے پشت لگانا حضور قبلہ عالم کے متذکرات میں تھا اور موجود صورت سے رخ بدلنے میں گوجلت ہی کے ساتھ گیریں نہ ہو۔ مگر زمین سے پشت لگنے کا شاید ضرور نظر آتا تھا جو شاید مشری آپ کو گوارانہ تھا اور قرینہ ہے کہ اسی لحاظ سے حضور یہ احتیاط اور اہتمام فرلتے تھے کہ پہلے بائیں کروٹ سے اٹھ کر بیٹھتے۔ پھر ایک دفعہ کے بعد دلہنے پہلو سے استراحت فرلتے تھے تاکہ چوت لینے کا اشارہ بھی نہ ہو۔

چنانچہ قیلول کرتے وقت حضور کی بائیں جانب کی استراحت پھر اٹھنا اور دزنازو بھی اور رخ بدلا اور پھر دلہنے پہلو سے آرام فرمائے گوں اگر سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو علاوہ دیگر خوبیوں کے آپ کا وہ بیشل مجاہدہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے جو اپنی نظر آپ جسے کیا تھا پہنچ کر باعث آرام دراحت ہے اور آپ عشق شاہد حقیقی میں عانیت و آسائش کے خیال کو بھی خواہ دن کا کچھ کرنے۔ لہذا استراحت بھی یوں فرمائی کہ تمام عمر خلاف فطرت انسان ایک پہلو سنتیٹے اور زمین سے پشت نہیں لگائی جس نے آرام کو جواہر میں میجھا استراحت کا ہے قطعاً اُن اور معدوم کر دیا۔

غرض حضور قبلہ عالم کے خاص دو شفیلے کا صرف انداز ایسا بھروسہ اوصاف تھا جس میں متعدد خوبیاں اور ایسے ایسے ناقابل برداشت مجاهد سے تھے جن کا تحمل وقت بڑی سے باہر ہے لہذا اگر یہ عرض کروں تو ضرور اخوان ملت میرے ہم فراہوں گے کہ حضور کے

عادات معاشرت میں سے ایک عادت کی بھی ہم پری تشریع اور کماحتہ صفت بیگناش نہیں کر سکتے۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ حضور قبیلہ کے ظاہری عادات روزمرہ میں سے ایک قابل فراہنے کی عنفت مجھ پرچار سے کماحتہ نہ ہو سکی اور باوجرد اس صراحت کی حقیقت فہریوم تمام رہا اور اس کا اظہار نہ کر سکا کہ سرکار عالم پناہ نے بائیں پہلی کی استراحت کیوں ترک فرمائی اور خدام کے اصرار سے تھوڑے دفعہ کے واسطے جب یہ صورت خمیاری کی تو محلیف کا سبب کیا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور کی سیرت نگاری اہل بصیرت کا کام ہے۔ اگر جیسا نے مجھ سے دنیا کے کوئی صاحب دید ویافت یہ واقعہ بیگناش کرتا تو اس سے یہ فروگا شاست نہیں آپ کا عاشقانہ لباس علی ہذا حضور قبیلہ عالم کا مسخن اور زادہ ان لباس بھی باوجود نہایت سادہ اور غایت بے تکلف ہونے کے اپنی نوعیت میں فرد اور دفعہ میں یکاں ہے جس کے تاریخ سے تجدید کا زنگ اور تفریکی شان خلیاں طور پر نظر آئی تھی اور جس کی غلطت اور منزلت کی نسبت اسی قدر عرض کرنا کافی ہو گا کہ حضرت اُلک الملک کے سالانہ درباً کی یہی مخصوص دردی ہے۔

بلکہ حضور کا یہ مقدس لباس اپنی صوری اور معنوی خوبیوں کے ساتھ زبان حال سے صاحب لباس کے دفتر شوق و روحش عخش و نیز صفاتے باطن بر اساس ائمہ الشریعے تعلق ہونے کی شہادت دیتا ہے چنانچہ امام شریعت علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔ وَقُدْرَةِ الْجَدَّةِ إِلْفِتِيَّرِ لَا شَرِيكَ لِيَتَجَزَّعَ مِنِ الْبَاطِنِ عَنِ الْأَوْنَى۔ یعنی نقیر کا برہنہ خشم زہنا اشارہ ہے کہ باطن میں ہتھی سے تجدید ہے۔ (الیبرا ایت والجوہر)

گھر کی مستند روایت سے یہ نہیں ثابت ہوا کہ آپ کے قدیم لباس میں کس ترتیب سے تبدیل ہوئی۔ کیونکہ اس میں توسیب کو آفیاں ہے کہ تاعقوں شباب آپ کے

نفیس بس کی دی صورت رہی جو شرفا سے اور وہ کی وجہ تھی چنانچہ منقول ہے کہ آپ کی  
جدہ ماحبہ اپنی نگرانی کے دوران میں ہجیہ تمیٰ بیاس آپکے واسطے تیا کر لئی تھیں۔ مابعد  
آپ کی ہشیرہ صاحب نے بھی اس کا بہت نیادِ خیال کر کا کہ جیسا نقا است پسند آپ کا مزاج  
ہنا اسی رعایت سکتا ہے کہ خوش عنین کر کرے پہنچیں لیکن عمر کیسا تھا جو شعر میں ترقی ہوتی  
گئی۔ اور ہنوز چودہ ماہ سال ختم نہیں ہوا اخلاق و نخاتاً طبیعت یہاں بھی سادگی آگئی کہ اس با  
آرائش ذات اُس کی جانب فلغاً التفات نہ رہا چنانچہ میں نے اپنے والدہ ماجست سُنا  
ہے کہ جب حضور نے حجاز کا سفر کیا ہے اس وقت کرتا دریا بجا سا اور لوپی زمیں جنم کئی۔ اور  
زرد محل کا سلیمانی جو نہ آپ پہنچ کئے اور جب اس سفر سے واپس آئے تو آپ کی پا برسہ  
اور احرام پوش رکھا۔

لیکن اس میں کافی اختلاف ہے کہ آپ نے قدمیم بس بیک وقت تبدیل فرمایا۔ یا  
وقت نہ تنا تیزرت ہے یا چنانچہ قریب قریب جلد مل گئیں سیرت فارثی کا یہ خیال تھے  
کہ حضور رب العالمین آبائی بس کو بدفات اور مختلف مقامات پر ترک فرمایا۔ اور جب  
رج بیت اللہ کے واسطے احرام باندھا تو گزندہ اور پابجا سہی خیرات کر دیا۔ اور اس وقت  
سے احرام آپ کا مستقل بس ہو گیا۔ اسی کی تصریح ان کی نقل کردہ روایات میں مطہر  
ہے کہ حضور قبلہ عالم نے جو اجیز شریف ہیں پھیٹ کیا جو بہت صحیح ہے کیونکہ حضور کے لیک  
ارادا میں یہی مفسون ہے جس کا آپ نے اکثر فرمایا ہے کہ ہم اجیز شریف پہنچے اور آستانہ  
پر حاضر ہوئے توجہت رومال میں پیٹ لیا۔ آگے چلے تو ایک مقام پر دو آناء نیز پھیٹ کنے  
اُنہوں نے کہا کہ میاں صاحبزادے یہ روٹیاں کہاں سنبانہ ملائے ہم نے جو نہ  
اُن کے آگے پھینک دیئے۔ اور کہا۔ لو یہ تھا احصہ کھانا۔

اویس حضرات کہتے ہیں کہ سفر جازیں آپ کو ایک ریگستان ملا۔ جو تازنہ آنکاب  
سے اس قدر گرم ہو گیا لہذا کہاں میں جو تپہن کرچنے میں بھی تخلیق ہوئی تھی۔ مگر کیماں اکابر

مسافر نہ پاس فکر رہا ہے جو صدر نے اپنا جوتہ سکون دیدیا اور خود بہنہ پا مسافت سڑک زبانی۔ اسی طرح ٹوپی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ایک پہاڑ پر حضور حجرا ہے تھے کہ دعویٰ تند ہوا کا جھنڈ سکا آیا۔ اور آپ کی ٹوپی اُڑگئی بعض کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ٹوپی بیلی ہو گئی جس کو کشافت کی وجہ سے آپ نے پھینک دیا۔

محبہذا ایک مرتبہ حضور سفر حجرا کا ذکر فزار ہے تھے۔ اسی سال میں ٹوپی کا بھی تباہ ہیگا۔ میں نے عرض کیا کہ والد کہتے تھے کہ بھین میں آپ کو قسمی ٹوپی کا بہت شوق تھا اگر معلم ہم ہیں یہ شوبق آپ نے کیوں جھوٹ دیا۔ فرمایا کہ دو ران سفر میں ہم کتابات دریا ملائیں جس پر پل تھا۔ ناؤ کے ذریعہ لوگ عبد کرتے تھے۔ چنانچہ ہم بھی ایک ناؤ پر سوار ہوئے جب ناؤ نیچ دریا میں پہنچی۔ تو ملاح نے پیسے طلب کیا۔ ہم نے کہا میسے تو ہمارت پاس نہیں ہے ملاح نے کہا کوئی اور چیز دے دو۔ ہم نے ٹوپی اتار کر ملاح کو دیدی۔

مگر غدر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ کوہہ بالا راویات و نیز ارشادات میں جوتہ اور ٹوپی مسافر اور ملاح کی محنت فرنے کا ذکر ہے۔ اور نزک و انقطع اخ کا تباہ ہی نہیں ہے لہذا اس تدریزان لینا ہم کو لازم ہو گیا کہ واقعات مذکورہ صحیح ہیں۔ کیونکہ ارشادات کے ہم منی ہیں۔ مسافر کو جوتہ بھی دیا اور ریاستان کی تکلیف خود برداشت زبانی جھاپ کے اشار کی عین دلیل ہے۔ اور ملاح کا احسان نہیں یا۔ ایک پیسے کے عین اسکون ٹوپی دیکی یہ آپ کی غیرہ اور حوالات کی خوبی کا بتیں ثابت ہے لیکن اس زور سے جوتہ نہیں پہنا اور ٹوپی جزو لباس نہیں ہری یکسی جملہ کے منی نہیں ہیں۔ بلکہ ارشادات میں اس کا اشارہ بھی نہیں۔ اس لئے یہ واقعات کافی نہیں ہیں۔ بلکہ کسی مخبر برداشت ہمچشم کے ایسے ارشاد صریح اور واضح کی ہندز ضرورت ہے جس سے یہ ناہر ہو کہ اس پرستے حضور نے جوتہ اور ٹوپی پہننا ترک فرمایا۔

لیکن یہ ضرور ہے کہ ۱۲۵۳ء ہجری کے سفر میں حضور قبلہ نامت پر فتحات یا بیکٹ تھت

اپنے تدبیم لباس کے ہر حصہ کو خدا کی محبت میں بھیش کے نئے نزک فرمایا۔

بلکہ ان جملہ و اتفاقات کا مفہوم اگر اس عنوان سے بیان کیا جائے تو شاید پھر ایں ایں کی ضرورت نہ ہو کہ زیادہ قریبی ہے کہ حضیر تبلیغِ عالم نے اپنے تدبیم لباس کے بعض حصوں کا استعمال کرنے اخلاقی و اتفاقات کے لحاظ سے حجاز کے راستہ ہی میں نزک کر دیا تھا اور یقینی ہے لباسِ حرام باندھنے کے وقت اُتمار دیا۔ اور چونکہ آپ کا حج غیر مولیٰ تھا، اس لئے اس کے قیمتی بھی اہمیت سے خالی نہ تھے۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ تما می جہاں بعد ادلت اکان حج احمد سے باہر گلابیا تو میں وہ بس پہن لیتے میں۔ مگر حضیر کا حرام شاید اس خصوصیت سے شرط نہ کاکت تھا جیسا کہ ظاہری تقریباً نہ تھا۔ آپ کا وہی بس ہا جو سحرانِ مرفت میں زیارت ہے تھا۔ اور چونکہ دوسرے بسِ حرم کے لئے منوع ہے۔ اس لئے آپ کا تدبیم بس بھیش کے متروک ہو گیا۔ اور آپ <sup>۱۳۵</sup> سے بھری حرام بلوش ہندستان و ایس تشریف لائیے۔

آپ کا لباس اُندھی تو قریب قریب سب کو معلوم ہے کہ حرام آپ کا نگین اور اُندھی سوتی کپڑے کا۔ اور بعض میں ڈیڑھ گز۔ اور طول میں چھپا گز ہوتا تھا۔ مگر ایامِ سر اُندھی میں اگر کسی ارادتمند سے اُندھی کپڑے کا حرام میش کیا تو حضور نے اس کو بھی تبول نہیں کیا جس کے استعمال کا یہ طریقہ نثارِ نصف حصے ستر پیشی اور دوسری نصف حصہ بطور پیارہ نہ پاسا لوں سے زیرِ دش اس طرح فرماتے تھے کہ فرق اندر بالکل گھلارتا تھا۔ اس لئے کہ صرف جلات ناز بخاصہ بلوش ذمانتے کے وقت گوشہ حرام یا دوسری چادر سر اُندھی سے اُندھی باتی تھی۔

روزہ آپ کے خصوصیات میں ہے کہ سرداری کی اعتماد یا امتا زت آفتاب سے حفاظت کئے کبھی آپ نے یہ اہم مہینیں زیابی کر گئے حرام یا دوسرے کپڑے سے فرق اندر کو چھپا یا ہو۔ بلکہ بھیش سر اُندھی سے نقاپ برہا جو مجرم کے لئے خاص شرط ہے۔

لیکن بعض عمر حضرات سے سُن لیا ہے کہ امام اُندھی کی خاص وجہ یہ یہی ہوا ہے کہ اسی عرصہ طول کا حرام دو حصوں میں تقسیم ہوا۔ ایک حصہ کو حضور نے تہبند بنایا اور

اہم دوسرے مکنا بطور چادر کے استعمال فرمایا۔ شاید اس وجہ سے آپ کے مقدس احرام کو ارادتمند تہبند بھی کہتے ہوں۔

رنگ لیاس | لیکن جس طرح آپ کا تہبند رنگیں ہونا لازمی، تھا اسی طرح باعتبار الوان کے زردیاں زردی میں با ادمی بھی شامل ہر حصہ کو زیادہ پسند تھا اور ساہ و سفید رنگ کسی وجہ سے مرغوب نہ تھے۔ اور اس قد متر دک تھے کہ عینماں آئیکے تہبند کے باسطے منور ع سمجھے جلتے تھے۔ اور بخلاف اس کے زرد رنگ خصوص ہی گیا تھا۔

مجھہ ایسا غلط ہے ہیں اور پست خیال شخص یہی سمجھے سکتا ہے کہ حضور قبلہ عالم نے احرام ملوں شاید اسی وجہ سے پسند فرمایا ہو گا کہ دیگر حضرات عارفین نے بھی بائس نگین اس استعمال کیا ہے۔ کیونکہ بائس کو صامت کرنا نحافۃ اوقات میں ضلل انماز اور تقریث خاطر کے منافی ہے اس لئے جامہ نگین میختن صوفیہ میں اخْل ہو گیا ہے۔ اور زرد رنگ کو مخصوص طور پر حضور نے اختیار کیا ہے تو بظاہر اس کا سبب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ زرد رنگ اس سان اور یہ سکلفت ہے اس لئے آپ کی سادگی پسند مزاج نے جسکے تکلفات سے قطعی اختراز تھا اس رنگ کو آسانی کے لحاظ سے پسند کیا ہے گا۔

مگر نہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آپ کے وضع بائس سے للیت اور رخانیت کا انہیاں ہوتا ہے اسی طرح رنگ بائس یعنی عشق و محبت کی شان ہے۔ تینے خاب ہے کہ زرد رنگ کی خصوصیات ملحوظ فرمایا کہ حضور قبلہ عالم نے اپنے تہبند کے بستے تجویز کیا ہے مگاں کو تقدیری تصریح کے ساتھ نگاہ رکھ کر تباہ ہوں۔

چنانچہ محققین حضرات عدیفہ نے بطور کلیہ فرمایا ہے کہ اراب اہل طریقت کے بائس کا رنگ سہیش ان کے وارداتِ قلبی کے مناسب جاں ہوتا ہے اور یہ بھی ذمی تباہیں نے اپنی اپنی حالت و کیفیت کے لحاظ سے مختلف الوان اختیار فرمائے ہیں۔ اسی اختیار سے حضور قبلہ عالم نے اپنے بائس کے لئے زرد رنگ پسند فرمایا کیونکہ مسئلہ

ہے کہ آپ کا مسلک صرف عشق ہے۔ اور کشائی کی سریج کمال فنا نام تم ہے کہ عاشق اپنے وجود کو  
ٹھاکر خود شاہی حقیقی میں فنا ہو جائے اور اپنی نتاکو خاکت مناسبت ہے جس کا حقیقی رنگ  
زرد ہے۔ اس وجہ سے زر و زنگ عاشقتوں کو طبعاً غروب ہوتا ہے۔ لہذا ہمارے سرکار عالم  
پناہ نے منازلِ عشق و مراحلِ عبّت اس خوبی اور دانام کے ساتھ مٹڑاٹے کر ان کے  
دیازات کو بھی نہیں چھوڑا جتنی کہ اپنے بآس کے لئے بھی زرد ہی زنگ پسند فرمایا۔  
جس کو اہلِ فنار سے خاص مناسبت ہے۔

علاوهٗ اس کے حضور قبّلہ عالم نے جو مٹی کے حقیقی رنگ کو دیگر اداوں سے نہیں  
پسند فریا تا اس کو خون کا اثر اور رخانہ افی مذاق کہا جائے تو بھی ناموزوں نہ بھاگ کریں  
آپ کے جدنام لارکو سرکار حضرت رسانتؓ سے ابو تراب کی متاز کینیت محنت ہوتی ہے  
اور منقول ہے کہ علیٰ مرتضیٰ علیہ التحیۃ والشکا کو باعتبار دیگر العاقب کے یہ خطاب کینیتیٰ یہ  
پسند نہ تھا لہذا دارث ارش مرتضوی نے جدنام رکی یہ سنت ادا فرمائی کہ اپنے بآس  
کے واسطے مٹی کے حقیقی رنگ کو پسند کیا۔

قطع نظر اس کے کہ اگر اصولاً دیکھا جائے۔ اور دو ایات صحیحہ سے استدلال کریں تو  
بھی زر و زنگ کی فضیلت کما حقہ ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ منقول ہے کہ حضرت رسول ﷺ کو  
علیٰ التحیۃ واللیم کو زر و زنگ پسند تھا۔ چنانچہ صاحب تیسیر انواری نے جوازاً و اوان ک  
بحث میں زر و زنگ کی نسبت لکھا ہے کہ عبد اللہ بن عباس گفتہ کیاں بہرین  
رنگ ہاست۔ آنحضرت دوست میداشت آنکہ زنگ میکرہ۔

علیٰ نہ۔ صحیح مخاری بتا بل بآس میں منقول ہے کہ عبید بن جن کے عبد اللہ بن عمر  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ چار باتیں آپ ایسی کرتے ہیں جو دیگر عطا ہوئیں کرتے۔ از الجملہ  
ایک بات یہ ہے رَأَيْتَ إِنَّ تَصْنِعَ بِالصُّفْرَةِ۔ آپ زر و زنگ استعمال کرتے ہیں۔ فَقَالَ لَهُ  
عَبْدُ اللَّهِ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَعْلَمُ الصُّفْرَةَ ذَلِيلًا تَأْتِيَتْ رَسُولُ اللَّهِ

سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَبِّحُ بِهَا ”زَرْبَاعِيدَاللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَمْ كَمْ زَرْدَنْجَ اسْتِعْمَالَ كَمْ كَمْ“  
وَجَيْهُ كَمْ كَمْ نَزَدَنْجَ اسْتِعْمَالَ كَمْ كَمْ رَسُولُ اللَّهِ كَمْ كَمْ يَعْلَمُهُ فَأَنَا مُصَبِّحٌ بِهَا“  
رسَمْ بَهْ زَرْدَنْجَ كَوْدِ دِسْتَ رَكْتَاهُوْل -

پھر زندل عیسیٰ غلیلہ السلام کی بشارت نہیں کی ہی بی شایان بیان فرمائیں جیسا سنن ابن حجر الجیلی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متفق ہے کہ فرمایا رسول مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک جب عیسیٰ علیہ السلام نزول کریں گے تو تم دیکھ کر پھچان لی گے کہ مردِ مذکور یعنی نبی مطہر الطبلی و اقصیم بر منکرے والی حُجَّۃُ الْبَیاضِ مُحَمَّدٌ بنُ عَوْنَانَ رَأَسَهُ يَقْعُدُرُ یعنی گوسنج شری مائل ہو گا اور دوپاریں نندان کے جسم پر ہوں گی اور بالوں سے قطرے پیکھے ہوں گے۔ اب اس فتح اور لباس زنگ کے لباس کا اخترام کافی طور پر ظاہر ہو گیا کہ یہ جعل اللہ پسند کراحت پر اصرار ہے روح اللہ کا خطاب اور رفع السار کا مرتبہ محنت ہوا۔ ان کا لباس عجیب زرد اور بصورت اڑامہ۔ اور آخزمان میں جب نزول کریں گے تو اس

وقت بھی بوجب حدیث نہ کوئی مصتریں یعنی دو چار دیس اسقراطیون آپ کے لباس میں ہوں گی جن کو دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیے کہ آپ احرام پوش ہوں گے۔

لہذا عیسیٰ علیہ السلام کا یہ مطلب تجوید حقیقت رُوحانیت کا جسم اور صفت ایزدی کا مرتع ہے جس کا ذکر مجھلا اس مدت پر کیا گیا۔ اس کے ساتھ ضرورت آگئی ہمی فقی کہ جس طرح احادیث نہ کردہ سے ظاہر ہے اک حضور قبلہ عالم کے مقدس لباس کا نگاہ دین یعنی اعکس کے مطہری اس کے ہم شکل اور ہم زنگ تھا۔ اسی طرح یعنی علیہ السلام کے بعض گیر صفات جیسے اور حالات پسندیدہ سے حضور کے اخلاقِ حسنة اور عادات محمودہ کی بیان تدوین کی جائیں اور وضاحت کے ساتھ دکھایا جانا کہ ہمارے سر کا راعم پناہ کا زاہدانہ مشرب عاشقانہ ملک فرق انورکشیت میں سے سردار ازان جن میں کبھی قفسی نہیں لگی۔ تقریباً سال پانچ سیاحدت کرتا ابتلاء میں تحمل و استھان۔ ثابت قدم اور بہت خیال۔ ماسیلے یاد نہام عالم سے درست برداشت کیلئے خدا پر بھروسہ۔ تحلقاتِ دُنیا سے انقطع قطعی۔ راضی بر عناۓ حق۔

ماں کے خالی دل کے غنی ٹھبیت ٹھیرا و مرزاچ متنفسی۔ ندو شہرت سے نفرہ اتوال افعال اترات عشق سے سوراخ قلب اللہ کے ہمدردہ۔ یار و اغوار کے بیکال خیرخواہ جنم دیس۔ خداوند عجم سات پاڑی کی پہاۃت محبت کی تعلیم۔ یہ ایسے مسخرن صفات ہیں جنکا آپ کے حالات و واقعات سے پورا انہا ہوتا ہے اور جن میں خاصک و شامل یہی کی نیایاں طور پر شان نظر آتی ہے۔ مگر انہیں طورات کے خوف سے اس تشریع کو اخوانِ ملت کی رائے پر چھوڑتا ہوں کہ لبڑا ہر اپنی تحقیق و تدقیق کے موافق اور یہ باطن اپنی اپنی بانوت اور نسبت کے مطابق ہے لطفیں تخفید نہ مالیں گے بلکن یہ اپنے خیال کی تعلیمیں صرف اسی تدریجی مجنڈ عرض کرنا ہوں کہ غور و تأمل کی نظر سے کیجا جائے تو صفات نظر آتیا ہے کہ ہمارے محمود الصفات رہنگا کی ذات بایرکات کو صدر تنا اور سبتر تا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ خاص نسبت تھی کیونکہ حضور قبلہ عالم کے حالات و عادات عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و عادات سے بہت نیا وہ مشابہ ہے۔

اب ایک شن اور ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بھی تصریح گردی جائے تاکہ ہمارا خیال خطرات کے تکدرات سے محفوظ رہے۔ وہ یہ کہ میں نے عرض کیا کہ حضیر کے حالات و عادات عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و عادات سے بہت مشابہ ہیں۔ اس سے پیشہ ہو کہ ولی کے حالات کوئی نبی کے عادات سے مباہت برداخلات آداب راست تو نہیں ہے۔

لہذا میرا یہ خیال نہ اصول تصوف کے خلاف ہے۔ نہ روایاتِ شرعیہ کے منانی ہے۔ چنانچہ مثاہیر حضرات صوفیہ نے بشرح وسط از قام فرمایا ہے کہ اولیائے امتِ محمدؐ انہی راس بالین کے قدم پر ہوتے ہیں خلادہ اس کے صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب کو انہیم اسلام سے مثال دی ہے شلّا حضرت صدیقؓ اکبر و فاروقؓ عظم کی نسبت فرمایا کہ تم حضرت ابراہیم خلیل الشادروج خلیفۃ اللہ کے مثل ہو جس کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ حضرت ابراہیمؓ اور حضرت نوحؓ کی نظرت پر رکھئے۔ لہذا یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ علمائے شریعت اور عین محققین ارباب طریقت کے اذوال سے ثابت ہے کہ اولیائے امتِ محمدؐ علیہم السلام کی فطرت یا تم پر ہوتے ہیں اولیاء امتی کا نبیاء تبینی ایسرا ایشیں۔

اور عین محققین نے بجاے قدم کے قلب کی لفظ استعمال فرمائی ہے لیکن اس اخلاق لفظی کی تصفیہ امام شرفاً علیہ الرحمۃ نے کر دیا۔ اور اپنی کتاب ایموزفٹ الجراہ بیان مقام الداثرین للرسل من اولیاء کی بحث میں شیخ حنفی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کا یہ قول نقل فرمایا۔ *أَنَّ أَطْلَعْنَا اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مَقَامَاتِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ حَدِيثِ كُوْنِيَّةِ زَارَتَنَاهُمْ*  
*أَنَّ مِنَ الْأَدَبِ أَنْ يُعَالَ فُلَانٌ عَلَى قَدْمَ مَلَكِ نَبِيَّاً وَكَلَّ يَقَالُ إِنَّهُ عَلَى قَدْمِهِمْ لَا*  
*الْأَدَلِيَّةَ عَلَى إِنَّهُ إِنْبِيَّا عَيْتَدُونَ وَكَذَّأَتْهُمْ كَاذِبَ عَلَى تَلُوُبِ الْأَنْبِيَاءِ عَرْجَبِهِ* یعنی الشبل جلالہ نے مقامات انبیاء سے معمکن خبروار کیا۔ اس خیتیت کو کہیں لکھاواشمیں یہ کلخاط

ارب کہا جانے بے کفل اس شخص انبیاء کے تم پر ہے اور یہ نبیں کہتے کہ قلب انبیاء پر ہے  
اس لئے کہ اولیا را نبیا کے قدم پر چلتے ہیں اگرچہ وہ ان کے قلب پر ہوتے ہیں۔  
حضرت شیخ اکبر کے اس ارشاد سے جو آپ کے انکشافات اور فتوحات میں ہے  
صاف ظاہر ہے کہ اولیا، امتحنہ محمدی انبیا علیہم السلام کے نقش قدم پر چلتے ہیں  
اوھر میں کجس نبی سے خاص نسبت ہوتی ہے دلی اس نبی کا ارشاد اسکی فطرت پر ہوتا ہے۔  
لہذا یہ عرض کرنے والے محل اور خلاف اصول ارباب طریقت نبیں ہوں کہ بہارے سرکار  
عالم پناہ کو سینا عیسیٰ علیہ السلام سے خاص نسبت تھی۔ گواہی طنی حالات و مقامات  
کے نام ذکر کرنے لگا۔ اور دو حقیقت نہ اس کا اہل ہوں۔ لیکن ظاہری عادات اور دوستی  
کو سمجھی آگر دیکھا جائے تو مبیا ختنہ پر کہتا پڑتا ہے کہ حضیر قبیلہ عالم کے سوانح کو عیسیٰ ع  
کے حالات سے اسی طرح خاص متأبہت ہے جس طرح بیاس اور زنگ بیاس  
دارثی مشاپر بیاس اور زنگ بیاس عیسیٰ سے ہو۔ اس لئے پہنچنے والیں کہ حضرت  
دارثی عالم پناہ کی ذات برکات نیقیناً مجموعہ آثار عیسیٰ اور محبسمہ صفات رُوح الہی فتنی۔  
غرض یہ بیاس جس کے رنگ اور رفع کا نظیروں می وفاہت کے ساتھ ذکر ہے اسی  
سر کا عالم پناہ کے زیر حجم ہا۔ اور کبھی اور کسی خاص وجہ سے بھی اس نیں تغیر نہیں ہوا  
جس کو مخصوص حضرات احرام کہتے تھے اور عرف عام میں آپ کے اس بیاس کا نام  
تہبند مشہور ہو گیا۔ چہ میثیہ عقیدت شعرا میں کیا کرتے تھے۔ اور دستوریہ نخاکہ جس  
ارادت مند نے حضیر کی خدمت میں تہبند میں کیا آپ ہو کر باندھ دیتے تھے۔ اور میغضا زبرد  
یا بطریق خرقة تبرک اپنا تہبند اس کو بیہیتے تھے۔ یا کبھی نصف لا نیز اے کو مرمت ہیتا  
اور دوسرا نصف نکلا احاظر میں میتھیں کو اسی دست عنایت فرماتے تھے۔  
اور تہبند باندھنے کا طریقہ یہ بنا کا نصف حصہ جو ستر بیشی کے واسطے مخصوص مقام کو  
باندھ کر حضیر اس کے عرض کو جبکہ بغیر بلا حفظ فرماتے تھے۔ اگر اسکی چورائی بخشنے سے بچی ہوئی

تو بکمال اہتمام اس کو چاروں طرف سکریں اس قدر اور اس نیت نئے کر لختے کھل جاتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ کے تہبند سے لختہ محبوب ہوا ہے۔ جو آپ کے جدا گاہ حضرت رسات پناہ مسلم کی سنت ہے۔

علی ہمایہ قاعده محاجات۔ رتنائی مکمل۔ بہتر۔ دولاۓ وغیرہ لائے ولے کے واسطے مقرر تھا کہ جب کبھی کسی حلقہ بگوش نے محبت کے جوش نہیں کوئی اور ٹھنڈے کی چیز حضور تبلہ عالم کے سامنے پیش کی۔ اور وہ خلاف و فتنہ ہجئی۔ تو آپ باطیل خیال کو قبل فرماتے تھے۔ اور اپنے خاص اور ٹھنڈے کی کوئی چیز اس کو مررت فرماتے تھے۔

اوہ عینہ آپ کے تہبند کے ساتھ رو مال اور لانگوٹھ بھی ہوتا تھا۔ اوہ رو مال کا مصرف یہ تھا کہ پایارہ چلنے کے وقت آپ اس کو کمر سے باندھ دیتے تھے۔ اور پڑتھت داشتے ہوئے میں لیکر خسار کے نیچے رکھ لیتے تھے جس پر پوچھتھے فرق اندر کا ہوتا تھا اور باہمیں ہاتھ کا پنجھا اکثر اپنے ہاتھ کی کھلائی پر رہتا تھا۔ لیکن بعد میں رو مال کا استعمال بوجہہ ترک ہو گیا اتفاقاً اور بجا ہے رو مال کے انقریباً دو گز تشریب کا گھٹا رہنے لگا۔ آپ کا یستر خواب | اسی طرح آپ کا یستر بھی زاہد ہوتا تھا۔ چنانچہ متبرغرا سے منقول ہو کہ جب حضور تبلہ عالم سفر حجہ ازتھے، اپنی تشریٹ لے تو علاوہ یہ گجرجاہات کے یہی دلکھا کہ آپ زین پر مکل بچھا کر استراحت فرماتے تھے اور اداہشہ ہاتھ کو ختم دے کر بجائے باش کے فرق اندر کی نیچے رکھ لیتے تھے۔ اس لئے کہ تکمیلہ کیات قطبی میں داخل تھا۔ اور اس کا استعمال بہتھی خلاف دفعہ گھما آیا لیکن بعد کو فدام نے ہمار تمام گہمہ اور تو نشکن بچھا دینے کی منظوری حاصل کی۔ اور شکوہ آباد کی علات کے چونکہ حصہ عرصت مکہ میں اسی عرصے میں ایک روز یہ صورت پیش آئی کہ صباadt بیت استراحت سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر ج آرام فرمایا تو درست بارک سن ہو گیا۔ اور وہ پیدا ہو گیا۔ اس رفتہ چند تدبیم ارادتندوں نے رست بدست یہ عرض کیا کہ اس

طرح آرام فرائے سے دست مبارک میں زخم ہو جانے کا احتال ہے۔ اس داستہ باری درخواست ہے کہ چین پاک کا داسٹہ سرکے نیچے تھمہ کھڑک آپ استراحت د فرمایا کریں حضور نے فیروز سرکے نیچے سے ہاتھ دکال لیا۔ اور فرمایا کہ اچھا اب نہ کیسیں گے۔ لیکن ہاتھ ہشائیں کے بعد سراقدس کو جب ہمارا فرش دیکھا نہ سب کر خیال ہوا کہ یہ ز استراحت اور تیادہ باعث تکلیف ہو گا پس ہمی خونتگزار یہ میں ہوئے کہ سرکار آپ نے ہماری گزارش تو خود منظور فرمائی مگر اس انداز استراحت میں ہمی تکلیف کی صورت نظر آتی ہے۔ اس لئے حضور اس قدر پورش اور فرمائیں کہ ہمی کا استعمال اگر مشرعاً متذوک ہے تو اس کے لئے ہم علام اصرار نہ کریں گے۔ گمنامی سماں نہ ہو تو یہ اجازت ہو جائے کہ ایک رعنائی تذکرے سرپلے رکھ دیں۔ اس پر سراقدس ہاکرے۔ بظاہر اسیں مضائقہ بھی نہیں حلوم ہوتا اور ہم پرستاروں کا اطمینان ہو جائے گا۔

حضور نے فرمایا۔ اس طرح یہی میں ہم کو تکلیف ہوتی ہے۔ رضاۓ سرپلے لٹکانے سے ہم کو راحت ہو گی۔ مگر تم اپنی نادانی سے ہماری تکلیف و راحت کے خیال سے پر ایشان ہو۔ اگر تھا ری خوشی اسی میں ہے تو رضاۓ ہمی سرپلے لگا دو۔

اس وقت سے خدام ایک رعنائی تذکرے سرپلے لگا دیتے تھے مگر جس طرح پہلی تدمی گرناہ دام کے اصرار سے منظور فرمایا۔ اور ایفاے وعدہ ہمی فرمایا۔ مگر اس ناز سے کہ جاہل عارفانہ کہتے ہیں ہر تدم پر اس کی اختیاط کے تنبیر کو داخل نہ ہو۔ اور تقدیر فضاؤ قدر کے آگے سرتیخ خرم رہتے۔ اسی طرح سے رضاۓ سرپلے لگائی جاتی تھی۔ مگر حضور نے اس رضاۓ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ ہمیشہ سراندس اس کے نیچے کے حصہ پر اس طرح رہتا تھا جس طرح ہاتھ پر رہا کرتا تھا۔

حضور نے اپنے بستر سے علاوہ استراحت فرمائے کے ایک عجیب کام اور کبھی لیا ہے۔ وہ یہ کہ اگر کبھی کسی وجہ سے سائل کا سوال پورا کرنے میں دم سے حضور ڈاکٹر نصیری ہوتا

پختنی خون کے اثرات سے ہمارے رہنے کا سنا کو تخلی شہدا۔ آثار پا بستارہ کا رسائل گرد  
دیکھنے کے بعد ایک احرام اور ایک بستر کے آپ کے پاس دنیا کی لوئی چیزیں نہیں۔

آپنے مکان نہیں بنایا مہذا بمقتضائے زہر کامل آپ نے رہنے کے لئے مکان بھی  
نہیں بنایا۔ بلکہ جاماد زینداری کے ساتھ آبائی مکان کو بھی جس کے متقل مالک پتے  
پوچھے سال کی عمر سے اس طرح چھپڑا کر کھڑی اس میں قدم نہیں رکھا جتنی کہ ۱۲۳ بھری میں  
اس مکان کی اقتا دہ اور غیر اقتا دہ زمین کو دیکھ کر مجھے پتھرا معاشرے ارادت یخیال ہوا کہ  
ہم علماء کافر غرض منصبی ہو کر اس میں کو بطور یادگار اس طرح تحکم طریق سے عصوں کیا جائے  
جس میں تھوڑی سی مکانیت بھی ہو اور صحن میں خربشیدا رکھیں گے کے درخت نصب کئے  
جائیں چنانچہ اس کے گوشش کی جب وہ بے سود ہوئی اور زمین نہیں تو شیخ  
غایت اللہ صاحب دارثی اور بیش سید شرف الدین صاحب داشت جسی میرے یخیال ہوئے  
اوہ پذیرتہ مختلف عنوان سے پھر کو شش کی مگر زمین کسی صورت سے نہیں۔

میرا یخیال اور بار بار کی کو شش میں عدم کا میابی کا مفصل حال جس کا عالم  
پناہ کو معلوم ہوا تو ایک روز مجموع سے خا طب ہو کر فریبا کہ تم نے سید والدہ کے مکان کی  
زمین حاصل کرنیکی بہت کو شش کی۔ اور ہبھال الدین نے نہیں دی میں نے عرض کیا  
ہاں ارشاد ہوا کہ ایک فقیر کامل کی بدعہ کہ جو شخص اس میں پر چانع جلنے گا۔ اس کا  
گھر بے چانع ہو جائیگا۔ عرض کیا مجھے یہ بھی منظور ہے۔ لیکن اس زمین پر چانع جلنے۔ فرمایا  
تم کو معلوم نہیں کہ ہمارا یہ طریق ہے کہ جو چیز چھپڑ دیتے ہیں اس کو واپس نہیں لیتے۔  
تم بھی اس کی نکرنا کرو۔

حضور قبلہ عالم کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ مکان کی جانبی سے آپ کو تھا  
احترام تھا۔ شاید اس وجہ سے ۱۲۳ بھری میں جب سفر حجاز سے آپ واپس شریعت  
تپانے مکان کی طرف رُخ بھی نکیا اور دامم علی شاہ کے مکان میں عرضی طور پر قیام نہیں۔

یہ بھی منقول ہے کہ مساة راجن کے مکان میں بھی اکثر حضور نے قیام فرمایا چنانچہ  
آپ نے ائمہ فرمایا ہو کر ہم راجن کے مکان میں نہیں کہ رات کو ہماری انگلی میں سانپ نے  
کٹا کھایا۔ کیجا تو کالا اور بہت پرانا سانپ ہے۔ مگر ہم نے ماں بیس۔ اور انگلی کو پالی  
و حصہ والا صحن کو دیکھا تو وہ ہی سانپ ہماری کو ٹھہری کے قریب بیٹھا ہو۔ لیکن اس ندوت  
میں ہر کوچل نہیں سکتا۔ ہم نے جیم شاہ سے کہا کہ اس کو تلاab میں چھوڑ داؤ۔

بعد مرد مرد شاہ صاحب نے جو اس وقت کرم احمد کے نام سے مشہور تھے غرض  
کیا کہ بظاہر اس مختصر مکان میں آپ نکلیتے تھے۔ میرا ایک مکان بالکل علیحدہ اور آپ کے  
قیام کے واسطے نیاز نہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور قریب ہے کہ حضور کو پذیر جھی ہو گا۔  
اگر آپ اس مکان کو فروڈ گاہ بنائیں تو یعنی علام فیاضی ہو گی۔ آپ نے یہ عرصہ اشت مظہر فرمائی  
اور اس وقت سے یہ دستور رکا کہ جب آپ بی شریف تشریف لاتے تھے قیام مکان میں قیام فرماتے  
عرصہ کے بعد جب متنقیم شاہ صاحب اپنے اخواں کے متقل قیام کی غرض سے دیوبئی  
شریعت آئیں اور ان کے ہنسنے کے واسطے منتظر طہیر الدین صاحب ارشی دکیل و رئیں رہنگی  
نے ایک خام مکان مگر ایسا دیسخ نہ بنا یا جس کے باہر کے حصہ میں مختص جگہ ایسی بھی تھی کہ جب  
حضور قبلہ عالم تشریف لاتے تھے تو اس میں قیام فرماتے تھے۔

پھر اسی مکان کے قریب راجہ سراندی پیغمبر صاحب ارشی تلقیندار رام نگر بیس بازہ  
نے ایک مکان تعمیر کرایا اور حضور کا قیام اس میں ہونے لگا جس کا حصہ راجہ شیخ  
محمد اکمیل صاحب دارشی رئیس ٹھپپی۔ عصیہ بہار نے چھتہ اور باہر کا حصہ جبکہ شیخ زید الدین  
نے قسم ہجری میں تعمیر کرایا۔ اور آخر نماز تک یہی مکان آپ کا قیام گاہ رہا اور آج بھی  
اسی جگہ حضور قبلہ عالم آسودہ ہیں۔

الحاصل اس مختصر اور تاریخی صراحت سے ظاہر ہو گیا کہ حضور قبلہ عالم فرمائے تھے  
امراء مکام کے واسطے مکان نہیں بنایا۔ بلکہ ہشتی سیزد سیاست فرمائی۔ اسی معنی میں کہ فرمایا ہے کہ

”ہم مسافر ہیں“ اور ہنورے تحریر الفاظ کے ساتھ یہی فرمایا ہے کہ فقیر کا کوئی مکان  
نہیں اور سب مکان فقیر کے ہیں۔

چنانچہ دیکھتے ہیں کہ اس ارشاد کے صحیح معنی اور حقیقی مفہوم کا نامہ نہ دستان ہیں  
ظپور ہر کو صد بامکان آپ کے نامہ نامی کے ساتھ مفسوب ہیں۔ اور دنیا ان کو فارثہ نہ زل کتی  
ہے بعض مواعنوات اور متعدد باغات کو آپ کے امگرامی کے بدولت یہ شرف حاصل ہے  
کہ ان کا نام فارثہ نہ گر۔ فارثہ نہ گن۔ وارث باغ ہے۔

اور یہ تو علاوہ شہروں کے ابدم کے قریب قریب ہر موضع میں آپ کے خندگزاروں  
نے کیا ہے کہ ایک جھرہ مخصوص طور پر ضرور تعمیر کرایا ہے۔ اور اسکو نیامگاہ وارثی کہتے ہیں  
اوہ جو بہت غریب اور ایسے مغلک اور اتنہ مختینے جن کو جھرہ تعمیر کرنے کی استطاعت نہ  
ਥی۔ آنہوں نے اپنے مکان کی ایک کوٹھری ہی کو حصیر کے نام زد کر دیا ہے۔

چنانچہ ان واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی محبت میں حصیر قبلہ نام نہیں  
اپنی عائیت کے لئے مکان نہیں بنوایا تو اس کا انتہی ہو کہ من جانب اللہ یہ صوت پریدیا ہے  
کہ بغیر کسی تحریک کے ہزاروں مکان تعمیر ہوتے اور آپ کے نام سے منوب کر دنیا میں شہر برداشتے  
حقیقت یہ ہے کہ حصیر قبلہ عالم کا مکان نہیں نہ سے شایع عائیت کے خیال کو مجھ اور  
نناکرنا۔ اور افقط لمحہ کل کے جزئیات سے فرداً فرداً انفران حاصل کرنا منظور تھا۔ کیونکہ  
سلک آپ کا عین عشق ہے۔ اور وادی عشق کے منازل درواحل میں کرنا تعمیر تحریک میں  
نا ممکن اور محال ہے۔ اور اتمام تجربی کی تعریف کا خلاصہ یہی ہے کہ ماسیل اللہ سے  
برست بردار ہر کرایک ذات سے سرو کار ہو۔

آپ کی تحریک کامل | چنانچہ حصیر قبلہ عالم کے حالات و واقعات نیاب حال کر شاہد  
ہیں کہ آپ کی تحریک کامل اپنی نظری آپ ہے۔ اس لئے کہ نے ضروریات نہ مگی جن کا ہر انسان  
پر تعاون لے بشریت لیتی ممکن ہے مان کے خیال کو بھی حصیر نے محو اور نہ کر دیا تھا

مشتمل مکان جو نکہ مقام عافیت ہے۔ اب اتفاقات فطرت یہ ہے کہ انسان عافیت کا  
متلاشی اور خاستگار ہو۔ مگر آپ کی تجوید کامل نے بصدق لائیمیلٹ دلائیمیلٹ بھی طرح  
چائمہ اور زینداری کا مالک و تصرف ہونا کووارا ذکر کیا۔ اور جلد کاغذاتِ ملکیت تلامیز میں  
ڈیپوری بقول ایں دفتر بے منی غرقی سے ناب اولی۔ اسی طرح اپنے قدم مکان سے بھی  
دست بردار ہو کر ہمیشہ کے لئے معاشرت کی تکلیف برداشت کرنا اختیار فرمائی۔

علی ہذا غذا جو باعث بقا ہے۔ اجس کے انتظام مانہماں میں انسان شب و روز  
سرگردال۔ اور پریشان رہتا ہے۔ کیونکہ حیات بشری اکل و شرب پر موقوف ہے۔ مگر  
حدود کی تجوید کامل نے ایسی ضروری اور لازمی چیز کے اہتمام خاصراً مکمل حفاظت اور  
میں خلل انداز تصور فرمایا۔ اور چولہا بنانا مشریعاً متوجع گردانا۔ چنانچہ اپنے زیماں ہے کہ  
”چوڑھے چکلی کا خیال مردانِ خدا نہیں کرتے“

الغرض جلد اسباب آرام دراحت سے آپ نے اخراج کامل اور انقطع قطعی  
فرمایا جتنی کہنا کجھت جو ہر قسم کی عافیت کا جو موعد ہے۔ اس سے بھی حضور قبلہ عالم تے کلیتہ  
اعیتا کافر مانی اور سہیشہ غیرت اہل ہے۔ جیسا کہ اکثر یقینے فرمایا کہ ہم تکوٹ بند میں اور  
بھی ارشاد ہوا ہے کہ فقیر کو لازم ہے کہ اکنگ ہے۔ اور یہی فرمایا کہ فقیر کو چاہیے کہ  
جور وہی کوکی محبت میں نہ پھنسے۔ یہی متواترا شاہراہے کہ زن۔ زین۔ زریں۔ زریں جملگا  
ہے ان کو جیوڑے تو آناد ہو۔ یہی آپ کا قول ہے کہ عورت فساد کا گھر ہے۔ یہ  
بھی ارشاد ہوا ہے کہ فقیر کو چاہیے کہ دنیا کی عورتوں کو اپنی ماں بنت سمجھئے اور یہ  
بھی فرمایا ہے کہ ہم نے شادی نہیں کی۔

چنانچہ سلف صالحین کے سوانح اور ملغومات کے مطالعہ سے خطا ہر ہوتا ہے کہ  
 مجردین کا بہت بڑا مرتبہ کیونکہ محققین حضرات صوفیہ نے تجوید کے مختار کمال ہذا حدت  
ارشاد فرمائے ہیں۔ اور یہ ثابت کیا ہے کہ تجد عشق کا لازمی نیچہ ہے۔

اور اوراق تواریخ شاہ پر میں کہ ایسی ایسی ممتاز اور بزرگ نیوہ ہستیں نے منکحت و معاصلت سے احتراز فرمایا جو صاحب مقامات عظیمی میں اور جن کے شرف ختم میں کا زمانہ معرفت ہے۔

لیکن فضل تجرد و تابیل میں تقویٰ اخلاق است ہے۔ اکثر حضرات تجرد کو فضل فرمائتے ہیں یعنی بعض تزمنج کو بتہ رسمیت ہے ہیں۔ اور سردو فریق اپنے اپنے مشرب کی آیات و احادیث سے تطبیق کرتے ہیں جس کی بقدر استدرا مفضل اور رحمت کے ساتھ مہنچ الحقيقة "جلد دوم میں بخارش کرچکا ہوں۔ لیکن اس موقع پر اسی قدر دیصاحت نامزوں حلوم ہوتی کہ اہنذا پناظر اختصار مگر اسناد کے ساتھ صفاتِ تجرید اور مفاد تزوج کا جعلاند کر کرنا ہوں۔"

منا کحست کا شرعی حکم اُمگر پہلے یہ خوش رفع کر دینا چاہئے کہ عام طور پر یہ سیان کیا جاتا ہے کہ منا کحست کی تزعیب روایات شعیبیہ میں ہے۔ پس اگر تجرید بتہ رسمیت ہوتی تو اب اب شریعت تزوج کی تاکید اور ہدایت نہ فرماتے۔ اور نہ بزرگان دین میں متاهل ہونے اس لئے احتراز منا کحست خلاف سنت ہے۔ اور وہ فضل جو خلاف سنت ہو عملًا و نقلا جایا نہیں۔

اس کی نسبت یہ عرض کروں گا کہ قانون شریعت میں جواز منا کحست ضرور ہے اور اس کے نفس جواز میں اسلام کے کسی فرقہ کو عنده نہیں۔ اور نہ اس جس سے ہوتا ہے کہ عالم اسیاب کا قیام چونکہ زن دمر کے ازدواج پر موقوف نہ ہے۔ اس لئے مقدار اور ممتاز حضرات نے اس کے مقابلے کے لحاظ سے منا کحست فرمائی اور متابیل بھی ہوئے اس لئے تزوج اسلام کا جزو لائیں گے۔ پس شریعت میں جواز منا کحست ضرور ہے لیکن وجوب منا کحست نہیں ہے۔ اس لئے جو طرح منا کحست منوع نہیں۔ اسی طرح تجرد بھی منوع نہیں ہو سکتا۔ اگر منا کحست کا حکم قطعی ہوتا تو تجرد اس کی صدقہ تھی۔ جس کی حدایت کو فستی دار تدارکہ سکتے تھے۔

چونکہ مناگحت سے ترقی نسل مقصود ہے۔ مناگحت پر انسان کی صحت بھی متوفی ہے۔ مناگحت سے نندنی اور مقتصادی معاملات بھی درست ہوتے ہیں۔ مناگحت سے عافیت کا انتظام والب ہے۔ اور مناگحت سے فراخش کا سدباب ہوتا ہے۔ نہیں مصلحتیں سے شریعت میں مناگحت جائز ہوئی۔ اور ارباب شریعت نے اس کے جواز کا حکم عام دیا۔ اور دشہ بیراہل اسلام کا اس پر عذر آمد رہا۔

لیکن یہی مصالح اور مفاد پیش نظر لمحتے کے ساتھ یہ دیکھا جائے کہ دین قبیلین بارگاہ احمدیت جن کو نہ دنیا سے سر و کار نہیں مفاد دنیا کے خواستگار بلکہ تعلقات دنیا سے دعوت بردار ہو کر شوق و عصال شاپنچیق میں اپنی، تیست بیڑا ہوئے۔ اور بقول حضرت مولانا علیہ الرحمۃ ان کی یہ حالت ہوئی

ہر کہ را بآشد ز بیزاد اس کا رو بار بار آنجایا فت بیرون شد ز کار  
جب دنیا اور راہل دنیا سے ان کو تعلق د رہا۔ تو مفاد دنیا کی جا ش ان کا میان لیا  
ہوتا۔ اور چونکہ تجدید ممتنع نہ تھا۔ اس لئے ان برگزیدہ اور خدا رسیدہ ہتھیوں نے  
مناگحت سے احتراز کیا۔ اور حالت تحریمیں وہ مردان عنازندگی بسرگرتے رہے۔

لہذا اس بھگار خانہ عالم یہیں ہر فرد انسان دہی کا مکرنا ہے جس کا وہ اہل ہے بیا  
دوسروں لفظیں میں یہ کہا جائے کہ جس کام کے لئے مشیت رب العزت نے اس کو  
پیدا کیا ہے۔ اس لئے وہ حضرات جن کی حالت کے لحاظ سے مناگحت مغایقی وہ  
متاہل ہوئے اور جن کے ناق و مشرب کے لئے تجدید لازمی تھا وہ مجرد اور آنادرے  
ہر دین فریت نے راہ نواب اختیار فرمائی۔ اس باسط غفلہ و نقلانہ ارباب تماہل کا  
خیال نہ موم ہے۔ اور تاہل تحریم کا فعل منسوب۔

لیکن مناگحت کا قلمی افضل ہونا اس وجہ سے ثابت نہیں کہ روایات شرعی میں  
جس اہم کے ساتھ مناگحت کی ترغیب ہے۔ اسی قد تکرا اس کی ترجیب میں نہ کوہتے

چنانچہ بحث الاسلام حضرت امام محمد بن عزال علیہ الرحمۃ امیا العلامہ باہد طباطبائی کا  
بین طبری فرماتے ہیں کہ اعلیٰ نے ان العلماء میں احتساب کی فضیلہ اور ترجیح فضیلت کو  
میں علماء کی اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ نکاح بہتر ہے توپ سے یہ بعض کا قول ہر کعبہ تاریخ  
اپنی کیلئے تنہیٰ اپنی تجربہ بہتر ہے بعض کہتے ہیں کہ ہبھائے اس نامیں ترک مناگحت مناسب ہے۔  
علیٰ ہزار شہاب الدین بن محمد سہروردی علیہ الرحمۃ عوارف المعرفت۔ باب ششم  
فصل ششم۔ آداب تجدید قابل کی بحث میں اوقام فرمائے ہیں کہ اجازہ زندگی و احباب مدد کی  
درفضیلت تجدید قابل متعارف اور مصیل الحدایت ترجیح عوارف

ایک مستند امام شریعت۔ اور ایک مقدمہ پیشوا کے طریقے نے جیسا باتفاق  
لکھ دیا کہ نفضل تجدید قابل میں علماء کا اختلاف ہے۔ تو ان مقدموں، ارشاد ہمارے  
اطمینان کے واسطے کوئی تفا۔ لیکن اب اس کی ہمی صراحت خصر طور پر مناسب حلوم  
ہوتی ہر کوئی نفضل تجدید قابل میں علماء کے عظام کا اختلاف کیوں ہے۔

لہذا وجد اختلاف یہ ہے کہ خود روایات شرعیہ متعارف ہیں۔ چنانچہ پہلے قرآن پا کے  
کی ان آیات کو دیکھا چاہیے جو نفضل تجدید قریون میں متعارف ہیں۔ مثلًا اللہ جل جلالہ  
نے سورہ نسا میں فرمایا ہے کہ فَإِن كُحْوَةٌ أَمَّا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ (ترجمہ) جو غور میں  
تم کو پہنچ دہیں ان سے نکاح کرو۔ پھر اس کے ساتھ رخصت ہمی دی کچا رسیاں تک  
کر سکتے ہو۔ اس آیت سے جواز مناگحت ثابت ہے۔

پھر دوسرا آیت میں ارشاد ہوا کہ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا  
رَهْبَانًا أَذْدَاجًا وَذَرِيَّةً۔ (ترجمہ) تم سے پہلے ہم نے رسول بھیجے جن کی بیباں اور  
اولاد تھی۔ اس آیہ و انی ہمیں نزدیک کی صریح ترغیب ہے کہ مناگحت کو پیغمبران  
ماسلف کی سنت فرمایا۔ پس اس آیت سے قابل کی فضیلت ظاہر ہے۔

لیکن اسرحکیم مطلق نے نقائص زنمنہ سے ہمی شیردا کر دیا۔ اور سیرہ توابہ میں

ارشاد ہوا کہ ائمۃ اذ داجِ حکم وَ اذ کُمْ عَدْ وَ اکْلَمْ فَاحْذَرْ ذُهْمَ از تیہ بھائی بعض سبیوں اور اولاد میں سے تھا ریڈ شمن ہیں جس میں اُن سے پرہیز کرو۔ اور دوسرا آیت یہ فرمایا ہے ائمۃ الکُمْ وَ اذ کُمْ فِتْنَۃٌ (ترجمہ) تھا رامال اور تھا رامی اولاد فتنہ ہے۔ ان آیات کا مضمون صاف تر ہی ہے تزویں پر دلالت کرتا ہے۔ لہذا اظاہر ہو گیا کہ آیات قرآنیہ میں تاہل کی ترغیب یعنی ہے اور ترہیب یعنی جس طرح پیغمبروں کی مثال دے کر فشنل تزویں کا انہیاً فرمایا۔ اسی طرح یہ یعنی سمجھا جائی کہ بعض سبیاں تھماری دشمن ہیں ان سے پرہیز کرو۔ اور تھا رامال اور تھا رامی اولاد فتنہ ہے۔ اور فتنہ کو اَشَدُّ مِنْ الْعَقْلِ فرمادیا۔

علی ہذا حضرت سید المرسلین جبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تزویں و تحریک کی تعلیم میں اپنی امت کو مناکحت کی فضیلت سے بھی آگاہ کیا۔ اور اس کے ضریب ادنیٰ نقسان سے بھی بطریح کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ اَتَخَلَّ عَنْ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنْنَتِي فَقَدْ رَغِبَ عَنِّی (ترجمہ) بالکل سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس نے مجہ سے اعراض کیا اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنْنَتِي غَيْرِ مَنِّی جس نے سنت سے روگردانی کی ہے مجہ سے تمہیں ہر فشنل تزویں کی عینیں بیل ہیں۔ حضرت بنی عیّاش تجھے ولتسلیم نے نکاح کو اپنی سنت فرمایا۔ جو ترغیب اُمّت کے لئے کافی بیل ہے۔

لیکن دوسری حدیث میں ترہیب تزویں بھی بصرافت نہ کر رہے چنانچہ مقول ہے حَذِيرَ كُمْ بَعْدَ الْمَأْتَيْنِ رَجُلٌ حَفِيفُ الْحَازِ (ترجمہ) دوسریں کے بعد اچھا یہ شخص ہے جو حفیف الحاذ ہر صاحب نے عرض کیا پا رسول اللہ وَمَا حَفِيفُ الْحَازِ حَفِيفُ الْحَازِ کس کو کہتے ہیں فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَذِنِي لَا أَهْلَ لَهُ، لَا وَلَدَ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفیف الحاذ ہے جذن و ذر زندگنا کتنا ہو۔ یہ حدیث ارباب تحریر کی حالت میں ہے۔

اور اس حدیث میں تو بیکری تاویلی تجویب کے مناکوت کی صفت ترجیب ہے  
کہ حضرت سید المرسلین نے فرمایا مان تو کوت بعد اُنی فتنۃ اشڑ علی الرِّجَالِ مَنْ  
النِّسَاءُ "یعنی بعد میرے بڑا فتح مردوں کے واسطے عورتیں ہیں۔

یہ حدیثیں بزرگ تزویج کی تعلیم سے ملاؤ ہیں کہ حضرت مجتبی مادق نے فقامت  
مناکوت کو بیویوں سمجھا یا کہ دوسرا رس کے بعد خیر انناس آزاد اور اہل تجویب ہوں گے  
پھر حات الفاظ میں ارشاد ہوا کہ میرے بعد مردوں کو بہت بڑا فتح پہنچانے  
والی چیز ہے، وہ عورتیں ہیں۔

پس جیں طرح آیات تراویہ اور احادیث صحیح میں تاہل تجویب کی ترغیب و ترجیب  
مساوی طور پر نہ کوئی ہے۔ اسی طرح آثارات کے مطالعہ سے یہی یہی صدورت نایاب  
ہوتی ہے جنازہ حضرت این عیاس عنی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ لا یَنْهَا نَسْك  
لِتَنَاسِكَ حَتَّى يَتَرَفَّحَ یعنی عابر ک عبادت پوری نہیں ہوتی تک جب تک وہ متاہل  
ہو۔ یہ ارشاد نکاح کی ترغیب میں ہے۔

اور امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اجیار العلوم میں ابو سليمان دارانی علیہ الرحمۃ  
یہ قول نهل فرمایا ہے اذْجِيدُ بَيْجَدٍ مِنْ حَلَادَةِ الْأَهْلِ وَ فَرَاعَ أَفْلَقٌ مَالَا يَعْدُ مَتَاهِلٌ  
(ترجمہ) تجویزیں عل کا ذائقہ اور دل کا فراغ اسقدر حاصل ہوتا ہے مگر متاہل کو نہیں ہوتا  
پھر آپ یعنی شہarat دیتے ہیں کہ مَارَأَيْتُ مِنْ أَصْحَابِنَا تزویج حَسِيثٌ عَلَى  
مَرْتَبَةِ الْأُذُنِ یعنی اپنے یاروں میں کسی کو نہیں دیکھیا کہ نسخا حکر لے کے بسر  
اپنے مرتبہ پر شابت رہا ہو۔

اور حسن بصری علیہ الرحمۃ کا یہ قول لکھا ہے کہ مَنْ أَرَادَ اَنْهِيَرَ اللَّمَّا يَتَعَذَّلُهُ  
مَاهِلٌ وَمَاهِلٌ لِلَّهِ جَلَ جَلَالَهُ کسی بندہ پر فضل ہوتا ہے۔ ادا سکوال اور اہل یعنی  
میں مشغول نہیں کرتا۔ یہ ارشادات ترک مناکوت کی حالت میں ہیں۔

غرض اس مختصر لفظ کے سے بنبولی واضح ہو گیا کہ فضل تزوج و تجزو ممتازیں دستداریں ہے۔ نہ زرعیب نکاح کی حکم عام قطعی کہہ سکتے ہیں۔ اور نہ تریپ سب منکرت کو تریپ صریح اور تریپ مطلق کا درجہ حاصل ہے۔

یکن جنہر محققین نے اس ظاہری تعارض کی بھی تبیین فرمائی ہے۔ اور کہم دیا ہے کہ نزوح مفید عام ہے۔ اور نہ فضل تجزو میں تیہ ہے۔ بلکہ پہنچانے والے اس حکم مخصوص اور انسان کی حالت پر متوافق ہوتا ہے۔ اور جو نکل بشیرت مشفق الحمال ہے اس لئے بعض کے واسطے تزوج مناسب ہے۔ اور بعض کے واسطے تجداد نتیجہ دوں کا واحد عین زہد و تقویٰ ہے پس یہ تعارض بھی وحیقت تعارض نہیں۔ بلکہ طرفی خدا طلبی میں جو صورت مناسیل متصور ہو وہ اختیار کر جائے ہر قدر اور اس میں نہیں ہیں۔

خیست در عالم کر دئے سر برال رکاہ نیست عالم سرگشته هست و بیک کس گمراہ نیست  
چنانچہ صاحبِ عیز المعاشر نے اپنی بسو طا اور مدلل تحریر میں مثرا تعارض نہیں کہی ہے  
فرمایا ہے کہ انسان کی حالت مختلف کے لحاظ سے نزوح و تجزو کا حکم مبتدا ہے۔ اگر کوئی مخلوق بشهدت ہے اور قلت بنتیط عصیر اور ضعفت نقوی کے باعث منیفات شرعاً کے لئے ارکان کا خوف ہو۔ اس سے لئے نکاح کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ اور شکنصل رساباً اور ساصب ارادت واثق۔ اور حصلہ مراد کے لئے سرگرم ہجت ہو۔ یا اتنا رسیر سلیک میں نزل عضو دکا خواہاں و کوشش ہو اس کے واسطے تجداد و تقداد افضل ہے۔ اس کا حال یعنی طبیب حاذق کے لئے وہ ہی دوام نیہد ہے جو دوسرے کے لئے مضر ہے۔

اہنا ارباب طریقت نے طالب راہ حق کے واسطے چند قطع علاقت اور نوعیں کو شرط سلیک اور لازم رسیر گردانا ہے۔ اور یہ سلسلہ ہے کہ نزوح سب سب تقدید ہے جو صریح فراغ فلذیک کے لئے حارج ہے جبکہ کہ من از مخدات سفلے ہے۔

چنانچہ صاحب "سین سابل" نے سنبلہ سویم میں لکھا ہے کہ وقت جنید قدس اللہ سرہ راجد بصری را پایم داد کر اپنے وجوہت تقبل کن "حضرت رایحہ نے با استدلال ذرا یا کہ میخواہی کہ مشوش وقت من باشی۔ واذ شخولی خداوند تعالیٰ محروم گردانی و یقیناً مت خود مشغول کرنی۔ جنید قدس سرہ شرمذہ شد۔ و ایں بیت خواند۔

آن زن کے بیہزاد مرد است توفیٰ۔ و آن مرد کے از زن نے خجل ماند نہم  
اس نے بہتر یہ ہے کہ اگر سالک مقامات نفس پر قادر ہے تو جو حیث خاطر  
خیت جانے اور تعلقات زن و فرزند میں منعف و مکدر ہے ہو۔ جو حقیقی حصول مارکے  
مفید طریقہ ہے خصوصاً مشرب عشق میں تو مدار اسی پر ہے کہ ماسیاۓ اللہ کی اقطاع  
قطیع ہو۔ بلکہ ہتھی شاہ ہجتی کی ہتھی کے سامنے فنا۔ اور مدد و مہم ہو جائے بقول سے  
عجب است بیا وجودت کے وجود میں بماند تو ملگفت اندر آئی دم را سخن بساند  
اگر باغتہ لیسے بنا طر غبستہ دارد چوں مجھیں ذریبید شدم از خوبیں ہم از خوبیں  
المرعن اس نظرت نے سے روایات شرعیہ کے تعارض کا شہرہ تو تطمی جانا رہا۔ اور  
معلوم ہو گیا کہ اطبار امراض باطنی نے جس کے درکار جنمہ مفید تھا۔ وہ اس کے باسط  
تجویز ذریبا یا ہرگز دوسرا خدشہ اور ہے وہ یہ کہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ تجوید اصول اسلام  
کے منافی ہی اس نے کہ حدیث صحیح موجود ہے لا رہبائیۃ فی الا سلام ہرگز رہبائیۃ فی المغوث  
میں ہیں بکر رہبائیۃ کے معنی ہے تجوید حسن سمجھتے ہیں تو لازم ہوا کہ پہلے رہبائیۃ کے لغوی  
اصطلاحی معنی کی صراحت کی جائے۔ کیونکہ اس حدیث میں رہبائیۃ کی صریح مانعت ہے  
اگر رہبائیۃ کے معنی تجوید ہیں۔ تو دلخی تجوید میں اسلام ہے۔

لہذا الغت میں رہبائیۃ و رہبان کے معنی ترسیدن اور ترسند کے ہیں۔ لہیہ لغوی معنی  
غفلہ و نقلہ اصول اسلام کے منافی ہیں محدود ہوتے کیونکہ خوبی ہی فعل تجوید کے نہیں۔  
اور صاحب صریح اور برہان نے لکھا ہے کہ عرف میں رہبائیۃ عابدان ترسا اور

زہدان نصاری کو کہتے ہیں۔ کہ پرہیزگاری کی وجہ سے وہ تارک لذات ہوتے تھے اس لئے وہ رہبان کے لقب سے مشہور ہو گئے تو ایک حد تک یہ عرفی محنی بھی نہیں نہیں ہیں۔ لیکن کہ زہدان نصاری کا تارک لذات اور گوشنہ نشین ہوتا روایات شرعاً سے مستحق ثابت ہے۔

چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں حضرت ابن مسعود سے مرفو عارروایت کی ہے کہ جناب مصطفیٰ صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تہذیف قہوہ کے ان میں صرف تین ترقہ ناجی ہوئے کہ جب سلطان نصاری نے باقتحفانے کے حکم اُنہیں میں تحریف کی تو دو فرقہ صبر کے ساتھ لڑتے اور مارکے گئے اور دو نوں نے نجات پائی۔ لیکن تیسراً گروہ کو مقابلہ کی قوت نہ تھی۔ وہ پہاڑوں اور جنگلوں میں رہنے لگا۔ اور اس نے قلعات میں کو قلع کیا۔ اور لذات مبارح کی ترک کر کے مجاہدات شاہی میں صروف ہوا۔

علی بن ابادہ و مسری روایت ہیں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ملوک نصاری نے توریت و انجیل میں تحریف کی۔ اور مذینین سے کہا کہ تمہاری وجہ سے ہمارے احکام باطل ترا رہتا ہے۔ اگر مثل ہمارے قوانین نہ کرو گئے فی قتل کئے جاؤ گے۔ وہ گوشنہ نشین ہو گئے۔ اور بعض جنگلوں میں مسکن گزیں ہوئے۔

ان روایات سے ظاہر ہوا کہ وہ عاصِ تحریز زہدان نصاری تماجی تھے اور ان کا شارمندین میں بختا۔ بلکہ صاحبِ گلشن راز انہیں عابدوں کی تیشیل دست کر طالب را ہجت کو ہدایت فرماتے ہیں۔

محبی شو رہ فیض و نہ اہب در آ در و بردین مانند را ہب  
لیکن انہیں زہدان نصاری کی تقلید جب عالمان بتندع نے کی تو ان کی غلط کاری سے روایات کی بعدی صورت ہو گئی۔ اور اس کا شناخت پھر گز نہ چاہیں

غبار آلوہ ہو گیا۔ کہ قدم رہیاں تو ریاست و مجاہدات میں حسیت خاطر کے لئے لذات  
لنسانیت اعراض اور تعلقات دینیوں سے اخراج کرتے تھے۔ مگان کے مغلیں  
کی جدت پسند طبیعت نے رہیانیت کی محمود شکل مذموم کردی کہ مقام دست نفس  
کی تو ان کو تقدیر نہ تھی۔ اور ترک ازدواج کو رہیانیت کا اسم شروعی جانتے تھے۔  
اور رہیان ہونے کا شوق تھا۔ اس لئے وہ آلماروانگی قطع کرنے کے لئے ترقی  
رہے اور ہماری رہیانیت میں فرق نہ کئے۔ پیاس وقت سے رہیانیت کے معنی نہ ہوئے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ جلال نے سورہ حمیر میں س واقعہ کو بھال صراحت ارشاد فرمایا  
کہ ہم نے عیلیٰ ابن مریم کو بھیجا۔ اور ان کو انبیل دی اور راجحنا فی تلودِ ایلین اتبع  
آفافَ وَرَحْمَةً طَوْهَبَانِيَّةَ نَابِتَدَ عُرْهَاماً كَتَبَنا عَلَيْهِمَا إِلَّا بِتَغْيَّرٍ فَوَانَ اللَّهُ فَمَا  
رَعَوهَا حَتَّى يَعَايِثَهَا فَأَتَيْنَا الَّذِينَ أَتَمْدَدْمَدْهُمْ جَهَنَّمَ وَكَتَبْرَمِنْ حَرَنَا سِقْرَنَ هَارِجَبَ  
انکھ تابعین کے یوں میں میں اور ہر مانی اور ضد اپستی پیدا کر دی۔ ہر چند رہیانیت ان پر زبان  
نہیں تھی۔ مگر غصہِ الہی کی غرض سے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کی۔ اور کثرانہ نہیں فرمان تھے۔  
اس آیہ کریمہ سے بیکھری تاویل کے صاف ظاہر ہے کہ عیلیٰ علیہ السلام کی امت  
پر رہیانیت و احباب نہ تھی۔ مگر رضائیہ الہی کے واسطے جب انہوں نے اختیار  
کی۔ تو اللہ عز و جملے ان کو اجر عطا فرمایا۔ البته عجب اس سخن نظر میں نہیں  
ابتداء کی گئی۔ اور اختیار ہوئے لگا۔ تھا اس از کتاب بکریہ سے یہ نافرمان جگہ  
گئے۔ اور حدیث نبوی کا اسی رہیانیت مبتدع کی جانب اشارہ ہے کہ لاد رہیانیت  
فی الْإِسْلَامِ یعنی حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والسلیمانیہ اپنی امت کو آغاہ فرمایا۔  
ایسی رہیانیت اسلام میں منسوب ہے۔ کیونکہ ضبط خواہشات لنسانیت کا نام ترک  
لذات ہے اور جس خواہش کا قطبی مادہ نہ ہو۔ وہ ہرگز ضبط و سب و زہر میں داخل نہیں  
ہے۔ اور شناس کا نزک دامساک مفید اور سودمند ہو سکتا ہے۔

بلکہ مولانا اقبال الدین رومی قدس اللہ سرہ نے بھی حدیث کا درہ بانیتہ فی الایسلام  
کی شرح یہی فرمائی ہے۔ اور اپنی مشنی کے دفتر پنجیم میں لکھا ہے۔

چند عدد بنو دجھا و آمد محال      شہبود نباشد نباشد نباشد  
عسیر بنو دجھا نباشد نباشد نباشد      خصم چوں بنو دجھا حاجت خیل تو  
ہیں کمن خود را خصی رہیاں مشرو      زانکہ عفت ہست شہبود را گرد  
مولانا علیہ الرحمۃ نے رہیا نیت کے بعد طالحی محنی سے خبر دار کر دیا۔ اور  
اس کے نقائص سمجھا کرو ہی ہدایت فرمائی جو کہ درہ بانیتہ فی الایسلام کا حقیقی معہدم  
ہے کہ ہیں کمن خود را خصی رہیاں مشرو۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ عرف میں رہیاں  
خصی کو کہتے ہیں۔ اسی رہیا نیت مبتدع کی ممانعت میں سرکار رسلت کا یہ حکم  
صادر ہے اکر لادہ بانیتہ فی الایسلام یعنی خصی ہونا شریعت میں قطعی منوع ہے۔

چنانچہ مولانا علیہ الرحمۃ کے اشخارنہ کوہ کی شرح میں سید الحلزم مولوی عبدالی  
صاحب فرنگی محلی ارتقام فرماتے ہیں۔ رہیاں متعبدان نصاری رامیگوئند دا بینہا  
مجاہدہ علمیہ میکردندا زنکاح خود را بازداشتند چوں خالق و قریع درگناہ  
می شدند۔ خود را خصی میکردندا۔

مولانا یحیا الحرام علیہ الرحمۃ نے بھی کا درہ بانیتہ فی الایسلام کا وہی معہدم ارشاد  
فریما کہ رہیا نیت سے رہیا نیت مبتدع مراد ہے۔ جو شریعت اسلام میں منوع ہے۔  
غرض اس تصریح سے رہیا نیت کے معنی بخوبی ظاہر ہو گئے۔ کوئی پیٹے زابدان  
نصاری بیٹھنے مجادہ تجویا اختیار کرتے تھے۔ مگر یہ کسے رہیاں رسمی کو جب ضعف تقویٰ  
کے باعث دتوڑ گناہ کا خطرو ہوا۔ تو آلہ مردانگی قطع کرنے لے گئے۔ اور حضرت بنی کریم  
علیہ التحتہ و اتسیم نے اسی نحلِ نہیم کی مانع فرمائی۔ کیونکہ یہ سبق ہے کہ بہت بسا  
و دیکھ دلصفح جنم کا کوئی حصہ قطع و بیکار کرنا شریعت اسلام میں قطعاً منوع اور نہیم

اکیں جس طرح شریعت اسلام میں رہبائیت مبتدا عمنور ہے۔ اسی طرز علماء  
شریعت اور مقتدیوں طریقہ کا اتفاق ہے کہ مقام و متن نفس ضبط خواہشات  
مستحسن۔ اور سلف صالحین کی خاص تلقین ہے۔ اس لئے مصنوعی اور بدعت امیر رہبائی  
اور پیغمبر ہے اور ترک و تحریید اور پیغمبر ہے اتنا رہبائیت سے نزک تر تحریید کی اقلیت ہیں  
لازم آتی۔ بلکہ بقول حضرات صوفیہ اگر طلب راه حق کو ضبط خواہشات پر قدرت ہو تو  
اس کے دامنے تحریید اسی اور غیرہ ہے۔ کہ حصلیٰ مراد کی جدوجہد میں فرع غلبہ در  
جمیعت خاطراً زمی ہے۔ اور جمعیت خاطر تحریید اور انقطعان تعلقات پر اکثر نخسر ہے۔  
اس تصریح سے تحریید محسن۔ اور رہبائیت مبتدا کا فرق۔ اور دنلوں کی رائیت  
اوہ حقیقت کا حقہ ظاہر ہو گئی۔ اور معلم ہو گیا کہ تحرید اور رہبائیت کے منہی مرادوں  
اوہ متحدد ہیں ہیں۔ بلکہ جس رہبائیت کا حمدیت لد رہبائیتی فی الا سلسلہ میں شارہ ہے  
وہ خصی شدن و خود را خارج از مراد اٹھی کر دیت ہے۔ اور مجہماں کے نقط علاقہ دھوکہ  
عوانی۔ اور بکال ضبط و استقلال تحریید و تفریید پر صابر و بذاق تھا رہبائیت محسن اور جمیع  
ہے ورنہ سلف صالحین و مشاہیر حضرات صوفیہ تحریید و تفریید پسند فرماتے۔

مگر تاریخ کی ودق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثریتیے ارباب طریقت  
اوہ صوفیا کے باعظمت گزرے ہیں جن کے تجریڈ و تقدس کا زمانہ مھرث ہے۔ اور طرح  
توہ اپنے اپنے وقت میں طریقت کے مقتدا رہنمائی تھے۔ اسی طرح خاتون ان کو شریعت  
کا امام اور مشیروں سمجھتی تھی وہ خوب مجدد تھے۔ اور انہیں تحریید کے معاد اور برکات بیان ذمل  
ہیں جس کا بزرگ کتب محتبرہ میں کمال صرحت منقول ہے جس کی تفصیل کی اس فہرست  
رسالہ میں گنجائش ہیں۔ مگر تنشیلاً چند مشاہیر اہل تحریید و تفریید کے نامناہی و نج ذیل  
کرتا ہوں جس کے مطابق تھے ناظرین کو یہ معلوم ہو جائے کہا کہ تحریید و تفریید کے عالمی  
کیسے کیسے برگزیدہ اور خدار سیدہ حضرات ہیں۔

چنانچہ صاحب ایمان والیقان مولانا عبد الرحمن عوفی لکھنؤی علیہ الرحمۃ  
لے ازدواج نہیں فرمایا۔ سہیش آزاد و مجرور رہے۔

واقف اسرار خفی دجلی حضرت شاہ غلام علی مجددی خلیفہ حضرت مزار منظہر حنفی  
جانان شبیہ علیہ الرحمۃ جمیوعہ تجوید قدس نئے۔ اور اب اربع سنت رسانیت میں ۷ نعمتیں  
کر شاہ ولی اللہ صاحب محدث ہلوی نے اپنے کتبہات میں آپ کو قیم دین احمدی لکھا ہے، وہ  
تجزیہ کے حامی نئے اور خود تجوید رہے۔ اور آپ کے مخفی طاقت میں گزر نکال جائی کرایا تو فرمایا کہ  
”صوفی رانکاح کردن نہ شاید پھر اس کی تشریع فرمائی کہ صوفی راترک تجوید یورگرانی از  
ڈنیا و اخراج از ناسوے اللہ و خلوت دوسری ازاعتیار بایکرد۔ رانکاح مانع این چیز ہے۔“  
سیر الادلیا اور اخبار الالحیار میں منقول ہے کہ مولانا تاج الدین علیہ الرحمۃ حضرت  
امیر حسن شاہ سنجی علیہ الرحمۃ۔ مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ مولانا جیجا الدین پالی علیہ  
مولانا شمس الدین علیہ الرحمۃ۔ مولانا یہاڑا الدین جو منوری علیہ الرحمۃ۔ حضرت شیخ  
علم الدین علیہ الرحمۃ۔ شاہ قیص علیہ الرحمۃ مولانا سراج الدین علیہ الرحمۃ۔ خلفاء  
حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ تجوید کے حامی نئے۔ اور لکھا ہے کہ دریزک و  
تجزیہ در زمان خوب مثال نداشت۔

حضرت محبوب الہی نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیزین کے نیویں د  
برکات کے چشمے جاری ہیں وہ حصورت کہ آپ کا دامن تجوید تکددرات ازدواج سے آئی  
نہیں اور تجوید کی حایت فرمائی چنانچہ صاحب سیر الادلیا نے لکھا کہ کامل اراوت نے  
دریافت کیا کہ تجوید رہتا بہتر ہے یا تقابل ارشاد ہوا کہ تجوید بہنا خوبیت ہے اور تقابل کی بھی خوبی ہے۔  
حضرت محمد مسٹن سعد الدین خیر آبادی علیہ الرحمۃ بھی تقابل نہیں ہوئے۔  
اور سہیش جزو اور آزاد زندگی بسی کی راجبار الالحیار

حضرت مخدوم شاہ مینا علیہ الرحمۃ بھی حصورت نئے۔ یعنی نکاح نہیں کیا اور اس عزم

مجرو را در آزادی بے چنچ پا صاحب اخبار الایخار لکھا ہوا صاحب ترک ذبح برید بود۔  
پیشیلا ہندوستان کے چند شاہی حضرات صوفیہ کے اسلامی گزینی میگارش  
کئے جن میں کوئی مقتدی غلط کوئی مخدوم الملائک ہے۔ اور جن کے تصریفات سے اہل  
ہندست فیض ہیں۔ اور جس طرح زمانہ ان کے تقدس باطنی کا مختزف ہے۔ اسی طرح علیم  
ظاہری ہیں ان کا تجوہ و کمال دنیا کو معلوم ہے۔ مگر یہ برگزیدہ خدا جب تجداد آزاد  
رسے۔ تو تجداد فضل تجدید کے لئے کافی دلیل ہے۔ اور طالبانِ طریق کے واسطے متذہ  
مشال ہے۔

علاوہ ان کے اگر بندوستان کے باہر مالک اسلام میں سلف صالحین کے  
حالات کو دیکھا جائے تو حضرات صوفیہ اسے کرام کا وہ مقدس اور متاز طبقہ بن کا  
جلیل القدر حقیقین میں شمارتے۔ اور جن کے عذری مرتبت کا احمد شریعت نے بالاتفاق  
انفر کیا ہے۔ تاریخ کی درق گردانی کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں اکثر بربری اور  
آناد ہے۔ اور تجدید کا فضل بیان کیا اور اپنے مقتدین کو تجدود کی ہدایت فرمائی۔

چنانچہ سیدا یا ہم مقبولی علیہ الرحمۃ جو قاہرہ کے مشہور صوفی اور صاحب دوسری  
کبریٰ تھے۔ وہ برگزیدہ خدامحمد۔ اور تجدید کے حامی تھے جن کے ذکرہ میں امام عبدالیہ  
شرافی علیہ الرحمۃ طبقات الکبریٰ میں سکھتے ہیں۔ مکان مبتیدی اینداھیمیر رضی اللہ عنہ مبتدا  
با لکھا رعلیہ من کوئی نہیں زخم کر سیدا یا ہم سخا ذکر نہیے باعث لوگوں کے انکار میں مبتلا ہے۔  
ستید پسف عجی کی رانی علیہ الرحمۃ جن کے مصر میں لا تحدا در مدید تھے۔ اور شیخ نجم الدین  
محمد اصفہانی اور شیخ بدرا الدین حسن شمشیری کا خrone آپ کو ماما تھا۔ یعنی آزاد اور مجدد  
تھے۔ جیسا کہ صاحب طبقات الکبریٰ نے لکھا ہے۔ وکائنٹ طریقۃ التجربۃ۔ یعنی آپ کا  
طریقہ تجدود رہتا تھا۔

شیخ ابوالحجاج اقصری علیہ الرحمۃ علی مصر کے مشہور خدار سیدہ اور حسب تجدید

صوفی سنت ہن کے حالات میں امام شافعی نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہوئے تھے ان میں  
المُقْدَارِ كَبِيرُ الشَّانِ بَانَ مُجَوِّداً (ترجمہ) چلیل، القدر کیسا اشان بود تھے۔

حضرت فرید الدین عطاء علیہ الرحمۃ نے ذکرہ الادلبیا میں لکھا ہے کہ مشہور صوفی  
حضرت محمد سماک علیہ الرحمۃ زامِ مکن اور عابدِ متین اور تجدیدتھے۔

ابو اسحاق ابراہیم بن اسحیل خواص نلیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ افہم المُرْبِی شَانَةَ  
حُسْنٍ اتی رَهْمَمْ وَحُسْنُ الرِّسَاءِ وَحُسْنُ التَّرْیَا سَلَةٌ (ترجمہ) مرید کے لئے تین آنسیں میں  
رد پسیہ کی محبت۔ عورت کی محبت۔ اور سرداری کی محبت (طبقات الکبریٰ)

ابو اسحاق ابراہیم سہروردی علیہ الرحمۃ بھی تجدیدتھے۔ چنانچہ طبقات الکبریٰ میں ہے  
نہ کہانِ منْ أَهْلِ النَّوْكِلِ وَالْمَجْدِنِیْدِ (ترجمہ) وہ متوكل اور اہل تجدیدتھے۔

ابو اسحاق ابراہیم داؤد فضار علیہ الرحمۃ جو ملک شام کے مشہور عوفی اور  
صاحب فیض ویرکات بزرگ تھے۔ اور ابو القاسم جبیر علیہ الرحمۃ کی صحیت پائی گئی  
ہے بھی تجدیدتھے (طبقات الکبریٰ)

ابو عبد الرحمن سمعیل مخربی علیہ الرحمۃ نے تجدید کی حایت میں فرمایا "بَنْ ذَرَّةٍ  
مِنْ عَدَنِ الْفَقِیرِ الْمُجَرِّدِ أَفْضَلُ مِنْ الْجَمَالِ مِنْ أَعْسَانِ أَهْلِ الدُّنْيَا" (ترجمہ) نظر  
تجدد ما ذرہ بہر عل۔ اہل دنیا کے پہاڑ برا بر عل سے بہتر ہے۔

ابو یعقوب یوسف بن حسین رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں رأیتُ فی اَفَاتِ الصَّفَۃِ  
بَایْهَا فِی مُعَاشَرَةِ الْاَمْدَادِ وَالْمَئِیْدِ اَلیِ الْاَتِدَانِ (ترجمہ) صدیفیں کو بیکھا کہ اپنے  
کے ربط اور عبرتیں کی طرف میلان میں جلد فتنیں ہیں (طبقات الکبریٰ)

ابو سلیمان داؤد بن نصیر طائی علیہ الرحمۃ تجدید و وسع میں مشہدا و غیرہ تبلیغ بزرگ  
تھے۔ ان کے حالات میں بکھل ہے کہ چونٹھ سال تجدید میں نمگی بسکی (طبقات الکبریٰ)  
اور ابو نصر بشیر بن العارث علیہ الرحمۃ بھی کامل تجدید تھے جن کے حالات میں شیخ

شہاب الدین بن محمد سہروردی علیہ الرحمت نے شواہت المحارت "میں اول امام شرائیل علیہ الرحمت نے طبقات الکبریٰ" میں لکھا ہے کہ کہا گیا کہ لوگ الزام دینے میں کہ آپ نے سُدَّت بکالِ ترک کیا فَقَالَ رَعْنَى إِنِّي عَنْهُ أَبْغُ مُسْتَوْلِينَ إِلَيْهِ فَرَضَ عَنِ الْمُسْتَوْلِينَ فَرَبِّيَا إِنْ سَتَ كَهْدَوْكَهْ مُهْتَرَادَتَةَ فَرَضَ مِنْ مُشْفَلِيْلَهْ۔ اس وجہ سے اداۓ سُدَّت کی فرحدت نہیں۔

حضرت فرمیدین عطاء ندوی سرپر نے تذکرۃ الادلیا میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمت بھی آزاد اور غیر متابل ہے۔

اور حضرت خواجه مدینہ مرعشی علیہ الرحمت کی صاحب تجربہ تھے چنانچہ صاحب سیر الادلیا نے لکھا ہے کہ "آنحضرت سالہا در سفر و حضر ملازم پیر و شیخ خود بودہ و وزن نداشت"۔

حضرت ابراہیم ادم علیہ الرحمت نے ترک تعلق کے بعد تجربی کی حالت فیکی چنانچہ خانیادہ ادھیان جلد محدود تھے جیسا کہ صاحب "مراۃ الاسرار" نے لکھا ہے کہ "اوہیان محدود و مافریا شند و ذکر جلی بسیار گویند۔"

علی ہذا حضرت فضیل بن عیاض علیہ الرحمت کے ارادتمند اہل ترک و تجربہ تھے۔ چنانچہ صاحب "مراۃ الاسرار" نے لکھا ہے عیاضیان ہشیہ مافروہتہا و محدودی بودن وزن و خانہ نبی کر دند"۔

اور خانیادہ سیریان کی نسبت صاحب "مراۃ الاسرار" بتھے میں کہ سیریان شہر، مقرب مکن نبی کردنہ روز و شب باضود بیابان خود می بودند۔

صاحب "مراۃ الاسرار" نے حضرت خواجه صبیح عجمی علیہ الرحمت کے خانیادہ کی نسبت بھی لکھا ہے کہ عجمیان اکثر در کوہ ہا سکوت داشتند و محدود تھے۔

امام شرائیل علیہ الرحمت نے طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے مطرف ابن عبد اللہ علیہ الرحمت

کا تذلیل ہے کہ جس نے خورتیں اور لذیذ غذاوں کو ترک کیا۔ اس سے کرامت ظاہر ہوتا لازمی ہے۔

حضرت مالک دینار علیہ الرحمۃ کے حالات میں صاحب "ذکرۃ الادیا" نے بکمال صراحت تحریر فرمایا ہے کہ مدد و اشان نے مناگت سے احراز کیا۔

سعید بن الحسیب علیہ الرحمۃ کا ذلیل ہے کہ "ما شَيْءَ إِخْوَنُ عَنْدَهُ مِنَ النِّسَاءِ" (ترجمہ) میرے خال میں عورتوں سے زیبادہ کوئی چیز ذنباً ک نہیں ہے (طبقات اکبری)

الغرض بعض مستند کتابوں سے جن کی صحت کا سب کو اعتراض ہے یعنی ذہنہست بخگارش کی جس میں عرب و عجم کے چند ایسے مقتدر و ممتاز حضرات صوفیائے کرام، اولیاء عظام کے اسمائے گرامی درج ہیں جو اپنے اپنے وقت میں شریعت یا طریقت کے نام و مقتداً اور احکام حضرت احمدیت کے مطیع۔ اور سنت رسالت کے بحث تھے۔ بلکہ بعض تابعین کے نام نامی بھی اس میں موجود ہیں جن کو ترقی اولیٰ کا نفل حاصل ہے۔

اور یہ برگزیدہ خدام مجرداً اور تجدید کے حامل میں تھے جس ت مسلم ہو گیا کہ رشائی اللہ کے نئے تجدید بھی مستحسن ہے اور لاد ہبائیتی فی الہاسلام" میں جس روایاتیت کی امتناع ہے۔ وہ روایاتیت متبوعہ یعنی شخصی شدن ہے۔ اور اگر تجدید مستحسن اور روایاتیت متبوعہ کی تعریف بالمعنى مراد ف اور تحدی ہوتی تجدید ہبائیتے دین میں تجدید بھی نہ اختیار فرماتے۔

اس سے زیبادہ فضل تجدید کے داسطے یہ بیل ہے کہ ان حضرات صوفیوں کے علاوہ اکثر اصحاب رسالت مآب جو ساین لا یا میں ہیں اور رضی اللہ عنہم و رضوان علیہم جنکی شان میں ہے۔ اور ابتداء عُنْتَ رسالت میں جو کمال خصوص و خشیر عالم غیر مصروف ہے۔ اس تقدیم جماعت میں بعض افراد نے رضاۓ اللہ کے داسطے تجدید و تغیری خیارات فراہمی۔ اور مجرد و آزاد ہے۔

مشائی پروانہ شمع جمال احمدی حضرت ایسیں ترقی رضی اللہ عنہم۔ جو عہد رسالت صوفیوں کے مشہور رزاءہ اور عابد اور متفقی اور خدار سیدہ برگ نہیں۔ اور کسل ہ تمام بیان کے ساتھ

سرورِ عامِ عملِ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا زرقة مہارک ان کو تفوییں فرمایا۔ ان کے مقدوس حالات دیکھنے کے بعد اس کا اعتراض کرنا پڑتا ہے کہ بالکل زماں ہائے زندگی پر فرمائی۔ چنانچہ صاحب طبقات الکبریٰ نے آپ کا یہ قول قل فرمایا ہم آنسو لامہ فی اُولین جس کا ترجیح حضرت فرمادین عطا علیہ الرحمۃ نے "ذکرۃ الاذانیا" میں یہ فرمایا ہے مثلاً درہنائی است۔ وہنیاں آن بود کہ فرد یہ و۔

علی ہذا اصحاب صفت جن کی رفت و گفتگو کی آیات تراویہ دادا بیت صحیح میں بیٹھا ذکر ہے اور تاریخ کے صفات زبانی حال سے شاہد ہیں کہ یہ روان خدا تعالیٰ عمر زبردست صبر و شکر میں ہمہ تن حصر دیتے ہیں۔ اور یہ سچے ایمان زار رضائے الہی کے طلبگار۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شیفہ اور جان شارکتے۔ اور یہ اقتصادی حقانیت ہے بگزیدہ متکلین تعلقات عالم سے محترم۔ اور دنیا و اسباب دنیا سے قطعاً بے سرو کار رہے۔ ہمیشہ خوف الہی سے لرزال مسجد بنوی کے صفحیں یہ فراکے ہباہرین تھیں اور مجرور رہے تھے جو کی جریدی کی نسبت صاحب "مرانہ الاسرار" نے یہ کھا ہر کہ قومی بودند درمنیہ ما زار باب فخر و درجہ مستقیم بر قدم توکل و تجد۔ ہر کدام غیر ارشفل مع اللہ بخارے و کسے بستہ زندگی نہ نہد۔ و دریگانہ سکونت داشتند۔

اور ابن حجر نے بھی تعداد اہل صفحی کی تصدیق کی ہے۔ اور سیوطی علیہ الرحمۃ نے حاشیہ صحیح بخاری میں حلیہ ابو تیمیہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ صفحہ مسجد بنوی کے آخریں ایک مکان نقا جان فقرار کے لئے بنایا گیا تھا جن کی کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ اور نہ وہ متاہل کئے۔ لیکن تعداد اہل صفحی میں اختلاف ہے۔ بہ کہیں تعداد جو کچھ ہے۔ اور ان میں کل یا جس قدر بھی مجرداً اور آزاد ہوں۔ مگر یہ ہے کہ قلن اول بالکل خاص ہباہرین میں موجود ہیں کا وجود ضرور تھا۔ اور اصحاب کی وہ مقدوس جماعت جس کو سابق الایمان ہو یہ کا شرف و اختصاص حصل ہے۔ اس کے بعض افراد ترک تزویں فرماتے تھے۔ اور ان کے معاشرین جو اہل

تزویج اور مت ہل نہتے۔ وہ ان مجردین کا احترام کرتے تھے۔ اور شارع عقیم نے انکے تحریک کا انتکاب نہیں فرمایا پس فضل تحریک کے وسط یہ کافی دلیل ہے اس لئے کہ حساب رسالت آپ کا ترک تزویج فرماتا جب تا بات ہے۔ اور حضرت نبی کریم علیہ اختیتی وسلمت یعنی ان کا مجرد رہنا قبول اور منظور کر لیا تو یہ تحریک کے تحریک متنی اسلام ہے۔ اسکے بعد جتنا سہ اونٹا ہر ہو گیا کہ اگر مصلحت تحریک کی امنش عسوی تو حساب رسالت آپ جو ان مجیدین شریعت کے طلباء مادی ہیں۔ ایسی صرفت انسان کا انتکاب نہ فرازتے۔ اور معاذ اللہ از لیتے قیمع اور متبوع فعل کا ان سے وقوع ہوتا تو عام اسلام میں ان کا وقار و تقدس بذریعہ ہوتا۔ اور سلف صالحین میں وہ شمار کئے جاتے۔ جائز ہاں نہیں ہو۔ اور آج تک ان کا نام ایسی واحرثہ کے ساتھ پھکارا جاتا ہے۔ بلکہ اس قطعہ علانت سے ان کے عوازیں خاص میباڑتے اور ان کی تحریک ان کے علوی مرتبہ کی دلیل سمجھی گئی۔ حتیٰ کہ شارع عظم نے اپنے اکرام اسلام میں اضافہ فرمایا کہ قریب مسیبہ ان کے واسطے مدد ہنایا گیا۔ اور یہ عزت افرانی کی کہ سبب چھادستے ان کو مستثنی کر دیا۔

لہذا اصحاب حضرت رسالت کی تحریر بثابت ہوتے ہے بدقائل تحریک و جذب از تحریک کے بجائے اب وجہ تحریک کا افرار کرنا پڑتا ہے۔ کیونا سب مشاہدہ تھا جنہیں کمال الجمیل یا تقویم افتش بیتما اہفتادیلم۔ سیرت اصحاب رسالت آپ کی تعلیمیں کو داجبیتے۔ توں طرح ارباب متنزہ جین نے اصحاب متأمین کی اتباع میں ازدواج اور منکحت کو لانا مگر دانا۔ اسی طرح طابان حق کے لئے تحریر میں اصحاب مدنہ کی تعلیم واجب ہے۔ اور ہر دو خاتم میں مآل سخن و محسود ہے۔

ہر پندرہ فضل تحریک کے نئے اصحاب رسالت آپ نہم کی تعلیم کا خالہ ہم کو کافی اسی تھا۔ لیکن فضل تحریک کا اہمی ایک درجہ اور باقی ہے جو اصحاب بنوی کی تحریر سے بھی یہاں رفیع ہے کہ سیدنا سلی علیہ السلام کوئی مجرم بلکہ حصور نہتے۔ اور آپ کی تحریک ایسی جو تواتر

ہے جس کی تصریح کی ضرورت نہیں۔

علی ہمایعی علیہ اسلام جو بنی وقت نئے مگر آپ نے تحرید اختیار فرمائی۔ لہذا ایک پیغمبر صاحب کتاب اور ایک بنی موصوم کا ترک ازدواج فرمانا فضل تحریر کے لئے بہت بڑی دلیل ہے۔ اور مجردین مابعد کے مبلغات کے واسطے خاص سند ہے۔ اور فخر کے سانحہ وہ کہہ سکتے ہیں کہ تحریر بنا یا علیہم السلام کی ستت ہے۔

اب کامل یعنی ہر گیا کہ لارڈ ہبھائی نے فی الایسلام سے محض تحریر اور ترک و لاج مرا نہیں ہے۔ بلکہ ناہ ان متبددہ کا شوق تحریر میں اختصار ہونا مقصود ہے جو عقول اور علمی مشروع اور طبع منور ہے۔ درست عالیین اور صالحین اور اصحاب رسانی تا ب اور بنی اور پیغمبر صاحب کتاب کی بھی تحرید اختیار نہ فرماتے۔ بس رہایش میدع کی تریب و اتنیع میں حدیث لارڈ ہبھائی نے فی الایسلام جس طرح مصداق ہے اسی طرح طریق خدا طلبی میں ضبط خواہشات کے لئے تحرید محمود و محمدیں ہے۔

لیکن یہ تو معلوم ہوا کہ طبقہ حضرات صوفیہ میں بھی صاحب تحرید ہوتے۔ اور پڑھ جاؤ بھی کوئی بھجو ہتھے اور ایک بنی اور پیغمبر کا حصور ہونا بھی ثابت ہے۔ اور انہیں قدس اور مقدارہ سنتیں کے حوالے سے ہم نے فضل تحرید کا انوار کیا۔ اور انہیں مقبولان اللہ کا مقلد یا ہم کر مجردین اہل اسلام کی تحرید و تفرید کو محسن سمجھا۔ مگر پھر بھی خیال ہوتا ہے کہ ہمارا یہ سچھنا کا لیٹہ قابل اطمینان نہیں۔ کیونکہ درحقیقت محمود وہی فعل ہے جو خدا کے نزدیک محمود ہو۔ اس لئے دیکھنا یا چاہئے کہ ان مجردین کے خاتم نے بھی ان کی تحرید و تفرید پر فرمائی یا نہیں۔ اگر حضرت رب العزت نے اہل تحرید کے صبر و ضبط اور تجوید کو محسن جانا ہو۔ اور ان کے ایمان دایقان کی توجہی، ہی ہے اور ان کی عظمت و جلالت کا اظہار کیا ہو۔ تو اس وقت بغیر کسی شک و شبہ کے فضل تحرید کا مان لینا ہم کو لا می ہو گا۔ بجز قرآن کی شہادت کے شدائد کی رضامندی ہم کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اب ضرورت

اس کے ہے کہ آیات ترقیتیہ کو دیکھیں کہ ہم الحاکمین نے ارباب مجرموں کے حق میں کیا فرمایا ہے۔  
لہذا قرآن شاہی ہے کہ حضرت احمد بن جبل جلالہ نے اپنے عبود بندوں کی حادثت  
ذرا بیکر۔ چنانچہ علیٰ علیہ السلام جو حصہ سورتیٰ عبود کامل تھے ان کی یہ رفت و غلط تھے کہ  
اللہ تعالیٰ کے وظائف نے اس پاک مجود کو روح اللہ اور کلۃ اللہ اور مقریب اُن کا خطاب  
مرحمت فرمایا۔ اور سوہ آں عمران میں ارشاد ہے اُذْ قَاتَ الْمُلْكَةَ يَتَرَبَّعُ مَنْ أَنْشَأَ اللَّهُ يُبَشِّرُكُ  
بِئْكَلَةٍ مُصْنَعَةٍ أَنْمَاءَ الْمُبَشِّرِ يُعْيَنُتْ إِنْ مَرِيقَ حِجْمَهَا فِي الدُّنْيَا دَلَالُ الْحَقِّ وَمَنْ الْمُفْرِدُ بِهِ هُوَ  
اترجسہ ازمشتوں نے بھارت دی کے اسے مریمؑ سع کلتہ اللہ تھے پسیدا ہوں گے جو دنیا  
میں اور آخرت میں ذمی و جاہت ہوں گے اور ان کو مقام قرب طے کا۔  
پس اگر شخص تجوید منوع و مذموم ہوتی تو ایسے متذہ صورتی عبود کامل کو والد  
جل جلالہ کلمتہ اللہ کا خطاب شریتا اور مقریبین کا مرتبہ دینے کا وعدہ نظر مانا۔

علیٰ لہذا حضرت علیٰ علیہ السلام ہن کا تجوید کامل اور مسلم ہے۔ ان کو بھی سے العزت  
نے صفاتِ حیدر کے ساتھ یاد کیا۔ بلکہ علاوہ دیگر اوصاف کے انکی تجوید کامل کا ایسے  
یک لفظ میں بکر فرمایا کہ ان کی تجوید یا ان کی محنت میں خمار ہو گئی اور ان کے علمی مرتبت کی  
خاص نیل تواریخی۔ چنانچہ سورتہ آں عمران میں ارشاد ہوا کہ زکر یا علیٰ ہلام نے جناب باڑی  
عواسمہ میں عاکی کہ مجھ کو اولادِ صالح مرحمت فرم۔ مجیب الدعوات نے اپنے بنی کی یہ دعا  
تبریل کی۔ اور ہلقت عیوب نے مولود سوہ دی کی زکر یا عایدہ السلام کو حب و محشر ایضاً عبادت میں  
کھڑے تھے بھارت دی کہ اُن اللہ يُبَشِّرُكُ بِئْكَلَةٍ مُصْنَعَةٍ اَنَّمَاءَ الْمُبَشِّرِ يُعْيَنُتْ  
وَبِئْسَاءَ مِنَ الصَّالِحِينَ (ترجمہ) اللہ خوشخبری دیتا ہے تم کو کبھی کی جو کلمتہ اللہ کی تصدیق کرنے  
والا ہے اور وہ سروار اور صور اور بنی صالحین میں سے ہے۔

اس آیت کریمہ میں خالق حقيقة نے اپنے پندہ بھائی کو پانچ صفتوں سے موصوف نہیں کیا  
مصدقًا۔ بکلۃٍ مِنَ اللَّهِ۔ اور سید۔ اور صور۔ اور بنی۔ اور صالح۔ اور چنیتیں مفتریاً شان

ہیں لیکن قابلِ حماڑی ہے کہ نیسری صفت پہنچ حصرہ اس کو بھی حق تعالیٰ جل شناز  
لئے اپنے مقبول بنی کے صفات میں بیان فرمایا۔ اور اس اہمام کے ساتھ کہ وسط صفات  
میں صفت حصرہ کو قائم کیا۔ لہذا سباق عبارت سے صافت ظاہر ہے کہ جریحہ سیرہ  
بنی اوصالع صفات محدود ہیں اسی طرح حصورہ بھی صفتِ حمیدہ ہے۔

چنانچہ ارباب طریقت کا یہی ذہب ہے کہ حصرہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔ ہر چند لغوں  
معنی حصورہ کے رکھا ہے اور بے پرواہ نہیں ہے۔ یعنی عورتوں سے باورہ خواہش کے  
مکر زادوی سی صاحب صراح نے لکھا ہے کہ حصورہ بالغتہ۔ مردے کے کگر دن مگر دلیں  
منفرین نے حصورہ کے معنی بکمال شرح و بسط اقسام فراستے ہیں۔

مثلًا صاحب تفسیر قادری نے لکھا ہے کہ حصورہ۔ مجدد عورتوں سے "اوْتَفِيرْ  
مُوَاصِبَ الرَّحْمَنِ مِنْ ہے کہ وَحَصْرُورُهُ مُمْتُوْعًا عَنِ النِّسَاءِ" اور سخت باز رکھنے والا اپنے  
کو عورتوں سے اوْتَفِيرْ جسیں میں سُرکلہ دباز ایتھے از زبان۔ یا خود را باز دارہ از بودا  
اور صاحب تفسیر غازن نے حصورہ کے معنی یہ لکھے ہیں "تَفَالَ أَبْنَ عَيَّامِيْشْ وَغَبَرَةَ مِنْ  
الْمُفْسِرِيْنَ الْحَمْلُوْدَ الْذِي لَأَبَاْتِ الْتَّكَلُّ وَلَا يَقْرَبُهُنَّ" یعنی ابن عباس وغیرہ مفسرین  
نے کیا کہ حصورہ ہے جو عورتوں سے علیحدہ رہے۔ اور صاحب تفسیر مارک نے لکھا ہے  
کہ "هُوَ الَّذِي لَوْ يَقْرَبُ النِّسَاءَ فَعَنِ الْقَدْرِ يَحْصُرُ الْنِّفَسِيْهُ" کہ حصورہ ہے کہ یا وجد نہ  
کے عورتوں سے بُورے ہے۔ اور اپنے نفس کو روکے۔ اور تفسیر جلانیں میں ہے کہ  
"وَحَصْرُورُهُ مُمْتُوْعًا غَيْرِ النِّسَاءِ" حصورہ ہے جو منیر عکی گیا ہے عورتوں سے  
اوی مفسرین حضرات صوفیہ نے حصرہ کی تفسیر میں نکات متعددی بھی تسلیط ذمکے ہیں۔  
چنانچہ صاحب تفسیر اس البيان نے لکھا ہے کہ "وَالْحَصْرُورُ الَّذِي حَصَرَ مَا يَعْنَى لِنَسَاءَ"  
صورہ ہے جو خداہش نفسانیہ کے مادہ کو عورتوں سے محروم رکھے۔  
اور دوسرے توں آپ کا یہ ہے کہ "أَخْصِدْ لِمَفْتَنَ مَسْعَ عنِ شَرَائِبِ التَّقْبِيدِ وَعَنِ

اُنِّي نَبَاتٌ إِلَى الْكَوَافِرِ<sup>۱</sup> یعنی حصور دہ بے جوش و اسی تقليد سے پاک اور کوئین سے غیر مرتضیٰ ہو۔

پھر آپ نے ابن عطا کا یہ قول فرمایا ہے ﴿الْحُصُورُ الْمُنْزَهُ لَا تَعْنِي الْأَكْوافِ﴾۔ مَاصِفَتُهَا كَهْرَبَ وَرُوَّاهُ ہے جو کوئین اور کوئین کی چیزوں سے بے پرواہ ہو۔ اور حضرت امام جaffer صادق علیہ السلام کا یہ قول کیا ہے ﴿الْحُصُورُ اللَّذِي لَا يُبَلِّغُكُلَّ أَهْلِكُلَّ دُصُورَةِ كُسْيٍ کَمَلٍ كَمَلٍ ہے نَكْسِيْ چِيزِ کَا الْكَ﴾۔ اور یہی آپ کا قول مخاطب کیا ہے ﴿الْحُصُورُ اللَّذِي لَا يَعْرِفُ، مَا سَمِعَ لِلَّهِ﴾ یعنی حصور اللہ کے سوا کسی نہیں ہے جو اسی ہی نہیں۔

الخزع جب حضرات نفرین کے احوال سے متفقہ طور پر یہی ثابت ہے۔ حصور کے معنی خبر دعا، بروضا بوط و قانع و آنا و اور تعلقات عالم سے دست بردار۔ اور صاحب مراتب علیا اور غیر اللہ سے بے سر زکار کے ہیں۔ تو اب اعادت ظاہر گیا کہ تجزیہ نہایت ہتم باشان صفت ہے۔

اور اس کا بھی تیقین ہے کہ حدیث کلارہیانیۃ فی الْمُسْلَمِ میں تجزیہ محسن کی انسان نہیں ہے بلکہ رہبائیت مبدع کی مانعت ہے۔ لیکن خصی ہونا۔ اور آمر مددگار قطع کرنا۔ جو شرعی امندیر اور نرموم ہے۔ کیونکہ جب صاحب تجزیہ کی صفت میں انص صرخ میجود ہے تو صرف ایک حدیث تجزیہ میں کی مانع نہیں ہو سکتی۔

اور اگر یہ حدیث تجزیہ محسن کی انسانیہ میں ہوتی تو مٹا ہی حضرات صدفیہ اور بعض اصحاب حضرت رسالت آپ۔ اور ایک پنیچہ صاحب کتاب تجزیہ الختاں فراستے اور اللہ تعالیٰ ایک مجرم کی صفت میں مُصَدِّقًا بِكَلِمَةِ مَنْ اللَّهُ وَ سَيِّدُ الْجَنَّاتِ وَ سَيِّدًا مِنَ الصَّالِحِينَ۔ اور دوسرے غیر تماہیں کی شان میں دیجھا فِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ مِنَ الْمُفَرِّيْدِنَ ارشاد فرماتا۔

بکہ امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفہیم کریم میں حصہ رکمال اسکے بھر  
معنی ارقام فرمائے ہیں۔ تو منجلہ دیگر اوقات کے قول ثانی میں تجربہ کا فضل ثابت یہ  
اوڑا پنے اس قول کی نسبت لکھا ہے کہ وہ اخیار الحقیقین کو حتفین لے اس کو اختیار  
کیا ہے۔ اور وہ قول یہ ہے: إِنَّهُ الَّذِي أَذْيَاتِ النِّسَاءَ لَا لِلْعِجْزِ بِالْعِفْفَةِ وَالْمُرْهُدِ  
ترجمہ) حصہ وہ شخص ہے جو حبیب را انہیں بلکہ زہر و عفت کی وجہ سے عورتوں کے پاس تعجب  
پھر امام موصوف فضل تجربی کی شرح میں دلیل یہ سمجھتے ہیں (جیسا کہ اصل میں بھروسہ  
الْأُوْيَتْ عَلَى أَنْ تَرْكُ الْكَلَاجَ فَضْلٌ تَرْجِمَ)، اس آیہ کریمہ سے ہمارے اصحابے استدلال  
کیا ہے کہ ترک نکاح افضل ہے لیکن تھنا لی مددحہ ترک نکاح "کیونکہ  
الشَّمِيلُ جَلَالُهُ نَمَى لِهِ رَحْمَيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ کی) ترک نکاح کے سبب سے  
وَذَلِكَ يَدِلُّ عَلَى أَنَّ تَرْكَ الْنِكَاحِ أَفْضَلُ فِي تِلْكَ الشَّرِيعَةِ اور یہ (خداما درج فرمان)  
اس امر پر دلاست کرتا ہے کہ شریعت ہر دوں ترک نکاح افضل ہے "وَإِذَا أُثْبِتَ أَنَّ  
يَكُونَ كَمِّ فِي تِلْكَ الشَّرِيعَةِ أَصْلٌ وَجَبَ أَنْ يَكُونَ أَلَّا مُرْكَذٌ لِكَمِّ هَذِهِ  
الشَّرِيعَةِ إِلَى النَّعْنَ وَالْمَعْقُولِ" ترجمہ) اور جب ثابت ہو گیا کہ ترک نکاح  
رس شریعت میں افضل ہر تو نقل و عقول ایسا ہی حکم اس شریعت میں ہوتا چاہیے۔  
اس کے بعد امام موصوف نے دلیل نقلي و عقلي کی تفصیل میں پہلے شرعی استدلال  
یہ فرمایا کہ "أَمَّا النَّصْرُ فَتَوَلَّهُ تَحْتَ الْأَوْلَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فِيهِمَا هُمْ عَاقِبُونَ"  
یعنی اللہ نے جن کو ہدی کیا ہے ان کی اتنا کرو۔ اور عقول دلیل اپنے پیش فاری  
ہے۔ "وَأَمَّا الْمُعْقُولُ فَهُوَ أَنَّ الْأَصْلَ إِذَا كَانَ ثَابِتًا بِقَاءً كَعَلَى مَا كَانَ قَاتِلًا  
عَلَى خِلَافِ إِذْعَنِ" (ترجمہ) دلیل عقلي یہ ہے کہ جب اصل کی بقانیابت ہے۔ جبکی کہ  
تمہی تو مسوون ہوئی خلاف اصل ہے۔

امم بازی علیہ الرحمۃ نے کمال صراحت اور صاف لغطوں میں ثابت نہیا کہ وہیں بھی

حکم الحاکمین نے مرح فرمائی دلچسپی فضل اور حسن کر اور استدلال فشرعی عقلی سے پوش  
کر دیا کہ جس طرح بھی علیہ اسلام کیوں اسٹے حصہ "بعنی مجرد کامل ہونا موجب فضل اور علوی مر  
ہا۔ اسی طرح شریعت اسلام میں ترک مکمل فضل ہے۔ اور ہبہ ناجاہی ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ کی اس مدلل تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ تحریر کو فضیلت اس وجہ سے ہے کہ  
حضرت احمد بن جبل حبلاہ نے اس کی مرح فرمائی۔ اور مثل دیگر صفات حمیدہ کے اپنے معصوماً  
بنی کی خانہ میں حصور بھی ارشاد کیا۔ اور یہ حصہ حیث تحریر کی عظمت کی جانب سے کافی ہے۔  
لہذا اب کسی شک و شبہ کی تجاویز نہیں۔ اور تعویل شیخ شہاب الدین بن محمد بہروری  
علیہ الرحمۃ جس طرح اہل استظام کے لئے تزویج لازمی اور ضروری ہے۔ اسی طرح ماحبب یادا  
و مجاہدات کی تغیریت خاطر کے واسطے تحرید مناسب اور منید ہے (عوارف المعارف)

شاید اسی خیال سے ہمارے سر کار عالم پناہ نے بھی عام مرتدین کو مناکحت کی منع  
نہیں فرمائی بلکہ اہل ارادت کا مستور تھا کہ اکثر اہم کام بجز اپ کی اجازت نہیں کرتے تھے  
چنانچہ دیکھا ہے کہ ارادتمند اپنی اولاد کی مناکحت کے واسطے جب اذن طلب ہوتے  
تھے تو تحریر قبلہ عالم نے ان کو بخوبی اجازت دی ہے۔ اور غلام ان خرقہ پوش جعلات  
دنیا سے دست بردار ہوئے۔ ان کے حق میں آپ نے تحرید کی ہاتھ فرمائی۔ اور اپنے  
خرقہ میں لنگوٹھ کو لازمی گرانا۔ جو تحرید کا مخصوص متخہ ہے۔

اور چنکہ قبلہ عالم حصور بھی مجرد کامل تھے کہ ازدواج کیجان کبھی اتفاقات نہیں ہیں یا  
اس مناسبت سے آپ کے مقدس خرقہ کی بھبھی شان۔ گویا زبان حال سے شاہر کر کے زنا پھنس اہل  
تفرید کا خاص باب ہے اور لنگوٹھ سے توہما نظر ہے کہ تحریر اپنی میں فیض کیلئے تحرید جزو لا اینگکس ہے۔  
غرض مختصر یہ کہ تمام عموی نامہ اذلباس میں آپ نے تحرید کا اس کے ساتھ زندگی بسر کی۔ اور  
مسافرا شان سے اس نام نظر ہر کی بیوں سیر فرمائی کر علاقت دنیا کے لوازماں کو بھی قطعاً منقطع  
نہیں۔ اور اہل تحرید متفہی کیوں اسٹے بے غرض اور نامہ اذلبانہ زندگی کی ایسی شان قائم کر دی جائیں نظر لے۔

شاید ناموزد اس نہ گا اگر پھر یہی عرض کرو کہ حضور قبلہ عالم کا تجربہ کامل بھی  
حضرت کلتہ اللہ علیہ السلام کی صفت تجربی میں مٹا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نظرِ نعمت  
سے دیکھا جائے تو جس طرح تجربہ ارشی تجربہ عیسیٰ کے مشابہ ہے اسی طرح تقریباً آپ کے  
جملہ حالات و عادات نیزی علیہ السلام کے حالات و عادات سے بہت زیادہ مشابہ ہیں۔  
مثلاً حضیر قبیلہ عالم کے غیر معمور شے مبارک جو بیشتنا پڑو شہے۔ یہ حقیقت خاص  
سنّت عیسیٰ ہے۔ کیونکہ جملہ مورخین نے لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے گیسوئے مجرم  
دراز تھے۔ بلکہ خدیعیہ عیسیٰ کی اسی نشانی کے ساتھ احادیث بنوی یہیں نہ کو رہے مکہ جب  
آپ نزول فرمائیں گے تو آپ کے بال دراز اور چکدار ہوں گے۔

علی ہما منقول ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سر برہنہ رہتے تھے۔ ہمارے سر کا عالم پاہ  
کا بھی سادہ اور بے تکلف لباس کلاہ و دستار وغیرہ سے محرا رہا۔ اور بیشہ آپ نئے  
سر و پا برہنہ وادی عشق میں سرگرم جستجو رہے بلکہ حضورت صاحب الفاظ میں فرمایا ہے  
کہ لذیلی اور جنتہ تو ارام کے واسطے پہنچتے ہیں۔ اور فقیر کو ارام و تکلیف کا خیال کرنا بھی  
منسع ہے۔ یہی فرمایا کہ کہ آداب عشق یہ ہے کہ راہ طلب میں فقیر نئے سر اور پا برہنہ ہے۔  
یہی فرمایا ہے "لُوبی زیماں کی چیز ہے۔ اور فقیر کو زینت سے کیا کام ہے۔"  
اور عیسیٰ علیہ السلام نے بھاطڑ زہر رہنے کے لئے مکان نہیں بنایا۔ حضور قبلہ عالم  
نے بصدق "لَأَيْلُكْ وَلَأَيْسُلُكْ" پہنچ آئی مکان بلکہ کل اماکن سے دست بار  
ہو کر سیدان عشق میں تدم رکھا۔ اور بیشہ مسا فراہم زندگی بسر زمائن۔ چنانچہ اثر آپ  
فرماتے تھے "هم تو مسافر ہیں۔"

یہی مستند روایات است ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے یک یہ نہیں رکھا۔ فرش  
زمین پر استراحت فرمائی۔ اور بیجا یہ باش خشت یا پتھر کا گمراہی سر رکھتے تھے اسکی  
مشابہت بھی حضور قبیلہ عالم کے عادات میں موجود ہے کہ آپ نے زمین پر بیشہ آرام

زیابا۔ اور کسی تکیہ رکھنا پسند نہ کیا۔ بلکہ تکیہ کے بکرے قلی نمرت تھی۔ چنانچہ اکثر ذمایا ہے ذقیر کوتایہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ بھی ذمایا ہے کہ ”اگر فقیر کا تکیہ اللہ پر ہو وہ فقیر ہے۔“ یہ بھی ذمایا ہے تھا فاقہ جس طرح نفس کی تنکیت کا باعث ہوتا ہے اسی طرح تکیہ نفس کو آرام پہونچاتا ہے۔ اور مشرب عشق میں نفس کی یجا خداش کو لپور اکتا حرام ہے کیونکہ عشق صادق کی تعریف یہ ہے کہ عاشق روح بل نفس رہ جائے۔ اور جیتک آئیں نفس ہر عشق الہی کا نہیں جپھے سکتا۔ اور یہی ارشاد ہے کہ ”تکیہ رکھنے سے غفلت بڑھتی ہے۔ اور عاشق کی عبادت یہ ہے کہ اس کی ہر انس غفلت سے پاک ہو۔“ یہ بھی ذمایا ہے کہ ”اسباب آرام“ آسائش کے جھگڑے میں انسان عہد میثاق کو بھول جاتا ہے۔“ یہ بھی اکثر ذمایا ہے کہ فقیر آرام طلب منزل مقصود سے دور رہتا ہے۔“ یہ بھی ذمایا ہے کہ جو دنیا کے انتظام میں ہمپشتا ہے۔ اس کے دل میں محبت الہی کی جگہ نہیں رہتی۔“ یہ بھی ذمایا ہے کہ ”بے انتظامی تو عشق کا پیش خیس ہے۔“

الغرض آپ کے مارچ تجوید و مراتب تغیری کی خوشنام تصریح کا اگر ایک سُنْخ دنیا کے مشہور مجرم کامل حضرت کلۃ اللہ علیٰ علیہ السلام کے تہذیب تجوید سے زیارہ مٹا ہے تو دوسرا رُنگ کلیّۃ صفات حضرت مرتضی کا شفات آئینہ ہے جس میں آپ کے خاندانی صبر و صاف و فروختنا کی شان نظر آتی ہے کیونکہ عنفوان شباب سے آپ کے جلد کا نلمے مان مال سے شاہر ہیں کہ ہذا تسلیم کی دشادار گذاہ منزل آپ نے بکمال ثبات واستقامت

ٹھڑیا ہے۔ تسلیم و رضا چنانچہ آپ کے حالات و واقعات کا نظر غائرے سے معاف نہ کرتے ہیں۔ تو بیساختہ زبان سے یہی سکلتا ہے کہ لا ریب آپ الہیت الہار کے خصوص یادگار۔ اور حقیقی ورثہ دار میں کیونکہ آپ کے حکمات و مکنات اور احوال اغال سے صاف ظاہر ہوتا ہے

گزیک تدبیر آپ کا مشرب اور راضی بہنالی لارہتا آپ کا الحمد للہ بے این ہے۔ اور آپ کا اختیار مٹائے کر دھکار کے آگے سلیپ۔ اور آپ کا ارادہ۔ ارادہ حق میں فنا ہو گیا ہے۔ اس نے کہ جو واقعات دارادت۔ بظاہر بصورتِ اسلام و راحت۔ یا بکلِ آلام و محنت پیش آئے۔ ان کو بلاش کایت و اکراہ۔ اور بغیر اعراض و استباہ ہبھیس کے تسلیم کیا۔ اور بطیب خاطر مراد قضا و قدر پر راضی رہے۔

اس نے اگر یہ کہا جائے تو شاید ناموزہل نہ ہو کا کہ آپ کل ذاتِ محمود الحمدت کو مرثیہ تسلیم و رضاء سے خاص نسبت تھی۔ اور یہ علیل القدر صفت جو شخص ملود پر آپ کے جذباتیار کا حصہ ہے۔ ایک براشٹ میں تھی۔ چنانچہ حضور نبی عالم کے بہن ارشادات کا بھی مضمون ہے جن کا متواتر ذکر آیا۔ اور تقریباً جلد حاضرین بارگاہ وارثی نے ضرور سنا ہو گا کہ اکثر آپ نے پرجوش ہجہ میں فریا یا تسلیم و رضاعابی بی فاطمہ اور حسین علیہما السلام کا حصہ ہے۔ اور کبھی یہ ارشاد ہوا کہ "تسلیم و رضاعاً الہبیت کے لگھ کی پیزیر ہے" اور اسی مضمون کو کبھی ان الفاظ میں فریا یا تسلیم و رضاعاً الہبیت کے لگھ کی لوٹدی ہے۔ اور کبھی اس تقدیم و صاحبت اور فرمائی کہ "تسلیم و رضاعاً کامرتی بی بی فاطمہ نے اپنے بابا جان سے پیا اور حسین علیہما السلام کی وساطت سے جس کا جس قدر حصہ ہے، اسکو ملتا ہے" اور کبھی یہ بھی فرمایا ہے کہ جس طرح تسلیم و رضاعاً کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ اسی طرح اس میدان میں ثابت تدم رہتا بہت مشکل۔ اور بڑے مردوں کا کام ہے۔ یہی ارشاد ہے کہ تسلیم و رضاعاً کی منزل میں جان دینا معمولی بات ہے۔ مگر زبان سے اُن بھی کتنا رضاعاً کی شان کے خلاف ہے؟ اور یہ بھی فرمایا کہ رضاعاً تسلیم کے کوچھ میں جس نے تدم رکھا۔ اس کا اختیار سلب ہوا۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ مشرب تسلیم و رضاعاً میں نظام میں یہ بھی فرمایا کہ اہل رضاعاً تسلیم کا مسئلک اور ہے مشائخین کا طریقہ اور ہے۔ یہ بھی بیا کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے ایک رضائے مشوق کے لئے تمام خاندان کو

میدان کر لایں شہید کرا دیا کوئی کیا سمجھ سکتا ہے۔ روزِ عاشق موسیٰ عشق کو یہ بھی فرمایا ہے کہ ”ہمارا مشیرِ عشق ہے جس میں استھانِ حرام۔ اور رضاۓ شاہِ حقیقی کے آگے سرتاسرِ خم کرنا فرعون ہے۔“

حضور کے ان ارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ رضاۓ سایم خصوص طور پر عالم کا مسلک ہے۔ اور دیگر محققین حضرات سرفیہ کرام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ رضاۓ شاہ ہے محبت کا۔ اس وجہ سے محب صادق محبوب لتواز کی ہر رادائے نازکے آگے تسلیم خم کرنا ہے۔ اور ہر حال میں راضی برضاۓ مطلوب رہتا ہے۔

چنانچہ حضور قبلہ عالم کے حالات و دعائیات سے زیادہ اور خصوصیت کے سائنساپ کے ثابت اور استقامت ہی کے اثرات نظر آتے ہیں۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے نفاذی مرادات اور جسمانی خواہشات کی طرف کیمی التفات نہیں فرمایا بلکہ نام معاملات ذاتی و صفاتی۔ اور جلد واقعات حرکاتی و سکاتی کو فعل ہن۔ اور لحضرت پیر بزرگ مسیح چاہ۔ اور کمال صبر و استقلال بصدق الیضاع فسرد مرائق عن المعنی و قوع چوا عاضن کو کرشنہ نما محبوبی لتصیر کیا ہو کر حالت میں کی زبان حرفِ شکایت سے آشنا نہیں تھی اور یہ رضاۓ کمال کی تعریف ہے کہ بلا پر سب کرنا رضاہ ک۔ اور قضا پر اغتراف نہ کرنا رضاۓ کامل ہے۔

چنانچہ نہ ۱۲۳ ہجری کا یہ واقعہ ہے جس سے حضور قبلہ عالم کے ضبط استقلال کا میں انہار ہوتا ہے کہ اول مرتبہ یونی شریف و بائی طاعون سے جب تعدد موتیں ہیں۔ اور باشندگان قبیلہ کان جیہی کر میدان میں قائمت گزیں ہستے۔ ای حفظِ عحد کے لحاظ میں نے مختلف عنوان سے اور مختلف پیرا یہیں مت یا اعراض کیا کہ مناسب حلوم ہوتا ہے کہ حضور بالغاء میں تشریف کوئیں جو تہدا ہائی ہو۔ اور پر رضاہ بھی۔ مگر ہر مرتبہ حضور نے میری عرض داشت ذرا کرنا مقتضو کر دی۔ جو خدا یہاں ہو دی ہاں ہے۔ بلکہ علاوہ یہ رے دیگر خدام نے بھی کوشش کی کہ پنجھاط احتیاط بالا ہانے میں دھنباہر ہو گا۔ مگر حضور نے کسی کی التماس پر توجہ نہ رکنی اور

مکان کرنا کسی طبع پنہ نہیں کیا جتنی کہ اسی بوران میں بعض کیم اور داکٹر تندبیسی کو کئے اور انہیں نے بھی عرض کیا کہ اگر آپ کو لئے پراستراحت فراہیں تعاون دلائے بارہ مناسب ہے۔ مگر سیکے جواب میں یہی ارشاد ہوا کہ ایق اللہ علیٰ تک شکی ہے ذی ہیر جو خدا کو منظور ہو گا وہ ضرور ہو گا ”اِذَا دَعَةُ اللَّهُ غَاءِيْ بِالْمُلْكِ إِذَا دَعَتِيْ إِنَّمَا يَعْلَمُ“۔

آخر ایک روز چند مقتدر اور مفترب غلام ان بارگاہ دارثی نے مجتن ہر کو بعد صرار عرض کیا کہ ہماری خاطر سے آپ مکان تبدیل فرمائیں۔ اس وقت آپ نے متین بولے ارشاد فرمایا کہ ہم جانتے ہیں کہ اطیبا کا یہی خیال ہے۔ اور تم محبت سے کہتے ہو۔ مگر یا رکی صحی ہوتی بیماری سے ڈننا اور بھاگنا۔ غیرت عشق کے خلاف ہے۔ بلکہ افلاض محبت یہ ہے کہ منشا الہی کے آنکے سرنگوں میں۔ بقول تسلیم خم ہے جو مزان یاریں آئے۔

محبذا۔ ایک مرتبہ جنور قبلہ عالم نے باشندگان موضع گدی کے اصرار سے یہ اذار کر لیا کہ والی میں قصیدتہ ستر کے سے تھارے بیان آئیں گے۔ چنانچہ حسب وعدہ آپنے جب ستر کے سے مراجعت فرمائی۔ اور حضیر کی پاکی صفائ پور کی آبادی میں سے گزری مل دیا گئی۔ چند نوجوان ہندو حضور کے بعض ان خدام سے بدیکھی رہ گئے تھے کسی مددی بات پر ستر کرنے نہ چکے۔ اور بیان تک گفتگو ہر چہار گئی کہ لزاںی ہوتی۔ ورنی خدا شاہ صاحب کا مجموع ہو گیا۔ جب گدی یہ پہنچے۔ اور دہان کے خاص فیض مامنے فیض شاہ صاحب نہیں کیم تو سب کو اشتغال ہوا۔ اور آنادہ ہو گئے کہ صفائ پور کوتاہ و برباد کر دیں۔ مگر حضور نے سب کو بننا کید مانگت کی۔ اور فیض شاہ سے فرمایا کہ صبر کرو۔ اللہ کو یہی منظور رہا۔ اسی عرصہ میں صفائ پور کے دوست اور خوشحال ہندو حاصل خدمت ہوئے۔ اور ان پی گزی حضور کے قدموں پر رکھ دی۔ اور مقدمہ جو کر ایک پاؤں سے کھڑے ہو گئے مادہ دیہاتی ہجیں عرض کیا کہ بابا دیا کرو۔ لڑکوں نے کر مناس کیا مگر اپنی کمپیا تھے مخالف کردی تو

آن کا یہم اکارت تھا۔

حضرت قبلہ عالم نے فرمایا۔ آنہوں نے تو ہمار کوئی تصور نہیں کیا۔ اور اگر کرتے یا ہم کو ماہبی ڈالتے۔ تو یہی ہم معاف کرتے۔ کیونکہ ہمارے داد نے اپنے قابل کو چھپے شربت پلایا ہے اور ہمارے مذہب کی تینیم ہے کہ **دَالْكَافِيَّةُ الْجِنَّاتُ الْحَافِيَّةُ**  
**عِنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ**۔

اور ہمارے نزدیک تو لڑائی تھی نہ جھگڑا۔ بلکہ یار کی اداونا ز کا ایک کرشمہ تھا۔ جو ہو گیا۔ اس میں تک کی تصور ہے۔ نہ معانی کی ضرورت۔ اور اگر تمہاری بیسی خوشی ہے۔ تو اچھا بیٹھو معاف کیا۔ اور خادم کو حکم دیا کہ ان کو تیندا اور ٹھہائی دے دو۔ یک ریا نہ شان دیکھ کر دونوں کو جو شش ہوا۔ اور ہماقہ جزو کو عرض کیا کہ ہمارا ج اس پر ہم کو جیسا بھی کرو۔ آپ نے دونوں کو استغفار پڑھا کر مرید کیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ گرو داتا کوئی اپنہ بھی بتا دو۔ حضور نے فرمایا۔ تبریم بھیجا ہوا۔ اور سچھر کوئی پوچھنا اور جھٹکے کیا گیشت نہ کھانا۔

الحاصل ایسے متعدد افادات ہیں جن سے آپ کا راضی برضاۓ حق رہنا ثابت ہوتا ہے۔ لیکن علاوہ ان حالات کے جن کا وقوع عکاہ بجاہ ہوتا رہا ہے۔ یا یہ عجیب اور خیرت خیز۔ حضور کے روزمرہ کے معمولی عادات ہیں جن کو اگر سرسری نظر سے بھی دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا پورا طرز محاشرت تحت تسلیم حکام الٰہی ہے اور رضاۓ پروردگار کے آگے اپنا اختیار فتنا کر دیا ہے۔ اور سب اسی سے دست بردار ہو کر قدم پر صرف مشیت مسبب الاصابہ سے سروکار ہے۔ مثلاً سب جانتے ہیں کہ آپ کی مخصوص صفت ہے کہ تمام عمر آپ کی زبان پڑ شکایت سے آشنا نہیں ہوئی۔ ایسی آپ نے اس تدریجی نہیں فرمایا اک گرمی نیا ہے۔ یا اعتدال سردی کم ہونے سے اعتدال محنت میں فرق آگیا ہے۔ یا کثرت بارش

سے مکان مسار ہو گئے۔ یا نشک سالی کی وجہ سے غلہ کی گرانی ہے۔ حالانکہ یہ ایسیں  
وہ ہیں جو عموماً زیان زد ظالائق رہتی ہیں۔ مگر خضور قبلہ عالم نے کبھی سہوا بھی ایسے افشا  
نہیں فرمائے ہیں مختایا اشارۃ بھی بوسے شکایت ہو۔ اور یہ احتیاط صرف اس  
وجہ سے تھی کہ اقتضاۓ تسلیم ہے کہ مشارالہی سے اختلاف کا اشارہ بھی نہ ہو۔ اور  
موجود حقیقی کے برعکس کو یہ نظر صواب بیکھے ہر چند ظاہر ہیں وہ بصورت عتاب ہی کیوں ہے۔  
بلکہ کمال احتیاط کی وجہ سے مزان ہمایوں کا یہ انداز تھا کہ دوسرے شخص کی  
زبان سے بھی اگر شکایت آمیز الفاظ سخکھتے تھے تو آپ کو قدسی نالگواری بتاتھا۔ اور اکثر  
چین کبھی ہو کر اس کو اٹھا دیا کر کچھ دیر تک چڑھہ اقدس پراس نالگواری کا اثر بتاتھا  
میں یہی ہر سختے میں کہ محبت کی میں تحریف یہی ہر کو محب اپنے محبوب کی شکایت نہ سُنے۔ چونکہ  
اس نہ تھا حق سے بجائے مفسر ہوتے یہی اعتراض کیا۔ آپ نے اسکی محبت ناپند کی اور اٹھا دیا۔  
علی ہذا سخت سے سخت علاالت میں بھی آپ نے درد اور تکلیف کا ذکر کبھی نہیں کیا  
ہمیشہ خدام قرآن سے دریافت کرتے اور بصداصار دوپاپلاتے تھے۔ بلکہ جب طبیعت  
پوچھا کہ مزان کیسا ہے تو یہی فرمایا کہ اچھا ہے کبھی مرض کا نام نہیں لیا۔ کیونکہ درد کا  
اظہار کرنے بھی عین شکایت۔ یا کم سے کم ضمیمہ شکایت ہے ظہوری سے

چم را در عشق تاجاں کا نیست در دعا شت را بدران کا نیست  
اور اگر کسی طبیعت نے اپنی خدمات سے مرض تھیں کیا اور اپنے اطبیان کے  
واسطے پوچھا کہ پیاس غالب ہے یا سر ہیں درد ہے۔ تو بجا تے تائید فرط نے۔ اور ہاں کہنے  
کے جواب میں یہ ارشاد ہوتا تھا کہ تم بڑے حکیم ہو۔ مگر زبان سے پیاس کا یا درد کا نام نہیں  
لیا کہ مطلوب کی کبھی ہوئی ابتلاؤ اشائۃ بھی شکایت نہ ہو۔ بلکہ بہ طال میں تسلیم ہمر ہے۔  
ڈعا کرنے سے احتیاط اور تقریب ہے کہ اسی جہت سے آپ دوست ڈھن کے واسطے  
دعا اور بعد عابین زانتے تھے۔ اس نے کہ جس طرح حضور قبلہ عالم نے اپنے اجدا دام عباد

کے مفروضہ صفات و برکات کی شہزادت بکمال استقلال و ثبات فرمائی۔ اور دعا کرنے سے قطعاً اختیار کیا کہ منافی رضاہے۔ اسی طرح حضرت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پوتے کو اس کا بھی بھیشہ خیال رہا کہ بدُ دعا کرنا خاندانی شان عنلت کے خلاف ہے۔

علاوہ اس کے دعا اور بدُ دعا کا مفہوم یہ ہے کہ دوست کی شفقت اور دشمن کی عداوت کو باعثِ راحت اور سببِ محنت خیال کرنا۔ اور اس کے عمل اور عقین میں ان کے واسطے دعا اور بدُ دعا کرنا۔ جو چشم حق میں کے لئے سنگین جواب ہے، کیونکہ بدُ دکھیا کا فاعلِ حقیقی قادرِ مطلق ہے۔ اور افعال قادرِ ذوالجلال کو غیر ارشد کے ساتھ متذمپ کرنا یعنی ایمان سے دوست بردار ہونا۔ اور حقیقت سے صریح انکار کرنا ہے۔

لہذا پڑھنے صاف کیجا جائے تو نہ دوست دعا کا سزاوار دشمن بدُ دعا کا سحق ہے۔ جس کا متبیجی سی نکلے گا کہ دعا اور بدُ دعا کرنا فعلِ عبث ہے۔ بلکہ اقتداءً لتصدیق یہ ہے کہ بدلنے دوست دشمن کے حق میں دعا اور بدُ دعا کرنے کے وقوع آلام و آلام کو شاہد و نواز کا کر شمہ ادا نہ تمجھیں۔ اور اس کے مثارِ ارادہ کے آگے سرتگوں میں جو عین رضا ہے۔

جیسا کہ حضور قبلہ عالم نے عملاد کھادیا۔ اور چونکہ تعییلِ رضاۓ الہی کے واسطے یہ احتیاط لانا بھی تھی۔ اس نے اپنے غلامیں کو مخاطب فرمایا کہ صراحت ارشاد ہو کہ ”جو تم سے محبت کرے اس سے محبت کرو۔ مگر کسی کے حق میں دعا کرو تو بدُ دعا۔“ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ”فیقر کو چاہیئے کہ رضا و تسلیم پر قائم ہے۔“ اور اکثر یہ ارشاد ہو کہ ”دعا اور بدُ دعا کرنا مشربِ رغنا و تسلیم کے خلاف ہے۔“ اور یہ بھی فرمایا کہ ”فیقر نہ دوست کیوں واسطے دعا کرتا ہے نہ دشمن کے لئے بدُ دعا۔“ کیونکہ دوست دشمن کا پردہ ہے۔ سب کرتوت ان کا ہے جن کا ہر چیز میں جلوہ ہے۔

۲۔ ارشادات بالمعنی مراد ف اور مخدیں۔ یہیں طرزِ عبارت سے مترشح ہے کہ رُنے

سُخنِ غلامانِ خرق پوش کی طرف تھا۔ اور یہی دیکھا گیا ہے کہ اکثر محدثوں نے فقرہ سی کو  
یہ پدایت ذراً بیس کے حقیقی معنی یہ محلوم ہوتے ہیں کہ جس طبق فضیلہ کو ذائق خواہشات  
مرادات مشیت ایزد کی کے سپرہ کرنا لازم ہے۔ اسی طبق دوست و دشمن کے حق میں بھی  
استدعا کرنا منافی شانِ فقرہ اور خلاف رعنائے حق ہے۔

مگر اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ صاحبِ لباس دینیوی کے واسطے ان احکام  
کی تعیل مندرجہ ہے۔ اگر عنایت رب العزت سے یہ تفیق نصیب ہو کہ وہ بندہ نواز  
سلیم الامور الالہ کا شرف محنت فرملئے تو اپنے اختیارات اٹھا لینا۔ اور سببی  
واسیاب کا صفحہ قلب سے محکرنا عقول و نقلاً مناسب اور بہتر ہے۔

البتہ اس مسلمہ میں تھوڑا احتلال ہے۔ اور دیکھا جانا ہے کہ حضرت صوفیانے  
کرام میں ایک طبقہ ایسا ہے جو نہیں دستور العمل کے حوالہ سے دوسروں کے واسطے  
ڈعا بھی کرتا ہے اور بدُعاء بھی۔ اور اسکے متحب اور محسن جانتا ہے لیکن مقررین با رگاہ  
احدیت کے ایک مخصوص گروہ کا مسئلک یہ ہے کہ وہ ڈعا اور بدُعاء کرنے سے احتیاط کا وہ تہذیب  
فرماتا ہے۔ چنانچہ مولانا روم علیہ الرحمت نے لکھا ہے کہ وہ اہلِ کعبہ جو بیشہ میدان چنا۔ اور رادی یہ  
میں شاچیقی کے سامنے سرگلی ہتھے ہیں۔ وہ استدعا، دفع قضائیں فرماتے۔ وہ بہت۔

قوم دیگر می شناسم زاویہار کر زبان شان بستہ باشد از دعا  
از رضا کر ہست سام آں کدم جُتنِ دفع قضائیں شد حرام  
ذر قضا ذوقے ہمیں بینند خاص کفر شان آمد طلب کردن خلس  
ہرچیمی آید برون از ماک غیرہ خاص خود داند آں بیٹک ریب  
لیکن اس کا تصنیف صاحبی اف المغارف نے یہ کیا ہے کہ دعا کرنا۔ اور نہ کرنا سانہان  
راہ طریقت کے احوال پر تدقیق کرو اور اسکے مذاق و مراتب کے لحاظ دفعاً اور بُعد عاکن اعین بھی ہے اور نہ ممکنی۔  
تحقیق پر لکھنے سے اخراج اور بالکل یہی صورت ہے کہ ہمارے سرکار عالم پناہ نے گئہ

اور تحویل گندڑی نے سے ہمیشہ اختراءز فرمایا۔ اور اپنے غلامانِ خرقہ پیش کوئی صاف لفظوں میں یہ ہدایت فرمائی کہ فقیر کو چاہیے گندڑا اور تحویل نہ کرے۔  
کیونکہ گندڑا اور تحویل دینا مشرب اربابِ رضا و تسلیم میں منوع ہے کہ ایک معنی میں مشیتِ رضا و قدر کے خلاف کوشش کرنے لے جاتا ہے۔ جو تسلیم کی ضد ہے۔

گرواقع یہ ہے کہ بعض مقیدین حضرات صدیفیہ نے رقاہ خلق کے لئے نقش بھی لکھے ہیں اور ان کے ہم عصر مشرٹائیں نے کوئی اغراض نہیں کیا۔ اور بعض نے اسکو تحریک بھی کہا ہے۔ لیکن جس طرح دعا کرنا بالحاظ حال اور مقامِ محرومیت کی اور نہ موسم بھی ہی صدر تعلیم اور گندڑے کی ہے کہ وہ اربابِ صفت جبکی حالت اسکی مقتضیٰ فتن کر رفاہ خلق کیلیں فرما لانے اسماے باری تعالیٰ کے اعداد یا اثرات سے وصول کی فائدہ پہنچایا۔ اور اہل الشجدہ رضائے رب قدر کے آگے سرگوں نہیں۔ اور اسباب و تمثیر کے خیال کرہتے محرز نہیں ہے گندڑے اور تحویل سے بھی ہمیشہ دست کش رہے۔

چنانچہ امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ نے احیا الحلوم باب توحید و توکل میں بکمالِ ممتاز لکھا ہے کہ حضرت بہرین عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے تعلیم کرایا۔ یا داعی۔ اس نے اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل نہیں کیا۔

پھر مدد و الحفاظات جو جمہ الاسلام ایک حدیث کی شرح میں تسطیف لیتے ہیں کہ ہر جنہیں ایسا تعلیم یہ جو ایاتِ قرآن سے لکھا جائے۔ اس کا لکھنا جائز کی۔ مگر رضا و توکل کی شان یہ ہے کہ اسباب اسماے اللہ کا خیال بھی نہ آئے۔

غرض رضا و تسلیم کی صحیح اور ظایاں شان یہی کہ جلد خواہشات و مرادات ہمیشہ کی مشیت پر متوفت ہوں۔ اور تعلمات سبب و اسباب سے قطعی انقطاع ہو۔ اور منشاء اسبابِ الاسلام کے سامنے مرتسلیم خرم ہے۔ جیسا کہ خود قبلہ عالم نے خدا عل کر کے دیکھا دیا۔

مگر ابنا ہر یہ بُریب واقعہ ہے کہ حضور قبلہ عالم کے عادات و رفاقت کو اگر پنظر  
پا سیں تو صاف ظاہر ہے تاہم کہ آپ کے دیگر صفاتِ عالیہ پر صبر و رضا کا اثر یا  
نالاب ہے کہ وہ اخلاقِ ضاوتیم کی روشنی میں خلوب بلکہ محجوب معلوم ہوتے ہیں۔  
شاید اس وجہ سے دیگر صفات کے اثرات کا انطباق کہ تو نہ کہ بھولے "الرَّضَاءُ  
رَفْعُ الْإِخْتِيَارِ" ارباب صبر و رضا اپنا اختیار طلبیت اٹھاتی ہیں۔ اور یہ حالت میں  
بکمال ثبات و استعمالِ رضائے شاہد ہے نیاز کے آگے وہ جانباز ہشیہ سرکش ہوتے ہیں۔  
اور احکامِ فضائلِ قدر کا جائز مقدم کرتے ہیں میکن ہر کہ اس ائمہ انہاں اور کثرتِ غلوکے  
باعتِ حضور کے دیگر اخلاق کے برکات کم یا مخلوب نظر آتے ہوں۔

یا اس کا سبب یہ کہ حضور قبلہ عالم کا مشرب عین عشق تھا۔ اور یہ مسلم ہے کہ  
عشاقِ شوق وصال یا میں اپنے فنون و کمالات خواہشات و مرادات کو تنظیع کرنے  
اورنٹا کرتے ہیں۔ بلکہ ماسوائے اللہ سے دست بردار ہو کر ہر وقت راضی برضائے یار  
ہیں پس ایسی حالت میں جیکہ وہ سالکین را محبت اپنے اخلاقِ حسنہ کا خال بھی منافی  
احوال جانتے ہیں تو ان کے صفات کا کماحدہ انطباق ٹھیک رشیار ہے۔

یا اس وجہ سے حضور قبلہ عالم کے دیگر صفاتِ مرتبہِ رضائیم کے مبنے مخلوب  
رہتے ہوں کہ حقیقت میں مرتبہِ رضا بیض اخلاق کمالیہ کا مرکز ہے جیسا کہ حضرت مسیح بن  
عبد اللہ تسلیم علیہ الرحمۃ نے مسیح بن شدیں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ورع مقدمہ ہر فناعت  
کا۔ اور زید مقدمہ ہے تو کل کا۔ اور تو کل مقدمہ ہے معرفت کا۔ اور معرفت مقدمہ ہر فناعت دلیل  
ہے محبت کی اس لئے کیا عجیب ہے کہ آپ کے بھی بعض صفات پر سبب فرع ہونے کے  
اپنی محل یعنی مرتبہِ رضا کے متاز اثرات کے سامنے بخوبی تمیز ہیں ہوئے یا مخلوب  
اور محجوب معلوم ہوئے۔